ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

بعہد ... [illegible] ... والیہ ... نواب ... شاہجہان بیگم ...



باہتمام و تصحیح تمام امیدوار رحمت ... [illegible] ... احمد خان المتخلص صوفی سلمہ اللہ المنان

در مطبع عام مفید آگرہ جلوۂ انطباع پذیرفت

فہرست فروع اول تذکرہ طور کلیم

فہرست فروع دوم تذکرۂ طور کلیم

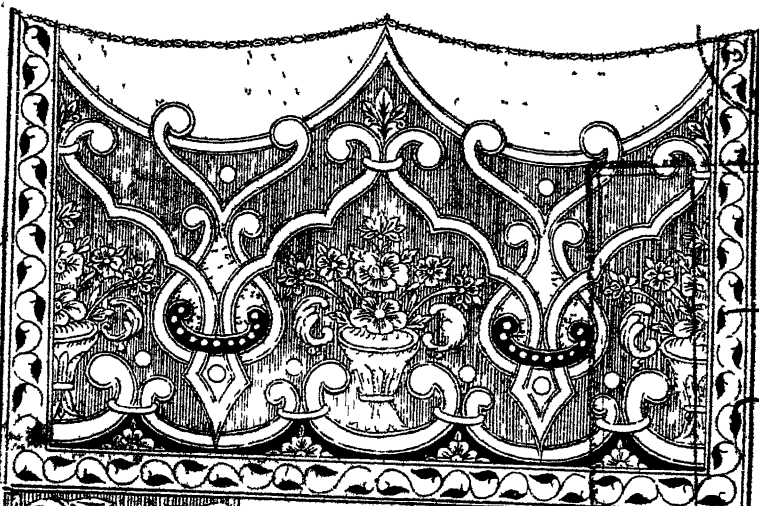
ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

بعہد معدلت مہد جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال نسخہ نور بخش قلب سلیم مسمی بہ



باہتمام وتصحیح تام امیدوار [illegible] المتخلص صوفی سلمہ اللہ المنان

در مطبع عام مفید آگرہ جلوۂ [illegible] پذیرفت



بسم الله الرحمن الرحیم

[illegible] آرایان نغز گفتار **کلیم** هیچ چیز شایسته آن ندید که آغاز این نامه را
بسپاس [illegible] جمیل خداوند آسمان و زمین صورت بخش معنی آفرین دانش پیرای
بینش افزاے بیاراید و بستایش گرامی [illegible] پایه
یسین نور اولین جاودانی سعادت گرد آرد صلی الله علیه و آله و صحبه وسلم
دامن زیر سنگ را نه پایاب آن داده اند و نه نیروے این بخشیده جائیکه عقاب
پر بریزد از [illegible] لاغری چه خیزد سخن مختصر کنیم و عنان بسوے دیگر برتابیم [illegible]
که دل هوس پیما آرزو میکرد تا پاره از اندیشهاے اسمار [illegible] قافیه سنجان ریخته
آراے [illegible] شیرازه جمعیت در کشد و خوشترین سرمایه ذوق فراهم آرد تا بقلاورزی
بخت و تنومندی همت آن آرزوے دیرینه بال کشائش گشادن گرفت دیوانها
بجود کشیدم تذکره ها بهم رسانیدم خامه در دست گرفتم و روش انتخاب گزیدم هنوز
این نقش چنانکه شاید بکرسی نه نشسته بود که تحریک احباب و تقاضاے اصحاب برانم
آورد که پایان این تذکره که مسمی به **طور کلیم** است بر افکار نغمه سرایان هندی

زبان کرده آید که ہر بیت را گنجینۂ معانی توان گفت و خزینۂ مضامین توان سنجید
ہمانا بردو فروغ آنرا مشتمل کردیم **نخستین فروغ** نظر افروز نظارگیان است بلحاظ
فریبہاے اشعار ریختہ آرایان **فروغ دوم** نظارہ سوز ژرف نظران ست بدلکشیہاے
افکار نغمہ سرایان ہندی زبان ÷

نخستین فروغ

مخفی مباد کہ موجد زبان ریختہ **ولی** را گفتہ اند کہ ولی اللہ نام داشت و بعضے
ولی محمد گفتہ اند در زمان بادشاہ عالمگیر از اولاد شاہ وجیہہ الدین گجراتی رح بود
تحقیق آنست کہ قبل وے نیز از شعر ابودہ اند در دکن اما تا زمان وے دیگرے
ش نرسیدہ و موجد گفتنش را علت ہمین باشد از زبانیکہ او دارد تا زبانیکہ
ن زمان رائج است خیلے تفاوت است اما بہر حال حق اوستادیش بر جمیع
سخنان ثابت است و عدول بعید از عدل اما کتبہٗ نواب محمد مصطفے خان
الدہلوی المتخلص شیفتہ او را دیوانیست قطع نظر از محاورات مضمون مناسب
. فاسمع وکن من الشاکرین ہ

اتنے نے خبردار کیا گلرو کو	نشۂ ہوش ہے اس بادہ حیرانی مین
ق ہوا اسقدر زمین کو محیط	کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر

. بانش رواجی پذیرفت و ہنجار رد سے پیدائی گرفت سخن سنجان تقلید وے
ار فتند ہمچو میر معز موسوی خان فطرت و میرزا عبد القادر بیدل و میرزا عبد الغنی
ت قبول بہر کیف اوائل عہد محمد شاہ بادشاہ و سنہ سی و سہ و یازدہ صد بود
. دیوان ولی از دکن در شاہجہان آباد رسید و غازۂ اشتہار بر رو کشید بتعداد

پیوندان ہمت برگماشتند و روش ولی را تازگی ہا دادند از مشاہیر آن عہد آبرو ست
و سجاد و پیام و ناجی و زکی و حاتم

آبرو نامش نجم الدین ست المعروف بشاہ مبارک دہلوی از اولاد محمد غوث
گوالیاری رح بود و باخان آرزو نسبت تلمذ و رابطۂ قرابت داشت بصنعت ایہام
مائل بود در عہد محمد شاہ وفات یافت اوراست

سر سے لگا کے پاؤن تلک دل ہوا ہون مین	یان تک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون مین
کون چاہے گا گھر بسی تجھکو	مجھ سے خانہ خراب کی سی طرح

سجاد میر سجاد اکبر آبادی خلف میر محمد اعظم از تلامذۂ آبرو ست ہنگام ورود
دہلی بزم مشاعرہ می آراست از وست

رات اور زلف کا یہ افسانہ	قصہ کوتہ بڑی کہانی ہے

پیام شرف الدین علی خان اکبر آبادی از مشاہیر شعرا فارسی بو

دلی کے کج کلاہ لڑکون نے	کام عشاق کا تمام ک
ایک عاشق نظر نہین آتا	ٹوپی والون نے قتل عا

ناجی محمد شاکر دہلوی در سنہ ۱۱۶۵ از جہان رفت و دیوانے یادگار گذا
با صنعت ایہام رغبتی داشت

تری نگاہ کی حسرت سے ای کمان ابرو	ہمارے سینہ مین تودہ ہوا ہے تیر

زکی جعفر علیخان دہلوی از امرائے شاہ عالم بادشاہ ست

سنکے احوال مرا ناصح مشفق نے زکی	ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف سے سید

حاتم شاہ حاتم نامش شیخ ظہور الدین مرد سپاہی پیشہ نیک اندیشہ بود
رفیع سودا از شاگردان اوست در آغاز حال بروش ولی حرف میزد پس ازین
بسینان گرفت زاید بر صد سال زندگانی کرد

ہجر کی زندگی سے موت بھلی | کہ جسے سب کہیں وصال ہوا
تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو | اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
ہیچو داس دور میں ہیں سب حاتم | اندنون کیا شتاب سستی ہے

مخفی مباد درین گروه حاتم کلامی فصیح تر دارد اما کسے از ینها محاورات قدیمه را
ترک نگفته سپس مرزا مظهر و میر درد و میر تقی میر و میرزا سودا و جعفر علی حسرت و
قلندر بخش جرأت و مصحفی و انشا و میر حسن و شاه نصیر زمانا بعد زمانٍ زبان ریختہ
را صفائی دادند که از تلاحق افکار شافی دیگر یافت آخر الامر از دہلویان مومن خان
و شیخ ابراهیم ذوق و میرزا غالب و از ارباب لکهنو شیخ امام بخش ناسخ و خواجه
حیدر علی آتش زمین شعر را بآسمان بردند و تصرفهاے شایسته بجا آوردند [illegible]
این اوستادان در ضمن تذکره رقم خواهد پذیرفت اینجا کشف حقیقت کار منظور
بود پس پوشیده نماند که آئین انتخاب ما آنست که هر شعر که از دیده [illegible]
چون در مکنون در سلک بیان کشیم و این فروهیده متاع از هر کجا که بچنگ در آید
بمسرت تمام برگیریم عام از آنکه از دُکان گرانمایگان باشد یا از کالاے بے بضاعتان
چه مدعا از نیکوئی متاع ست نه نظر بپایه خداوندش اما جائے چند بینی که آئین نگاه
نداشتیم و قطع نظر از رطب و یابس کردیم آنرا سببے بوده باشد مثلاً اشعار سرب سنگھ
المتخلص به دیوانه در خور انتخاب نبود غرض آن نیست که او را کلام دلچسپ نبوده باشد بلکه
آنچه ما یافتیم مطبوع نیفتاده لیکن از انجا که اوستاد جرأت و از مشاهیر شعرا بود ناچار
از غث و سمین در گذشتیم و آنچه بهم رسید برنگاشتیم و علی هذا القیاس هر جا که از مذاق
افتاده شعری بینی وجہے داشته باشد گرد آوردن جمیع وجوه طولے داشت
بر قصور فهم منتخب حمل نیفتد معهذا ۵

به پیر میکده گفتم که چیست راه نجات | بخواست جام می و گفت عیب پوشیدن

الف ممدوده

آتش خواجه حیدر علی از گرامی قافیہ سنجان لکھنؤ است و مصحفی اوستاد او زندگی زیست و آزادانہ بسر برد سنہ ۱۲۶۳ ہجری از کشاکش آخشیجان وا رست دو دیوان دارد شعرے چند از تذکرہ ہا برداشتہ آمد خیلے خوش گفتہ است ؎

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اوٹھ بھی کھڑے ہوئے
میں جا ہی ڈھونڈتا تیری محفل میں رہگیا

چھوڑا نہ میرے گریبان کو نہیں دست جنون
کیا یہ اسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا

چال ہے مجھ ناتواں کی مرغ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہی گمان یان رہگیا وان رہگیا

کوچہ یار میں سایہ کیطرح رہتا ہوں
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس

اسے جان کی برابر مرتے مرتے ہمنے رکھا ہی
ہماری قبر پر رویا کریگی آرزو برسون

آزاد مرزا اعظم شاہ نبیرہ مرزا سلیمان شکوہ این چند بیت از وست و نیکوست ؎

تمہارا جذبہ الفت جو کیجائے تو لیجائے
وگرنہ کام کیا ہم بیخودونکا روز محشر مین

وہ بن سنور کے ترا بیٹھنا وہ شرمانا
وہ دیکھ آئینہ کہنا کہ دیکھنا مجھکو

یہ تو کہئے کہ ملیگا مجھے مرقد مین تو چین
یا وہان بھی ہی کوئی فتنہ اوٹھانا باقی

آزردہ حقایق آگاہ معارف دستگاہ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول نغز فصاحت عنصر بلاغت مفتی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور دہلی علیہ الرحمۃ از شاہ عبد العزیز و شاہ رفیع الدین رح دہلوی استفاضہ داشت و از مولوی فضل امام پدر مولوی فضل حق خیرآبادی استفادہ میکرد نیز دانش بیا مرزا داؤد اساتذہ پدر من بود کسے را از علماے دانش آگاہ و فضلاے

آگہی پیوند ندیده باشی کہ سخن را بدین خوبی بر کرسی نشانده باشد در ہر زبان ساده پرکار حرف میزند ہم در ریختہ و پارسی سخن دلکش میگزارد و ہم بلہجہ تازی نسخہ سامری می طرازد حضرت آزرده و میرزا غالب و مومن خان و جناب شیفتہ ہمصحبت بوده اند و بایکدیگر پیوند استوار داشتہ ــہ

یہ کہکے رخنہ ڈالیے اونکی نقاب مین ۔ اچھے برے کا حال کہلے کیا حجاب مین

مین اور ذوق بادہ کشی لیگئین مجھے ۔ یہ کم نگاہیان تیری بزم شراب مین

پُرزے پُرزے نکرو نامہ بران دیکھے ۔ یہ بھی چہاتی سے لپٹنا ہے کہ منظور نہین

کاش مقبول ہو دعاے عدو ۔ کیا کرون وہ بھی مستجاب نہین

اوسی کی سی کہنے لگے اہل حشر ۔ کہین پرسش داد خواہان نہین

آنکھون سے دیکھکر تجھے سب مانا پڑا ۔ کہتے تھے جو ہمیشہ چنین ہے چنان نہین

ملنا ترا یہ غیر سے ہو بہر مصلحت ۔ ہمکو تو سادگی سے تری یہ گمان نہین

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق مین ۔ اک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین

تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا ۔ لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین

دل نے ملادین خاک مین سب وضعداریان ۔ جون جون رکے وہ ملنے سے ہم بیشتر ملے

باہم ملاپ تھا پہ تیرے دور حسن مین ۔ یہ رسم اوٹھ گئی کہ بشر سے بشر ملے

کامل اس فرقۂ زہاد سے اوٹھا نہ کوئی ۔ کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

آشفتہ مرزا رضا قلی فرزند محمد شفیع اکبرآبادی استفادۂ سخن ہا از میر سوز داشت و انجمن مشاعره می آراست طب نیکو میدانست ــہ

دم آخر جو ہچکی آئی تھی ۔ وہ فراموشکار تہا دل مین

بجاے اشک نکلتے ہین پارہ ہاے جگر ۔ تمہارے جی مین تھا ارمان دیکھتے جاؤ

اپنے کے ہوتے بھلا غیر کو صدقہ تو نکر ۔ ہم بھی جی رکھتے ہین پیارے تری قربان گئے

آشفتہ سید منور علی پور سید علی نواز رضوی از سادات بارہ دہلوی مولد ست فن طب از پدر تسنک والا پایۂ غلام حیدر خان دہلوی بر گرفت وسخن بر مومن خان وحضرت شیفتہ گزرانید ہ

پرسش حال نے پہر یاد دلائی انکی — گور مین بہی پس مردن نہ کچہہ آرام آیا
ہم وحشیونکا گہر ہے کہ لڑکونکا کہیل ہے — دن مین ہزار بار بنا اور بگڑ گیا
عاشق کو لطف سے بہی فزون لطف جور مین — یہ غیر کی سزا ہے ہماری سزا نہین
ہے جلاد کی سادگی مین بہی شوخی — میرے خون کو رنگ حنا جانتا ہے

آشفتہ گلاب سنگہہ از باشندگان دہلی در عشق زنے گرفتار بود آخر الامر سر خود برید واز جہان رفت ہ

اسی غم نے رلایا زندگی بہر — کہ تجہکو بولنا ہنسکر نہ آیا
ہائے یہ غیرون سے کہنا اوسکا رُک رُک کر اب — مجہکو مت چہیڑو کہین آشفتہ یان آجائیگا

آشوب میر امداد علی خان فرزند میر روشن علیخان فروغ تلمیذ میر ممنون از سادات بود و آبا و اجداد در خطاب خانی سرمایۂ مباہات در دہلی نشو ونما یافتہ رفتار استاد خویش دارد ہ

گنہ کے بوجہ سے محشر تلک پہنچ نہ سکے — اسی مین پردہ رہا ہم گناہگارونکا
پاس آلودگی دامن قاتل نہ گیا — کسقدر ذوق تپیدن سے پشیمان ہونیمین

آہی میر عبد الرحمٰن فرزند میر تسکین نظر کردۂ حضرت صہبائی است ہ

ہے غلط دہوم کہ نکلا تہا وہ گہر سے باہر — شہر مین چاک کسیکا تو گریبان ہوتا
تمہارے حسن مین گرمی نہین ہے — اگر ہووے تو وا بند قبا ہو
واعظا خلد سے لانا نہ خمار مین رکہہ — قدر وان ہی کی ہے جس جا کوئی مئخوار رہے

الف مقصورہ

اثر سید محمد میر کہین برادر خواجہ میر درد علیہما الرحمہ بارسمی آگہی آشنا واز معنوی دانش آگاہ افکارش خاطر نشان واشعارش دلنشین دیوانے و مثنوئی گذاشت

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا
دشمنی پر تو یہ پیار آتا ہے

آپ ہی نہ جل بجھے نہ کہا اوس دلبر سے آہ کی
اسپر کہین گے آہ کہ ہمنے بہی آہ کی

ہمین حیرت ہی آپ ہی تجہکو کیا دیوین جواب اسکا
کہ تجہ بن اب تلک کسطرح ہمنے زندگانی کی

پہر کہین کچہ تو ہی تحقیق سی کیا کام مجہے
یون تو ناحق نہین دیتے ہین دشنام مجہے

اثر عبد الرزاق پسر عبد الرحمن تمنا از تربیت یافتگان مولوی صہبائی ست

ترا ہر ایک سے ملنا ثبت وفا دشمن
کرے گا دیکہیے کس کس سے آشنا مجہکو

ایک دن فاتحہ پڑہتا تہا کسی قبر پہ وہ
حیلہ اک اور بہی باقی ہے سو مر دیکہین گے

احسان حافظ عبد الرحمان خان دہلوی بعہدہ مختاری سرکار مرزا فرخندہ بخت نامزد بود بصنائع لفظیہ خیلے گرایش داشت وبا اینہمہ سخن سادہ پرکاری اند بعہد ۱۲۴۷ از ین خاکدان رخت بربست

مین تو اوس نوجوان پہ غش ہون
ہاے عالم تری جو [illegible]

یہ شام ہجر آئی آفت زدہ کہان سے
ہو روسیاہ ایسے [illegible] جہان کا

کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان لب پہ رہتا
کسیکا کام ہمیشہ [illegible] ین رہتا

ہماری جان پہ گرتی ہی برق غم ظالم
تجہے تو سہل [illegible] سکرانے کا

پہر اعدم سے کوئی اب تلک نہ آگتا کر
خدا ہی جانے [illegible] ین فراختین کیا کیا

کہیے کیا کیون طفل اشک اپنے گلے کے ہار ہین
[illegible] پہ لڑکے ہی ناہموار ہین

بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بہی
کشش دل کی ہی کام آتی ہے ورنہ

تجھے یاد کافر بہانے بہت ہین
فسون سیکڑون ہین فسانے بہت ہین

احسن مولوی محمد احسن خلف منشی محمد احمد بلگرامی اصل وصفی پوری ہو وطن ولادتش در ۱۲۴۲ واقع شدہ و نسبش تا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرسد امروز در بہوپال بسلک اعزہ منسلک است و بہر تعلیم کہین برادرم مامور در حسن تعلیم با آشنایان پارسی معروف است از تالیفات اوست از تنگ فرہنگ کارنامہ فرہنگ آئینہ حسن تحفہ صدیقیہ و صحیفہ شاہجہانی و لغات شاہجہانی و مصطلحات شاہجہانی منشاٰتش در بنگالہ غازہ شہرت بر رو دارد سخن در ریختہ کمتر گفتہ است و در پارسی بیشتر دیوان پارسی صولت عظیم آبادی کہ از تلامذہ اش بود دیدہ ام طبع ہموار داشت **ہ**

نکر نگیے سر شوریدہ کی ہم چارہ گری
اثر دیکہو شہیدان محبت کی تواضع کا
تن کا یہ نقشہ کہ ہل سکتا نہین جون نقش پا
گمان ذوق کرم تو نکر خدا کے لئے
ہمارا تذکرہ لازم ہے قیس کے مابعد
وہان بہی ناز سے تم میرا خون بہا دینا
یہہ سر کہ بار گران ہے بدوش جان احسن
ذرا تک ٹہیرے وہ پس کشتن

اپنے سر پر نہین لینے کے ہم احسان اپنا
نکلتا ہے میرے سینہ سے تیرا وسکا گمان ہو کر
دلکی وہ حالت کہ سو سو بار او چہلا جاے ہے
وفا مین کرتا ہون ظالم تری جفا کے لئے
خبر ضرور ہے جس طرح مبتدا کے لئے
گرون مین حشر مین دعوی جو خونبہا کے لئے
لگا رکہا ہے کسی تیغ آزما کے لئے
بدگمانی کا مجہہ پر احسان ہے

اختر قاضی محمد صادق خان از قاضی زادگان ہوگلی نواح کلکتہ از غازی الدین حیدر بادشاہ لکہنو خطاب ملک الشعرا یافت پس از غدر ہندوستان جامہ گذاشت از تالیفات اوست صبح صادق و نور الانشا و محامد حیدریہ و نقود الحکم و تذکرہ

آفتاب عالمتاب دو دیوان پارسی و ریختہ ۵

جان دی ہمنے ہوئی تب غم ہجر انسے نجات		عقلا اسلیئے کچھ چیز لگا رکھتے ہین

اسیر منشی مظفر علی خان لکھنوی ارشد تلامذہ مصحفی در سایۂ عطوفت فرمانروا رامپور بسر می برد پیشتر در عہد واجد علی شاہ بادشاہ اودہ مورد مکارم خسروانی بود و بہ تدبیر الدولہ مدبر الملک میر مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ مخاطب در فارسی نیز دستگاہ بے دارد و در ریختہ اورا دیوانہاست سخنور ریختہ گوست واین چند بیت از و ۵

ثابت اپنا نہوا خون کسی پہ دم حشر کوے قاتل کو جو چلتا ہون تو سایۂ ڈر کر		ناز نے غمزہ پہ غمزہ نے ادا پر رکھا پوچھتا ہے لیے جاتے ہو کہان تم مجھکو

اشک قطب الدین نام از تلامذۂ داغ دہلوی است خیلے خوش گفتہ ۵

خوف رنجش نہ کچھہ اندیشہ بیداد آیا چرخ کی چال زمانہ کا طریقہ سیکھو دلمین مرے رہا دل دشمن کو چھوڑ کر کہتے ہین مجھ سے صرف یہی ہیچ تو مول لین میری قسمت مین خوشی کب تھی بجز رنج والم خاکساری جو ٹھکانے سے لگا دے مجھکو ادا کہتی ہے مین لون ناز کہتا ہے کہ مین لیلون ملائی جائیگی اوس بت کی صورت نور و غلمان سے دل اوسی فتنہ گر کا بیر و سے ہے خبردار اسکو چین آنے نہ دینا بزم دشمن مین مجھکو رہنے دو اوسکی محفل کی دیکھنا تہذیب		لکھدیا خط مین او نہین وقت پہ جو یاد آیا ہے یہی شرم تو کب شیوۂ بیداد آیا تیر نگاہ یار بھی ہے آبرو پسند دل ہے پسند دل کی نہین آرزو پسند مین تو اٹکا تہا مین اپنا مقدر دیکھکر تو رہون چین سے خاک در جانان ہو کر ابھی سودا نہین دل کا خریدار و نکی باتین ہین برا موقع تو یہ دیکھئے وہان ہم بھی تماشا بین فتنہ بچتا ہے جسکے دامن سے قسم لی اوس نے میرے ہمنشین سے چاہیے اک برے بھلے کے لیے بات کا انتظام ہوتا ہے

مسجد مین بلاتا ہے ہمین زاہد نافہم — ہوتا کچھ اگر ہوش تو میخانے نہ جاتے

ہاتھ ڈالا مینے دامن پر تو بولے ناز سے — میرا دامن چھوڑ کے اپنا گریبان پہاڑیے

دم جو نکلا غم فرقت مین تو ہم یہہ سمجھے — دل جو روٹھا تو منانیکے لیئے جان گئی

مہے ہی سامنے دامن اوٹھا کر ناز سے چلنا — مجھی سے یہہ گلہ او لٹا ہے چاک گریبان کا

نہو گا بند جبتک نقد جان باقی ہے قالب مین — سنی کے گہر کا دروازہ ہے چاک اپنے گریبان کا

جگر کو دون کہ دل کو دون تہاری ناوک قاتل — کہ دو دیا سو نہین ہے یہہ ایک قطرہ آب پیکانکا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے مرگ کی وحشت — اوٹھائی اوس نے جو چلمن ہوگیا پردہ گریبانکا

خلعت ہین کے آئیگی تھی گہر مین آرزو — یہہ حوصلہ بہی گور وکفن سے نکل گیا

پہلو مین ہے دلکو نہائی درد کر تلاش — مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

بت بیٹھے وقت نزع نہ بالین پہ میرے بیٹھ — ہوتا ہے آج خاتمہ گفت وشنید کا

اہل محشر یہ ہے احسان تیرے دیوانے کا — سر کو ٹکرا کے در باغ ارم توڑ دیا

بہار آئی ہے اے دست جنون یا عید آئی ہے — گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامانکا

یہ چھائی ہے بہار پہاڑ کے اوسمین شراب ناب — کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون — کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو — کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

جب کہا مینے شب غم کوئی غمخوار نتہا — در دنے اوٹھ کے کہا کیا یہہ گنہگار نتہا

قریب ہی یار روز محشر چھپے گا کشتونکا خون کیونکر — جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

وہ مزا دیا تڑپنے کہ یہہ آرزو ہے یارب — مرے دونون پہلوؤن مین دل بیقرار ہوتا

جب مین کہتا ہون لوگے کیا خدا کے سامنے — کہتے ہین تمکو بتادین روز محشر کا جواب

مرے آنسوؤن نے مجھے بخشوایا — بڑے کام آئے یہہ لڑکے مچل کر

گل ہوا غنچہ تو آواز یہہ اوس سے آئی — جمع پہر دل نہین ہوتا ہے پریشان ہوکر

بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقت نزع
فریاد کو چلے ہو ہماری خدا کے پاس

کانٹا ہوا ہون سوکھ کے لیکن نہان ہون
کھٹکونگا اور اپنے عدو کی نگاہ مین

تو نے تو اے سیاہی شبہائے تار ہجر
دھبا لگا دیا مرے بخت سیاہ مین

کہتی ہے ہر پلک تری زلف دراز سے
یہ چھوٹے سے قد پہ میرے سجانا بلا ہو نہین

اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھم گئی
یان عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب مین

ٹھکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے
لو ایسے مفت سجدے مری آستانے مین

خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہین میرے زخم
ظالم مزے بھرے ہوے تجھین کھانے مین

وہ اگر وعدہ وصل کا قاصد نہین نہین
سچ سچ بتا یہ لفظا و نہین کی بناکے مین

نہان رہتا ہی آئینہ سے وہ بیگانہ خو برسون
حیا دیکھو نہین آتا ہے اپنے روبرو برسون

مزا لے لیکے رگڑا ہی گلا شمشیر قاتل سے
برنگ زخم ہم ہنس ہنسکے روئے مین لہو برسون

نکرا سے یاس یون برباد میرے خانہ دلکو
اسی گھر مین جلایا ہے چراغ آرزو برسون

صورت غنچہ کہان تاب تکلم مجھکو
منھ کے سوگرمے ہون آگے جو تبسم مجھکو

مین تو کیا عکس سے وہ آئینہ رو کہتا ہے
پیار کی آنکھ سے دیکھا نکرو تم مجھکو

زاہد امید رحمت حق اور ہجو مے
پہلے شراب پیکے گنہگار بھی تو ہو

کانٹون سے کھو سنبھال لینا
آتا ہے غش اک برہنہ پا کو

وصال یار ہے جو وصل امتحان کر دیکھو
امیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو

مری طرف سے کہے کوئی حضرت خضر سے
بہت رہے مرے دلمین اب اور گھر دیکھو

مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر
کہتے ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجھکو

دل ملگئے وصال کا سودا اٹھ گیا
الفت کی آنکھ بیچ مین دلال ہو گئی

آرائش اوسکی زلف نے کس کس طرح سے کی
ہنسلی گلے مین پاؤن مین خلخال ہو گئی

کان جب آواز سنتے ہین تری
آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہیے

کرنہ انکار مرے خون سے اے تیر فگن
سکو پاس اپنو نکا ہوتا ہی یہہ ہی عفو کا حکم
اللہ رے قدر میرے گناہونکی روز حشر
سو جانین ہون تو تیغ یہ تیری فدا کرون
ہجومے بیٹھہ کے مسجد مین نکراے واعظ
غیر کے ساتھہ وفا کرکے وہ مجھہ سی بولے
حشر مین عذر گنہ کیا ہی بتا تو رکھو
لگی دل کی بجھاتے بیکسی مین کون ایسا ہی
چھوڑے کہین نگیسو پہ خم نے اوسکے پیچ
نہ توڑو آئینہ جانے بہی دو کہ ایک یہی
شوخی حسن نے لاکھہ اونکو کیا طاق مگر
یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین
ہاتھہ تک مفتی و قاضی کو لگانے ندیا
منہا پنا نہ آرسی مین دیکھو
ایک قطرہ بہی نہ پینا مگر اے جا نجہان
نکالے جاتے ہین ہر روز اوسکے پاس خار سے
جفا دیکھو جنازہ پہ مرے آکے تو فرمایا
شب وصلت قریب آنے نپائے کوئی خلوت مین
آنکھہ کہتی ہے یہہ دل سے کہ کریگی برباد
کہتا ہے وہ صنم کہ رہین ہم تمہارے گہر

دیکھ کچھہ کہتی ہے سُرخی ترے سوفار کی
بیگناہونسے صف آگے ہو گنہگارون کی
تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی
کیا ملد لگ گئی ہے گھڑی اضطراب کی
ایسی شے ہے کہ قیامت یہ اوٹھا رکھی ہے
یہہ وہی بات ہے جو تمنے بتا رکھی ہے
کہ مبادا تمہین بھولے تو مجھے یاد رہے
مگر اک گریۂ حسرت کہ بتیا بانہ آتا ہے
کچھہ رہ گئی تو میرے مقدر مین رگیئے
تمہارے دیکھنے والون مین یار باقی ہے
پھر لڑکپن ہے ابہی آنکھہ جھپک جاتی ہے
کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی
دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی
سنبھلی کی نہ چوٹ رو برو کی
اوسی انداز سے کہہ لے کہ نہین تھوڑ لیسی
ترے عاشق نہ ٹھیرے ہم عدو کا مدعا ٹھیرے
کہو تم بیوفا ٹھیرے کہ اب ہم بیوفا ٹھیرے
اوب ہم سے جُدا ٹھیرے حیا تمسے جدا ٹھیرے
خواہش وصل نہ مجھے حسرت دیدار ہے مجھے
لیکن یہہ شرط ہے کہ خدا درمیان ہے

انشا انشاء اللہ خان خلف ماشاء اللہ خان مصدر تخلص از مشاہیر قافیہ سنجان

ظرافت شعار در مرشدآباد از خلوت کدۂ عدم برآمده و در پایان روزگار بزمرۂ ہمنشینان وزیرالممالک نواب سعادت علی خان درآمده از بیشتر فنون بہرہ مند و در ہنداسنجی صاحب دستگاه بلند برگو بود تا منتخب گفتارش دلچسپ آمده

گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھی ایک چونچ	بلبل ہمارے زخم جگر کے کھرنڈ پر
نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی	تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں
چھیڑنے کا تو مزہ جب ہے کہو اور سنو	بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی	یہ سب سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی
چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہے	چلو پھر کعبہ ہی ہو آئیں بھلا سیر تو ہے
گر نازنین کے کہنے سے مانا برا ہو کچھ	میری طرف کو دیکھئے میں نازنین سہی
گالیاں سیکڑوں دیں پاؤں جو دابے ہمنے	محنتیں خوب سہی کیں خوب سے انعام لئے
ہاں دو بوسوں میں رفعی نوامیں تو وہ بولے	تیری تو کسی طرح سے نیت نہیں بھرتی

انور سید شجاع الدین نام عرف امراؤ مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین خوشنویس اوستاد بہادر شاہ از تلامذۂ ذوق است گویند امروز در جیپور پاے افشردہ دست دین مایہ از گفتارش بدست آمد بس نیکو میسر آید

وہ آنکھیں نہیں ہاے کیا ہو گیا	وہ کافر تو اب کچھ نیا ہو گیا
نہیں سمجھا کہ آپ آ گئے کہیں سے	پسینا پونچھئے اپنی جبیں سے

امجاد مرزا رحیم الدین پسر مرزا حسین بخش از شاگردان مولوی صہبائی است

لگے ہم سے نظر اپنی چرانے	وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو

باب الموحدہ

مصحفی انتظام یافت بہ کمال شہرت سخن او نواب محمد سعید خان سروری آرای ریاست رامپور بواسطہ حکیم سعادت علی خان بہادر جنرل فوج طلب داشتند باصرار رئیس محتشم الیہ شاگردی آخون زادہ احمد خان غفلت تخلص رامپوری اختیار نمود صاحب زبان مغز دار است و استاد قیامت کار چندین دیوان غزلیات و قصاید فراہم آورد و پریشان ساخت

کون پرسان ہے حال بسمل کا	خلق منہہ دیکھتے ہی قاتل کا
سانس آہستہ لیجیو بیمار	ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا
پہروں وہ پہر جاتے ہین در تک سرے اکر	کچھہ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی
بیمار کو غفلت ہے بہت خیر نہین آج	ہر چند کہ تہی حالت غش کل بہی پر ایسی
کیا ستم کا ارادہ جو بزم جانان سے	کوئی گلے نہ لا موت کے سوا جہہ سہی
نہ ہنے دیگی وحشت بتکدہ مین	اوٹھو بیمار جو مرضی خدا کی

تاء فوقانی

تابان میر عبد الحی جہان آبادی نژاد از دودہ حضرت علی موسی رضا رضی اللہ عنہ بدیع الجمال لطیف الاعتدال بود در عنفوان شباب درگذشت

تو دیکھہ مجھکو نزع مین مت کرہ کہ میرے بعد	مجھہ سے بہت ہین ایک نہوگا تو کیا ہو
مجلس کسطرح کی دلمین گزرتی ہین حسرتین	ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا
کس سے فریاد کرون کہ وہ ہرجائی ہے	آہ اس بات مین میری ہی تو رسوائی ہے

تپش مرزا جان تخلص اسمعیل دہلوی مولد فرزند مرزا یوسف بیگ از اولاد سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ در لکھنؤ برفاقت مرزا جہاندار شاہ بسر بردہ پس

در بنگالہ بجرگۂ نواب شمس الدولہ درآمد سینسکرت نیکو میدانست درین فن از تلامذۂ میر درد بود رحمۃ اللہ علیہ بیشتر مقطعات میگفت ؎

ہمین تو اشک کے قطرہ کا بھی ہی تماشا مشکل	بہلے وہ لوگ ہین جنکے تئین دل تھام آتا ہی

تجلی میر محمد حسن دہلوی المعروف بہ حاجی پور میر محمد حسین کلیم خواہرزادہ میر تقی میر ظرافت منش جوانے بود ؎

آنکھین خدا نے دیکھنے کو دی ہین میری جان	دیکھا تری طرف جو کسی نے تو کیا ہوا
وہ اب تو ہمین بھول گئے ہین یہ تجلی	جب ہم نہین ہونے کے بہت یاد کرینگے

تسلیم منشی محمد انور حسین سہسوانی تلمیذ شیخ علی بخش بیمار در ہر دو زبان پارسی و ریختہ نیکوگوست و در صنایع و بدایع اورانا مہاست و در تاریخگوئی یدطولے دارد دو دیوان دارد یکے در پارسی دیگرے در ریختہ مثنوی و قصائد مزید علیہ اکنون سترگ نامہ در تحقیق الفاظ ترتیب دادہ است ؎

کاٹ سر میرا ابلکا بدن ہو جائیگا	کام میرا نام تیرا تیغزن ہو جائے گا
حال یہہ اون کی انجمن مین ہے	ہر سخن معترض سخن مین ہے
دیچ نئی تازہ اوپچ وہ میری فریادکی ہے	باغبان لوٹ ہے حالت مری صیاد کی ہے

تسلیم شیخ امیر اللہ فرزند مولوی عبد الصمد فیض آبادی سخن طرازی از نسیم دہلوی آموختہ دیوانے دارد مثنوی نالہ تسلیم و مثنوی دل و جان یادگار است گویند امروز در رامپور از متوسلان ریاست است ؎

نہین معلوم بگڑے آج کس سے	مزا ہے دشمنی ہین دوستی کا
ہاے کب تک نہ مین گھبراؤنگا ای دست جنون	اب تو دامن بھی نہین ہی کہ بہلاؤنگا
اتنے صدمے دئے کہ آخر کو	ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے

تسکین میر حسین دہلوی از اولاد سید حیدر بود کہ فرخ میرزا از یتیم

گذرانید در ۱۲۶۹ھ وفات یافت ہ

چپ لگی مجھکو تو چرچا ہی پھر وہان ہوگا	رازِ پنہان خموشی سے بھی پنہان ہوگا
ہر صبح وہ ڈھونڈھے ہی کوئی تازہ خریدار	صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا
تمکو بھی تو غیرون سے وہ اخلاص نہین ہے	جو ربط کہ اس دست و گریبان مین دیکھا
خوبصورت نہو کوئی تو نہو بدنامی	سچ تو یہہ ہے کہ برا ہوتا ہی اچھا ہونا
کہتے ہین رنجشِ ظاہر مین مزہ آتا ہے	یون ہی تم مجھسے خفا ہوکے ذرا الجھا
تمہین بھی کھولنی زلفین پڑینگی	دلِ گم گشتہ گر اپنا نہ پایا
یہہ تو سچ ہے کہ جو تم چاہوگے کر گذروگے	پر یہہ ممکن نہین ہمپر کبھی بیداد نہو
وہم آتا ہی مٹاکر خطِ پیشانی ہائے	اسمین لکھا نہو اوس در کی جبین سائی کو
اب یہہ حالت ہے کہ اونسا بیدرد	میرے بچنے کی دعا مانگے ہے

تصویر بتن نام دہلوی سواد روشن نکردہ بود اما طبع خوشی داشت نجیب زادہ بود اما از آشوب زمانہ پیشہ ہیچہ بندان گرفتہ ہ

کچھہ بن آیا تو شکوہ آپ کہکر اپنے ظلم	بیمزہ رکھنے کو میرے وہ پشیمان ہی رہا
رہا ہوئے پہ بھی ہم تو رہے قفس ہی کے گرد	کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکھتے
کچھہ مزا شور تبسم نے تمہارے ہے دیا	یون تو زخمون پہ بہت ہم نے نمکدان اولٹے
یہہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام	سو بار بیٹھے بیٹھے مجھے تم رولا چکے
آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان ہمسے	کل تو لیوے ہی گی بدلا شبِ ہجران ہمسے

عشق سید محمد دہلوی از تلامذہ میر عزت اللہ عشق یا میر قدرت اللہ خان قاسم پدر میر عزت اللہ عشق واللہ اعلم و نیز وے قرابتے با ایشان داشت تعلیم دانش جویان مدرسۂ انگریزی شاہجہان نامزد بود ہ

سامنے دیکھیو آتا ہے عشق وہ کون	بارے کہا ابتو ہوا خوش دل محزون تیرا

وعدۂ شام تو کیا ہے ولے | کچھ وہ آتا نظر نہین آتا

تمنا یکے از اقامت پذیرندگان کلکتہ ہ

جو اسطرف سے گذر ہوا ہے تو قبر عاشق بھی آکے دیکھو
نگاہ حسرت سے گر نہ دیکھو بلا سے تیوری چڑھا کے دیکھو
کھلے ہین سب زخم خون چکیدہ برنگ گلہاے نو رسیدہ
تمام اعضا ہین گو بُریدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی

تمنا اسحاق خان دہلوی خیلے عاشق مزاج بود اوقات خود وقف صحبت نازنینان داشت یکے طبعش از اعتدال برگردید طبیبان منعش از وقاع کردند در آن حال شعرے گفت و ہو ہذا ہ

اپنی تو یہ صورت ہی کہ جون بلبل تصویر | پرواز کی طاقت نہین اور یاں چمن ہے

تنہا محمد عیسی از دہلی ست از مصحفی تہذیب گفتار پرداخت ہ

ہین جور و تنہا تو منا کر مجھے وہ یون | کہئے کیا کرئے جو تمکو نہ مناتا کوئی

توقیر عبد القادر پنجابی در دہلی اقامت گزیدہ بود ہ

زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے | کہہ کہہ کے ہاے ہاے جگر ہاے ہاے دل
ہم تو غلام سے تری غیرونکو بھی تعظیم دین | رشک پر کہتا ہے جیتو اپنی یہ عادت نہین
بتونکو چاہنا اللہ حضرت توقیر یہ صورت | بظاہر تو نظر آتے ہو تم مرد مسلمان سے

ثاء مثلثہ

ثاقب نواب شہاب الدین خان خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان کاسہ لیس مرزا غالب است ہنگام شورش ہند عالم گزاشت خیلے نغز گفتار بود ہ

اوس عصر مین کہتے تہے سب آپکو پیار سے طوفان
گہر بیابان مین بنایا نہین ہمنے لیکن
جو کام مین غیر کے ہوئین صرف
تمنا نہین ہمکو ہے وا انکی کی
نہ لیٹین نہ ہون قتل انصاف یہہ ہے
دلکا سودا ہے خفا ہو نیکی کہیہ پتا نہین
دلفے پانی کی خبر لینیکی توفیق نہین
رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہو نصیب
رکہتے ہین لوگ خلوت دشمن کا اتہام

بچپن کا ہے یہہ نام مرے دیدۂ ترکا
جسکو گہر سمجہے ہوئے تہے وہ بیابان نکلا
افسوس وہ دلربا ادا ئین
وہ اب غیر کی شمع محفل ہوئے ہین
کہ ہم خود بد آموز قاتل ہوئے ہین
گفتگو رہتی ہے بایع کو خریدار کے ساتھ
کہیلنا جانتے ہین مرغ گرفتار کے ساتھ
کافر ہو جو تمکو کہتے ہین عشاق پیار سے
بے پردگی مین پردہ ہی پردہ اوٹہائیے

جیسہ تازی

جرأت شیخ قلندر بخش خلف حافظ امان دہلوی سخن از جعفر علی حسرت آموخت اما از وبمراتب درگزشت و باوستادی نام برآورد در ستار نوازی مہارت شایستہ و در ستارہ شناسی دستگاہ بایستہ داشت جرأت و انشا و مصحفی در یک زمانہ بودہ اند و با یکدیگر معارضہ کردند در عمر نوزدہ سالگی بصارتش زوال گرفتہ در ۱۲۲۵ قالب تہی کرد ہنجارش عاشقانہ است و از جملہ معاصران در شیوہ خویش ممتاز ہ

جنہو نکا نامہ پہنچتا ہے اوس ستمگر تک
دور سے کل ہمنے اوسکے آستانکو دیکہکر
غم سے گہٹتا یہہ مرا سب مین بڑہاتا ہی اوسے

اونہین کا کاشکے جرأت بہی نامہ بر ہوتا
رو دیا کن حسرتون سے آسمانکو دیکہکر
جو مجہے دیکہے ہی سو دیکہنے جاتا ہی اوسے

وہ نہ آئے تو یہہ ہو جائے غلط | کہ بن آئی نہیں مرتا کوئی
قاتل نہ مجھ سے موڑیو منہہ وقت قتل تو | تک شرم کیجیو مرے گردن جھکانے کی
یہہ تو کیونکر میں کہوں کچھ نہیں بھاتا مجھکو | کچھ تو بھایا ہے کہ جو کچھ نہیں بھاتا ہی مجھے
سنیو شوخی کہ یہہ کہتا ہی وہ قاصد سے مرے | نامہ لے پرابھی وہان جا نہیں تا خیر لگا
حیران ہو نہیں وہ کون ہے جو عین وصل مین | کہتے ہو تم کہ چل بے اوسیکو تو پیار کر
میری بیتابی سے محفلین یہہ شہر کا ہی اور کر | اوٹھہ کے ہونے نہ لگے یہہ مرے قربان کہین
ہو رنگ مہر ہی گردش ہی ہمکو سارے دن | جو تم پھر آؤ تو پھر آئے پھرین ہمارے دن
کچھہ لگاوٹ کا سبب اور نہیں ہے جرات | یہہ وہ چاہے ہے کہ اسکو بھی لگائے رکھے
روداد اوس سے کہیئے تو منہہ پھیر مسکرا | کیا چپکے سے کہے ہے وہ شامت نصیب کی

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بد ظن کے آنے کی
کہ آ کر نعش پر کہنے لگا خوبی بہانے کی

یاد اوس سے بدے ہم نے بمنت کئی بوسے | ہارے بھی تو کیا ہار مزیدار نکالی

جلال حکیم سید ضامن علی فرزند حکیم اصغر علی لکھنوی ارشد تلامذہ۔ فتح الدولہ برق قصیدہ در مدح پدر عالی گہر فرستادہ بنظر نامہ گرد آور ہم رسید غیلے خوش گفتہ است ؎

آج کچھ لپٹے ہی جاتے ہین وہ آئینہ سے | نشہ بیخود کیے دیتا ہے خود آرائی کا
آج تو وہ بھی نہایت مجھکو مضطر دیکھکر | کچھ پکارے جانب چرخ ستمگر دیکھکر
فریب جنکا تماشا نگاہ یار کو دے | وہ داغ ڈھونڈتے ہین جسم داغدار مین ہم
غم نصیبو نہیں محبت کی خوشی کا کیا کام | کہین ہنسنے تو نہ آیا ہو تبسم مجھکو
حشر مین چھپ نہ سکا حسرت دیدار کا راز | آنکھہ کمبخت سے پہچان گئے تم مجھکو
دعا ہمین تمہین دیتے تب اہل حشر پھرے | تمام ایک ہی جھگڑے مین روز محشر تھا

ہماری جان غش ہو شوخیونسے کیون :: اوس دلکی
کہ جسپر پیار آجاتا ہے تمسے خوبصورت کی

دکہایا اوسنے جلوہ اور ہمین نے کچہہ نہین دیکہا
گواہی اسکی دینی ہو گی جیلکر میری حیرت کو

ڈہونڈہ دیتے ہین اوس بت کو کہین سے ای شیخ
تم خداترس تہے اک کام ہمارا کرتے

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
میرے روٹہے کو منا لائیگی حسرت میری

رو کے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے
وہ تو ہنستی ہی نہین سنکے مصیبت میری

جلیل سید جلیل احمد ابن مولوی سید اولاد احمد ابن سید آل احمد شاہ ابن سید نظر محمد شاہ المودودی النقوی السہسوانی کان اللہ لہم سال ولادتش ۱۲۸۳ھ ہجری از متوسلان ریاست بہوپال است اوراست ؎

جسکا کشتہ ہی جہان وہ ستم ایجاد آیا
کیا برا ہو لے تہے کیا خوب ہمین یاد آیا

تہا وعدہ وصال جو شبکو تو شام سے
پیغام مرگ آکے اجل نے سنا دیا

جمیل سید جمیل احمد ابن منشی سید امتیاز علی ابن مولوی سید مراد علی سہسوانی سال ولادتش ۱۲۸۴ھ ہجری زانوی تلمذ بیش مولوی سید سبط احمد کہ از بزرگان اوست تہ نمودہ اصلاح سخن پارسی از منشی انوار حسین تسلیم و در ریختہ از منشی صابر حسین صبا میگیرد حالا متوسل ریاست بہوپال است از وست ؎

بار عصیان نہ گنہگار اوٹہا کر لیجائین
ایخدا راہ مین لٹ جاے یہہ سامان اونکا

کچہہ بلبلونکو یاد ہین کچہہ قمریونکو حفظ
عالم مین ٹکڑے ٹکڑے مری داستانکے ہین

بہت اوس گل کے بلبل ہین اولجہتے کیون نہین انسے
مجہی پر خار کہائے بیٹہے مین کانٹے بیابانکے

جودت عبد الہادی فرزند مولوی عبد اللہ از اہل نیوتنی کہ قصبہ ایست متصل لکہنؤ سلسلہ نسبش تا اولین خلیفہ رسول اللہ صلعم میرسد کتب درسیہ در رامپور خواندہ و اکتساب پارسی از آبا و اجداد خویش نمودہ و فن طب از مرزا مظفر خلف مسیح الدولہ آموخت و مشق نستعلیق از میر عوض علی تلمیذ حافظ ابراہیم بہم رساند

الحال بذریعہ قصیدہ در سرکار بھوپال توسل یافتہ در ہر دو زبان پارس و ریختہ فکر میکند ریختہ آرائی از منشی امیر احمد آمیر بدست آوردہ ہ

ہمارے دل مین بھی آیا تو منہہ چھپائے ہوئے	اس آئینہ مین بھی وہ شوخ بیحجاب تھا
دل اوس نے مجھکو جو پہلے تو ناز نے یہہ کہا	کہ ایک یہہ بھی ہے انداز دلربائی کا
ہزار فسق کرے شیخ پر گمان نہین	عجب جگہہ ہے نہانخانہ پارسائی کا
سگ جانان ہماری ہڈیان کھانیکو آتا ہی	ادب سے قاعدہ اک ذرا ہٹ کر ہماٹھیرے

جوشش شیخ محمد روشن عظیم آبادی از خوش گویانست جا دۂ عروض نیک پیمودہ ہ

قیس پھرتا جو رہا دشت مین دیوانہ تھا	اوسکو لیلی ہی کے دروازہ پہ مرجانا تھا
بیکسی سے یہی گلہ ہے مجھے	تھام لیتی ہے ہاتھہ قاتل کا
تو اٹھائی تو کر بیٹھی جدا آغوش سے مجھکو	کرامت دیکھو اے ناتوانی جوشش مجھکو

حاء مہملہ

حالی مولوی الطاف حسین خلف خواجہ ایزد بخش پانی پتی امروز در دھلی است در صحبت حضرت شیفتہ خیلے بسر بردہ مرزا غالب را فروہیدہ یادگار است در نغز سرائی نادرہ کار ریختے از گفتارش دیدہ ام و برخے شنیدہ ام اندازہ دان لفظ و رتبہ شناس معنی است ہ

روز وداع بھی شب ہجران سے کم نتھا	کچھہ صبح ہی سے شام الم کا ظہور تھا
نہین بھولتا اوسکی رخصت کا وقت	وہ رو رو کے ملنا بلا ہوگیا
ملتے ہی اونکے بھول گئے کلفتین تمام	گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان تھا

آج امتحان ہے نالۂ بے اختیار کا
کل ظرف دیکھنا ہے ترے رازدار کا

او بھیجے ہین طعن وصل عدو پر دم وصال
پھر روکنا بڑا دل امیدوار کا

تم نے کیون وصل مین پہلو بدلا
کسکو دعوی ہے شکیبائی کا

اب بہاگتے ہین سایۂ زلف بتانسے ہم
کچھ دل سے ہین ڈرے ہوئے کچھ آسمانسے ہم

رخصت ملی ہے وصل مین تحریک شوقکو
اے عشق بہاگتے ہین اسی امتحانسے ہم

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوبتر کہان
اب ٹہیرتی ہے دیکھیے جاکر نظر کہان

ہم جیسے مر رہے ہین وہ ہی بات ہی کچھ اور
عالم مین تم سے لاکھ سہی تم مگر کہان

بیقراری تہی سب امید ملاقات کے ساتھ
اب وہ اگلی سی درازی شب ہجران مین نہین

خلوت خاص مین رہ رہ کے عدو سیکھ گئے
وہ اشارے کہ تری جنبش مژگان مین نہین

مجھے ڈالا ہے سو وہم وگمان مین
بہت کیون آج مجھ پر مہربان ہو

سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم
ہم بہی آخر کو جی چرانے لگے

رہرو تشنہ لب نہ گھبرانا
اب لیا چشمۂ بقا تو نے

حسرت مرزا جعفر علی خلف ابو الخیر عطار دہلوی در لکھنؤ جا داشت شاگرد سرب سنگہ دیوانہ بود یک چند بسرکار مرزا جہاندار شاہ بسر برد آخر از جہان فجہانیان برید در سنہ ۱۲۰۱ از جہان رفت ؏

کون دیکھے گا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا
خواب مین آئینگی بہی تم نے قسم کہائی کیا

این شعر در دیوان حسرت بنظر رسید و اہل تذکرہ در دیوان جرات آوردہ اند واللہ اعلم ؏

ساقی مے دے کہ اہل مجلس
پانی پانی پکارتے ہین

کسکا ہے جگر جسپہ یہہ بیداد کروگے
لو دل تمہین ہم دیتے ہین کیا یاد کروگے

یہہ بہی اک ستم ہے کہ خواب مین بہی شکل آکے دکھا گئے
کبہی نیند بہر سوئے نہین آئی تہی سو وہ سیطرح سے جگا گئے

حسن سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک تلمیذ ضیاء الدین ضیا هراتی اصل دهلوی مولد از خوان نوال نواب سردار جنگ بهره می داشت مثنوی بدر منیر از دست در سنه ۱۲۰۱ آخشیجی پیکر بر انداخت خوش گفته ه

تا اشاره کو سمجھنے نہ لگے غیر کے وہ
مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارا نکیا

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

ناز سے عشوہ سے غمزہ سے لگا لیتے ہین
وہ جسے چاہتے ہین اپنا بنا لیتے ہین

جو کوئی آئے [...] ہی بیٹھے ہی ترے
ہم کہانتک ترے پہلو سے سرکتے جائین

ترے ہم [...] ہوئی پکارے ہی کہین
جی دھڑک جاتا ہے میرا کہ کہین تو ہی نہو

دی [...] س نے مرے دلکو الہی
اوجڑے یہہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہو

دیکھون ہون کیسے جو کسی کو سراہ
مین بھی جی رکھتا ہون مجھکو بھی ہوس [...]

[...]یم محمد پناه خان فرزند سید شریف خان زر بخش تلمیذ خواجه میر درد [...]ل نثار تخلص میکرد در تاریخ و موسیقی کمالے داشت و در فن طب دستگاہے ه

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر
ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس

حیا مرزا رحیم الدین دهلوی فرزند مرزا کریم الدین رسا گویند امروز در میسور است شطرنج بس خوب میبازد ه

[...]یکھنے پائے نہ دل بھر کر قیامت مین اوسے
روز محشر وصل کی شب کے برابر ہو گیا

[...]انہ اکدن جان جاتی آخرش یون ہی حیا
مر گئے اوس پر تو اوسکے دل ہی مین گھر ہو گیا

[...]یا خاک مین اورا وسپہ کہتے ہین کہ مجھے
کچھ امتحان محبت کا کر نہین آتا

[...]من ہے کہ رحم اوس بت کافر کو نہ آئے
یہہ ہمکو حیا حال دکھانا نہین آتا

[...]ستا ہے یار کہتا ہے کسیکے کام آؤنگا
جو یہہ سچ ہے تو مین بھی اپنی قسمت آزماؤنگا

دشمن کو دیا میرے لیے وہ ہی فلک نے		جو کینہ کہ سینے دل مضطر سے نکالا
حق مین حیا کے یار و دعا کیجیو کہ وہ		مصروف وقت مرگ بھی یاد بتا نہین تہا
وہ ناتوان ہون کہ آیا نظر نہ موتکو مین		قضا پھری مرے بستر کے گرد ساری رات
ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام		ایسی سنے تو مین ہی نہ سمجھا الیا کرون

حیران میر حیدر علی خواجہ تاش جعفر علی حسرت در بہار از دست کسے از ہم گذشت و وے نیز قاتل خویش را از ہم گذرانید ۵

دیکھہ زخمی مجھے اوس کوچہ قاتل والے		ہنسکے کہتے ہین کہ آ زخم جگر سلوالے

خاء معجمہ

خضر مرزا خضر سلطان فرزند ابو ظفر بہادر شاہ از مرزا نوشہ تربیت

گالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق		جو تیری خو تھی وہ ہی ہمراہ مدّ
کہتے ہو وہ بھی ہوس پیشہ ہی جیسا تو ہے		مجھہ سے اک [illegible]

خلیل میر دوست علی خلف سید جمال علی از رفقا در لکھنوی بود با خواجہ آتش نسبت تلمذ داشت دیوانے از دست ـــ

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا		داغ کی طرح سے رہجائیے گا
جا بجان عاشقو نہین نام جدائی کا نلو		موت کا ذکر نہین کرتے ہین بیمار وہلیر

خلیل شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ کشمیری موطن لکھنوی مسکن بود در ہنگام شورش ہند کشتہ شد اکتساب سخن از نواب عاشور علی خان کردہ ۵

روح قالب سے یہ کہکر نکلی		دل کسی اور سے بہلائیگا

دال مهمله

داغ نواب مرزا خان خلف نواب شمس الدین خان بهادر برگزیده ترین تلامذه خاقانی هند شیخ ابراہیم ذوق است و از مشیران خاص فرمانروای رامپور من و اورا غائبانه اتحادی است ہر چند تلاقی صوری صورت نه بسته درین نزدیکی گفتار دلاویز خویش را فراہم آورده گلزار داغ نام دیوانی ترتیب داده ہست بعد طبع یکی نزد نامه گردآور فرستاده شوخی که در کلام اوست بنده ندانم که امروز دیگری را داده باشند و زبانیکه اورا بخشیده اند فی زماننا ہیچ کسی را میسر نیست بیشتر ازین ستایش گفتار وی چه توان گفت خیر الکلام ما قل و دل فرصتم نیست ورنه از ہمه کلام او انتخاب میزدم و بقلم می کشیدم اینکه می بینی از چند جا برداشته ام ۵

چوس لیتے ہیں مرے زخم زبان پیکان
چھوڑ دیتے ہیں یہ منہ چوم کے سوفارونکا

ستم وہ چشم کافر سے ترے چلنا اشارونکا
غضب وہ دل پکڑ کر بیٹھ جانا بیقرارونکا

ہند اجانے ہوئی ہیں دفن کیا کیا حسرتیں جیسے
پھپھولونسے مرے سینہ پہ عالم ہے مزارونکا

ترا اک وعدہ دیدار اور وہ بھی قیامت پر
پھر اوس پر صبر اتنا ہاے دل امیدوارونکا

لے ہی تو آئینگے اوسے ہمدم
میرے ہی نام سے تو آئیگا

ہو کے ظاہر تو کیا عشق نے اک حشر بپا
حسرت اوس دل کی جس دلمیں یہ پنہاں ہوگا

کوستا ہوں جو نصیب کو تو کہتا ہی وہ شوخ
پھر محبت نکرے گا اگر انسان ہوگا

عشق کیا شے ہی وہ کیا شے ہی کہ دلمیں شوق وصل
خون ہو کر آگیا غم بنگیا ستم ہوگیا

اک حرف آرزو پہ وہ مجھ سی خفا ہوئے
اتنی سی بات کہہ کے گنہگار ہوگیا

جسکی بغلمیں شب کو رہا اوسکو دیکھنے
جس وقت آنکھ کھل گئی دیدار ہوگیا

خدا کریم ہے یون تو مگر ہے اتنا رشک
بتائین لفظ تمنا کے تمکو معنی کیا
ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو گرا کے جانا
لئے تو چلتے ہین حضرتِ دل تمہین بھی اوس انجمن مین لیکن
مری تقدیر کی برگشتگی سب مین بری ٹھیری
بناتا ہے وہ ظالم تو وہ تیر ستم ہی ہی
کسیکی شرم آلودہ نگاہون مین یہہ شوخی ہے
بہت آنکھین ہین فرشِ راہ چلنا دیکھکر ظالم
گرہ کیسی لگی تھی کھل پڑی کس راہ مین فتنے
حوران خلد بولتی ہین بڑہ کے بولیان
ملی جو یار کی شوخی سے اسکی بے چینی
ڈوب کر سینہ مین اس رنگ سے پیکان نکلا
نام اوسکا تو مرے دلمین نہان تہا ناسخ
دلمین لے دے کر رہا تہا ایک قطرہ خونکا
بوسہ لیکر دل دیا ہی اور پہر نالان ہین داغ
کیا تہا دفن کشتہ کو تمہارے قبلہ رو لیکن
وہ میرا چھیڑنا آغاز الفت مین شکایت سے
تمہاری رہگذر مین لوگ دیوانہ بناتے ہین
بزم اغیار کا مذکور ہے میرے آگے
ترے دستِ حنائی مین بھی ہے چور
وصل مین ہاے وہ اترا کے مرا بول اوٹھنا

کہ میرے عشق سے پہلے تجھے جمال دیا
تمہارے کان مین اک حرف ہمنے ڈالدیا
ذرا ری پاس آبرو بھی کہین ہماری ہنسی نکرنا
ہمارے پہلو مین بیٹھکر تم ہمین سی پہلو تہی نکرنا
حسینونکے لئے اک حسن ہی برگشتہ مژگانکا
کہان اوڑجاے لیکر قبر کو مردہ مسلمانکا
اسے دیکھا اوسے دیکھا ادہر تاکا اودھر جھانکا
کفِ نازک مین کانٹا چبھ نجائے کوئی مژگانکا
نظر آتا ہے خالی آج گوشہ تیرے دامانکا
نیلام ہو رہا [illegible] شہید کا
تمام رار [illegible] کیا
دل سے بے ساختہ [illegible]
ہائے کمبخت ترے منہ سے [illegible] کیونکر [illegible]
کچھ نیازِ غم ہوا کچھ صرفِ مژگان [illegible]
کوئی جانے مفت مین حضرت کو [illegible]
خدا جانے کہ منہ اوسکا فرشتون نے
وہ رکھکر ہاتھ کانون پر ترا کہنا کہ ہا
کہا جھ سے ترا دل بھی کسی نے کچھ اگر
وہ بھی اسطرح کہ افسوس وہ ہان تو
کسی کو ہاتھ کا سچا نہ
اے فلک دیکھ تو یہہ کون مرے گ[illegible]

وعدہ یہ مری اونکی قیامت کی ہی تکرار
جھکی ہی جاتی ہی کچھہ خود بخود حیا سی وہ آنکھہ
زاہد بڑی کریم ہے پیر مغان کی ذات
اے شیخ جسکو جو نہ ملیگا بڑہے گا شوق
عمر کیونکر نہ بسر کیجیے غافل ہو کر
بزم اغیار کا ظاہر ہے اثر آنکھون پر
جانب چرخ اشارہ سے بتایا اوس نے
ترے بیمار کو آتی نہین موت
حورون کا انتظار کرے کون حشر تک
خدا ہے کوئی پوچھے حشر مین ہم ستی کر آگے
میخانہ کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ
دلمین سما گئی ہین قیامت کی شوخیان
نہین ہجر غور اونہین بھی ستم رسیدونکے
مجھکو تباہ چشم مروت نے کر دیا
خبر سنکر مرے مرنیکی وہ بولے رقیبونسے
ملے مجھسے تو فرمایا تمہین کو داغ کہتے ہین
اجل کا نام لین تقدیر کو رووین مجھی کو سین
کس سے وعدہ ہے جو گھبرائے ہوئے پھرتے ہو
چھپین ملین دلکو اگر وہ تو یہ مجبوری ہے
عرصہ حشر مین اللہ کرے گم مجھکو
دیکھنا چھیڑ سر حشر مرے پاس آکر

اور بات ہے اتنی کہ ادہر کل ہی ادہر آج
گری ہی پڑتی ہی بیمار نا توان کیطرح
وان سب عبادتین ہین وضو بے وضو پسند
جنت کو مین پسند جہنم کو تو پسند
کہ ملا ہے ہمین اک قطرہ مے دل ہو کر
مہربان آنکھہ کی خفت مرے سر آنکھون پر
جب کہا مین نے مرا صبر پڑیگا کس پر
پڑ رہے جائے کوئی لیکن کہان تک
مٹی کی بھی ملے تو روا ہے شباب مین
کہ وہان ہم کسپہ مرتے تھے کہین ہم آپ سے مرتے
ہر ایک پوچھتا ہی کہ حضرت ادہر کہان
دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ مین
وہان وہ چرخ کو قایم مقام کرتے ہین
لجائیے تو چراؤن کسیکی نظر کو مین
خدا بخشے بہت سی خوبیان تہین مرنیوالے مین
تمہین ہو ماہ کامل مین تمہین پیتے ہو [illegible]
مرے [illegible]
پھرو [illegible]
مین کہے [illegible] زمین
اور پھر ڈہونڈ [illegible] مجھکو
کہتے ہین کون [illegible] مجھکو

دیکھنا پیر مغان حضرت زاہد تو نہین — کوئی بیٹھا نظر آتا ہے پس خم مجھکو

عدم سے سب آتے ہین یان چار دنکو — نہین ہوتی منظور رخصت زیادہ

تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھین — کہ ہے کونسا خوبصورت زیادہ

تلخئ موت کو فرہاد کی وہ کیا جانے — منہہ سے شیرین کے ابھی دودہ کی بو آتی ہے

اوسکی بیداد نے چھوڑی نہین عالم مین جگہہ — نالے گھبرائے ہوئے پھرتے ہین دیوانے سے

لیکے دل آپ جگر چھوڑ گئے سینہ مین — اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے

گو چپ ہی پر یہ جنبش لب کہہ رہی ہی صاف — قاصد کے منہہ مین پھرتی ہی شوخی جوابکی

دلمین قاتل کے رکاوٹ ہو تو ہو — خنجر اپنے دم سے اچھا چاہیے

رخ روشن کے آگے شمع رکھکے وہ یہ کہتے ہین — اودہر جاتا ہے دیکھین یا ادہر پروانہ آتا ہے

یار کا پاس نزاکت دل ناشاد سے ہے — نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے

باہم اک وعدہ فردا یہ نوشتہ ہو جائے — کہ مری سہو کی عادت ہی مجھے یاد رہے

تاثیر ہوئی ہے کس نظر کی — وہ آنکھہ نہین ہے نامہ بر کی

تلوار مجھی کو ہے مری آہ — وہ بھی ظالم تری کمر کی

یہہ بھی احسان ہے جو وعدے ہون — دوسرے تیسرے قیامت کے

بڑا مزا ہو جو محشر مین ہم کرین شکوہ — وہ منتون سے کہے چپ ہو خدا کے لئے

ملے تو حشر مین لے لون زبان ناصح کی — عجیب چیز ہے یہہ طول مدعا کے لئے

ایک تو حسن بلا اوسپہ بناوٹ آفت — گھر بگاڑین گے ہزارونکے سنورنیوالے

حشر مین لطف ہو جب اونسے ہون دو دو باتین — وہ کہین کون ہو تم ہم کہین مرنیوالے

خوشنوائی نے رکھا ہمکو اسیر صیاد — ہم سے اچھے رہے صدقے مین اوترنیوالے

شرکت غم بھی نہین چاہتی غیرت میری — غیر کی ہوگے رہے یا شب فرقت میری

گئے ہین اور یہہ کہتے گئے ہین — بہل جاؤگے اپنے ہمنشین سے

نہین آتا تجہے گر اے تمنّا
نکلنا سیکھ لے جان حزین سے

وقت نظارہ کی کشش حسن نے کی
آنکہونکو لیکے ساتھہ مین میری نظر گئی

طرز قدسی مین کبہی شیوۂ انسانمین کبہی
ہم ہی اک چیز تہے اس عالم امکانمین کبہی

دلمین بے لطف رہی خار تمنا کی خلش
نوک بنکر نہ رہا یہہ کسی مژگان مین کبہی

زبان دے نہ عدو کو کہ یہہ تو وہ شی ہے
ترے دہن مین رہے یا مرے دہن مین ہے

چھین لین حشر کے دن تمسے نہ حورین مجہکو
اونکو حسرت ہے کہ یہہ ہمکو ملے ہم مین ہے

مرگ دشمن کی دعا مانگ کے پچھتایا ہون
کہین ایسا نہو وہ غیر کے ماتم مین ہے

حسن مجرم رہا کہ عشق رہا
غیب کی کچھہ خبر نہین آتی

قتل پر اپنے باندہ دیتے ہم
ہاتہہ اونکی کمر نہین آتی

حال معلوم ہے قیامت کا
بات کہنے مین پہ نہین آتی

پیغامبر کی بات پر آپس مین رنج کیا
میری زبان کی ہے نہ تمہاری زبانکی ہے

وقت خرام ناز دکہا دو جدا جدا
یہہ چال حشر کی یہہ روش آسمانکی ہے

فرصت کہان کہ ہم سے کسیوقت تو ملے
دن غیر کا ہے رات ترے پاسبانکی ہے

درد خواجہ میر دہلوی رح بن خواجہ ناصر عندلیب تخلص رح سلسلۂ نسب پاکش در نہم آبا بامام الطریقۃ خواجہ خواجگان بہاء الدین المعروف بہ نقشبند رضی اللہ عنہ می رسد و در امم آبا نواب ظفر خان کہ بعہد سعادت مہد جہانگیر بادشاہ از نامورانْ بودہ است میر درد علیہ الرحمۃ در فنون سپاہگری دستگاہے بلند و در موسیقی مہارتے شایستہ داشتند ہماتا دل حق منزل بسوے فقر کشید پیوند ارادت با پدر پاک گوہر خویش درست کردند و پس از تکمیل رہنمونی سلک نقشبندیہ برگرفتند از اکابر اولیا بودہ اند و اجلۂ اتقیا علاوہ این کمالات در سخنوری نیز از اساتذۂ اہل زبانے شستہ دارند و بیانے دلربا و کلام ایشانرا قبولے خاص است نزد

اساتذہ سودا گوید ہ

مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد
جو کچھہ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

از تالیفات ایشانست نالۂ درد و آہ سرد و درد دل و شمع محفل و ایشانرا دو تا دیوانست

یکے در پارسی دیگرے در ریختہ ہ

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھہ دور نتھا
پر ترے عہد سے آگے تو یہہ دستور نتھا

ہے کو تہی اجل کی طرف سے ہی ورنہ مین
اک عمر سے اسیر ہون زلف دراز کا

پھرتی ہے خاک میری صبا در بدر لئے
اے چشم اشکبار یہہ کیا تجھکو ہو گیا

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا
پھر مجھہ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

فلک سمجھہ تو سہی ہم سے اور گلو گیری
یہہ ایک جیب ہے سو تار تار رکھتے ہین

اپنے بندہ پہ جو کچھہ چاہو سو بیداد کرو
یہہ نہ آجائے کہین جی مین کہ آزاد کرو

کاش تا شمع نہوتا گذر پروانہ
تم نے کیا قہر کیا بال و پر پروانہ

کبھو ہنسنا کبھی رونا کبھو حیران ہو رہنا
محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے

دل بھی تیرے ہی ڈہنگ سیکھا ہے
آن مین کچھہ ہے آن مین کچھہ ہے

اگلے معانقہ کو اگر کیجیے معاف
لگجاؤن اب گلے سے مکافات کے لئے

تیری گلی مین مین نہ چلون اور صبا چلے
یون ہی خدا جو چاہے تو بندہ کی کیا چلے

روندے ہے مثل نقش قدم خلق یان مجھے
اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہان مجھے

دیوانہ رائے سرپ سنگھہ ہمشیرہ زادہ راجہ جہانراین در پارسی چار دیوان دارد و از انجا کہ از مشاہیر اہل فکرت است و اوستاد حیدر علی حیران و جعفر علی حسرت این دو بیت از و نوشتہ آمد ہ

جان پر آبنی ہمدم میری خاموشی سے
بات کچھہ بن نہین آتی ہے اب اظہار بغیر

دل ہی کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جاے	رستم کا کب جگر ہی کہ زہرہ پگھل نہ جاے

ذال معجمہ

ذوق شیخ محمد ابراہیم دہلوی المخاطب بہ خاقانی ہند اوستاد ابوظفر بہادر شاہ وتلمیذ شاہ نصیر دہلوی صاحب قوت فکر خداداد است بر جمیع اصناف سخن قدرتے کہ او راست در ریختہ سرایان نتوان یافت گفتارش در پاکی زبان وبلندی معنی وشوخی اشارت وگرمی نشینی ترکیب وبست قافیہ ونشست ردیف طراز یکتائی دارد از مائدۂ نغز طرازی اور احقی معلوم واز خوان نادرہ سنجی او را نصیبے مفروض زبانش را پاکیزگی غاشیہ بردوش بیانش را شایستگی گرد راہ جامۂ وے جگر کاو چکامہ اش دلخراش رباعیات وے ناخن بدل زن مقطعاتش شور انگیز

ہم ہین اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار و نکا	کام جنت مین ہی کیا ہم سے گنہگار و نکا
مین ہجر مین مرنیکے قرین ہو ہی چکا تہا	تم وقت پر آ ہو پہنچے نہین ہو ہی چکا تہا
بغل سے لیگئے دلکو نکالکر وہ صریح	جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا
اس سے تو اور آج وہ بیدرد ہو گیا	اب آہ آتشین سے بھی دل سرد ہو گیا
سینہ مین بوالہوس کے بہی تہا آبلہ مگر	نشتر کا نام سنتے ہی منہہ زرد ہو گیا
نیچہ جب مول وہ بانکا جوان لینے لگا	موت کے جی مین مرے یہہ نیجان لینے لگا
تیر چٹکی مین لیا اوس نے پی جان عدو	رشک سے میرے دلمین کیا کیا چٹکیان لینے لگا
مجھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون سوختہ	مجھسے یہہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
سنکے مجنون نے مرے شور جنونکو یون کہا	واقعی مجھسے بھی یہہ شوریدہ سر اچھا ہوا
مجھکو صدقہ کر اگر ہے بدمزہ تیرا مزاج	یہہ ادہر صدقہ دیا تونے ادہر اچھا ہوا

ذوق کے مرنیکی سنکر پہلے تو کچھہ ہچکی گرے
پھر کہا تو یہہ کہا منہہ پھیر کر اچھا ہوا

عبث جان منتظر ہو تو نہ پہچی وہ شوخ کب آیا
اگر جہلم مین بہی آیا تو ہم جانین گے آیا

تامل کیجیو ذوقِ تپیدن دیکھیے کیا ہو
کہ ابتک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈہب آیا

لگائی زلف کو شانہ نے جب او نگلی پکارا دل
یہہ گستاخی بہلا رہ تو سہی اے بے ادب آیا

ترے ڈر سے نہ آیا پاس کوئی نیمجانون کے
مگر رونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا

کہے ہے خنجر قاتل سے یون گلو میرا
کمی جو مجھہ سے کرے تو پیئے لہو میرا

نہوا آب شہادت سے گلو تر نہوا
مستعد جب وہ ہوا ہائے تو خنجر نہوا

اوس نے جب مال بہت ردّ و بدل مین مارا
ہم نے دل اپنا اوٹھا اپنی بغلین مارا

ساتھہ اونکے ہین ہم سایہ کی مانند و لیکن
اسپر بہی جدا ہین کہ لپٹنا نہین آتا

دل مانگنا مفت اور یہہ پھر اوسپہ تقاضا
کچھہ قرض تو بندہ پہ تمہارا نہین آتا

یون لائے وان سے ہم دلِ صدپارہ ڈہونڈکر
دیکھا جہان پڑا کوئی ٹکڑا اوٹھا لیا

چشم و نگہ کو تیری بدنام کیون کریگا
مرگ و قضا کو تیرا عاشق نہ لے مریگا

کرے ہے شرع کا پاسِ نمک مدام شراب
حرام ہے نہین لیکن نمک حرام شراب

فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمان صبح
ہو گی اذان گور ہماری اذان صبح

ریشِ سپید شیخ مین ہے ظلمتِ فریب
اس مکر چاندنی پہ نکرنا گمان صبح

ٹھیری ہی اونکے آنیکی یان کل پہ جا صلاح
اے جان برلب آمدہ اب تیری کیا صلاح

نکلنہین حرفِ تسلی تہا دہن کی تنگی سے تنگ ہوکر
نکلکر آیا جو راہ آنکھونکی دل مین ٹہہا خدنگ ہوکر

خوب روئے آج ہم سنسان ہامون دیکھکر
یاد آیا ہمکو مجنون بعد مجنون دیکھکر

کہا پتنگ نے یہہ دار شمع پر چڑہ کر
عجب مزا ہے جو مرئیے کسیکے سر چڑہ کر

تو نے گل کو سر پہ رکھا جب چمن مین توڑ کر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچہ نے یہ منہہ پھوڑ کر

وہ کہے کون ہے قربان مری اس چتون پر
مین کہون مین تو کہے مین کے چھری گردنپر

یا ئی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ
ترے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے
ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال
ساقی لڑائیون سے تری چاہتا ہی جی
نازک کلا سیان میری توڑین عدو کا دل
نہ چھوڑا تار وحشت نے ہماری جیب پے انا مین
تو کے غنچہ کہ اوس لب پہ دہری خوب نہین
ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
خط بڑہ کے اور بہی وہ ہوا پیچ وتاب مین
اسیر درد وغم مین ہون لعن جان لب بین ہون
جو مانگون موت درد ہجر سی مجھکو نہین زیبا
سینۂ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہین
مر گئے پر بہی تغافل ہی رہا آنے مین
جسجگہہ بیٹھے ہین باد یدۂ نم اوٹھے ہین
رکھہ ہمکدر بس اب اے چرخ نہ اتنا ہمکو
جتنے عاشق ہین ہم ایک کا ہے ایک عزیز
باعثِ رشک ہوا خون ہمارا ہمکو
اسپہ مرتے ہین کہ کیون غیر کو تونے مارا
اک حلاوت ہی عدا وتمین بہی اوس ظالم کی
تو ہنسی ہے نہ یہہ کہہ مرتے ہین ہم بہی تمپر
کھانے پینے کی قسم کہائی ہی تجھہ بن ہم نے

قرب حرم مین بہی ہین تو قربانیونمین ہم
قدم سب آن کے رفتارِ خرام لیتے ہین
جب اونسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین
باہم لڑا کے شیشۂ وساغر کو توڑ دون
مین وہ بلا ہون شیشہ سے پتھر کو توڑ دون
مگر تار نفس سینہ مین سمجھو یا گریبا نمین
چپ کہ منہہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین
وہ پہلے بزم مین دیکھین کدہر کو دیکھتے ہین
کیا جانے لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین
اور اوسپر اب تلک جیتا ہون مین کوئی عجب مین ہون
کہ نام عشق لون اور اسقدر راحت طلب مین ہون
ہنسنے دو چارہ گرو ہنستے ہی گھر بستے ہین
بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے مین
آج کس شخص کا منہہ دیکھکے ہم اوٹھے ہین
ہم نے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو
شمع سے چاہیے ہے خون کا دعوی ہمکو
تجھہ بن دیکھے ہے غش جسنے کہ دیکھا ہمکو
وہ نصیب اوسکو ہوئی تھی جو تمنا ہمکو
کہ اگر زہر بہی دیتا ہے تو میٹھا ہمکو
مار ہی ڈالے گا بس رشک ہمارا ہمکو
ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو

ہم تبرک ہین بس اب کرلے زیارت مجنون
سر پہ پہرتا ہے لئے آبلہ پا ہمکو

لبیک و اذان و توس جرس یا خندہ قلقل نالۂ فغان
دل کہینچے مین ہان کوئی ہو پر ایک نوائے دلکش ہو

دن کٹا جایئے اب رات کدہر کاٹنے کو
جب تو پاس نہین دو گہڑی ہی گہر کاٹنے کو

نکالون کسطرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو
نہ پیکان دلکو چہوڑے ہی نہ دل چہوڑے ہی پیکانکو

تم ہسی کہلکر نہ غرفہ سے نکالا منہہ کرو
اور نہین گر مانتے تو جاؤ کالا منہہ کرو

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہہ بناتے ہو
وہ آئی لب پہ ہنسی دیکہو مسکراتے ہو

اے ذوق وقت نالہ کے رکہلے جگر پہ ہاتہ
ورنہ جگر کو روئیگا تو دہرکے سر پہ ہاتہ

جنون کی جیب دری پہ ہین خوب چلتے ہاتہ
سلوک سینہ سے بہی کچہہ تو کرلے چلتے ہاتہ

اوٹھہ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا
دب کے تیرے سایۂ دیوار سے

ترے کوچہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجہے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجہے

ہر اک گردش مین سوانداز ناز فتنہ زا سمجہے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجہے

گاہ ہجوم یاس مین ہی دل گاہ ہجوم حسرتین
ہی پہر دسپاہی پیشہ پہرتا لشکر ہے

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
تم آگ لینے آئے تہے کیا آئے کیا چلے

اے غم مجہے تمام شب ہجر مین نہ کہا
رہنے دے کچہہ کہ صبح کا بہی ناشتا چلے

لیجائین میرے کشتہ کو جنت مین بہی اگر
پہر پہر کے تیرے گہر کیطرف دیکہتا چلے

ابا وتکو شش جہت مین ہفت دریا لوگ کہتی ہین
گرے تہا اشک کے قطرے مگر دو چار دامن سے

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کہڑکا ہے
مژدہ خار دشت پہر تلوا مرا کہجلائے ہے

سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پائے ہے
یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

بل بے استغنا کہ وہ یان آئے آتے رہ گئے
اف رے بیتابی کہ یان تو دم بہی نکلا جا ہی

حاضر ہین میرے توسن وحشت کی جلو مین
باندہے ہوئے کہسار بہی دامن کو کمر سے

کہلتا نہین دل بند ہی رہتا ہی ہمیشہ
کیا جانئے کہ آجاتے ہے تو آہین کدہر سے

بالین پہ کہا میرے ہنگامۂ محشر نے
الہی کس بیگنہہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتی ہے
دل کی معاش غم اسے غم کی تلاش ہے
ہے تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی
بیٹھے بھرے ہوئے ہین خم می کیطرح ہم
کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک
اے ذوق دیکھہ دختر رز کو نہ منہہ لگا
پھینکے ہی ایک جنبش مژگان ہین وہ پری
لڑتے ہین گہ نصیب سے گاہی فلک سی ہم
رہے جون شیشۂ ساعت وہ مکدر دونون
ہائے رے حسرت دیدار مری ہائے کو بھی
نہین جز شمع مجاور مرے بالین مزار
دل سے کچھہ کہتا ہون مین مجھسے ہی کچھہ دل کہتا
تو جو آجائے تو اے درد محبت کی دوا
کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
بھولا نہ مجھے قتل گہ عام مین قاتل
مرے جو مرکے عاشق بیان کبھو کرتے
غرض تھی کیا ترے تیرونکو آب پیکان سے
دروازہ میکدہ کا نکر بند محتسب ☆
کھنچا ہے شب کمند لگا کر وہان رقیب
ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے

لو او تمھو کہین حضرت کیا دیوانگی ہے
کہ آج کوچہ مین اوسکے شور پا ہی زنجیر بلتی ہے
ڈرتا ہون دل سے مین کہ بڑا بد معاش ہے
رکھے گی یہہ نہ بال برابر لگی ہوئی
پر کیا کرین کہ مُہر ہے منہہ پر لگی ہوئی
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی
چھٹتی نہین ہی منہہ سے یہہ کافر لگی ہوئی
اس لیئے ناتوان کو پرے کوہ قاف سے
فرقت کی رات کم نہین روز مصاف سے
کبھی مل ہی گئے دو دل جو کدورت والے
لکھتے ہین ہائے دو چشمی سے کتابت والے
نہین جز کثرت پروانہ زیارت والے
دونون اک حال مین ہین رنج و مصیبت والے
میرے ہمدرد ہوں بیدرد نصیحت والے
دل بیمار کے ہین دو ہی عیادت والے
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے
ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے
سیخ ہے حرام زادے کی رسّی دراز ہے
کہ مے آشام پیاسے ہین مہینا بھر کے

نہین مژگان تر خون خار غم تہی دلنشین نکلے
جنون یہہ نیشتر کیسے کہین ڈوبے کہین نکلے

ہم تمہا عدو اپنا کسیکو نہین پاتے
تم پاتے ہو ہمکو تو چھری کو نہین پاتے

کیون ہم نے دیا دل تجہے او سنگدل اپنا
کمبخت ہم اوس سخت گہڑی کو نہین پاتے

کہولدے آنکہین دم ذبح نہ دیکہونگا تجہے
پر چھری اپنی مین گردن پہ تو دیکہون چلتی

جب مین دنیا سے چلا سر پہ یہہ بولی حسرت
تو اکیلا نہین ہمرہ ترے مین ہون چلتی

دور کر بالون کو سر پر سے کہے ہے لیلی
پر نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون چلتی

مین تو اون آنکہونکی گردش کا بلا گردان ہون
کہ نہین تیری بہی وان گردش گردون چلتی

جو پاس مہر و محبت کہین یہان یکتا
تو ہم بہی لیتے کسی اپنے مہربان کے لئے

الہی کان مین کیا اوس صنم نے پہونکدیا
کہ ہاتہہ رکہتے ہین کانونپہ سب اذان کے لئے

وبال دوش ہے اوس ناتوان کو سر لیکن
لگا رکہا ہے ترے خنجر و سنان کے لئے

رہے ہے ہول کہ برہم نہو مزاج کہین
بجا ہے ہول دل اونکے مزاجدان کے لئے

جو دل قمار خانہ مین بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چہوڑ کے کعبہ کو جا چکے

زہراب بہی ہے بادہ تو کر لینگے نوش جان
ساقی پیالہ منہہ سے ہم اب تو لگا چکے

باز آیا دیکہنے سے نہ آتش خونکے دل
سو بار آبلے اسے آنکہین دکہا چکے

زبان پیدا کرون جون آسیا سینہ مین پیکان سے
دہن کا ذکر کیا یان سر ہی غائب ہے گریبان سے

فلک کیا فتنہ سازی مین ہو ہمسر چشم فتان سے
گرا تہا یہہ بہی اشک سرمہ آلود اوسکی مژگان سے

ایسا نہو کہ آتے ہی آتے جواب خط
قاصد جواب زندگی مستعار دے

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنسکر گذار یا اسے رو کر گذار دے

فلک تو تیرہ ہو کر صبح سے تا شام جلتا ہی
مگر سید ہی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہی

چلا پہلو سے اوٹھکر جبکہ وہ آرام جان و دل
کہا آرام نے مجہسے کہ لو آرام چلتا ہے

کون وقت اے وائے گذرا جی کو گہبراتے ہوئے
موت پڑتی ہی اجل کو یا نتلک آتے ہوئے

کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی
سر تو ہے تن پہ مرے تیغ ستم کسواسطے
کیا تاب دل جلو نہیں جو برق لاگ رکھے
ہوس ہین کعبہ کی یون شیخ بتخانہ سے گمرہ ہے
کوئی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کہے
گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجئے
تم دو گھڑی کو آؤ تو مین لب پہ جان کو
کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا
عزیزو ناقۂ لیلے کے دیکھو گے شتر غمزے
ذکر کچھ چاک جگر سینہ کا سن سن اپنے
آج تھا خفقانی سے ہین گھر مین پھرتے
ابتو گھبرا کے یہہ کہتے ہین کہ مرجاینگے
مری طاعت سے ابتو معصیت بھی عار کرتی ہے
اگر اوٹھے تو آزردہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے
باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
جو کہوگے تم کہینگے ہم بھی ہان یون ہی سہی
ہم ہو نکے دلکو جذب دلسے اگر کھینچ جاینگے
بجا ہے ہے زیر مغیلان ترے دیوانونکی
قسمت برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی ادہر
ستمگر تونے روکا سبکو میرے پاس آنے سے
جو پوچھے زاہد خشک اپنی دارو مین کسکو ملی پی

یہہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے
پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کسواسطے
دوزخ بھی ہو تو انکی جلمو نمین آگ رکھے
یہان تو کوئی صورت بھی ہے وان اللہ ہی اللہ ہے
کہ آدمی جو کہے بات سوچکر تو کہے
وہ بھی مثل ہے یہون نہین پنکھڑی سہی
ٹھہرا رکھون کہ اور بھی یان دو گھڑی سہی
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے
اگر مجنون کو ملجایگی خدمت ساربانی کی
کرکے ہین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناصح کو
نکلے جو وصل کے عالم مین نظر مین پھرتے
مرکے بھی چین نہ پایا تو کدہر جاینگے
مری توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے
لگا یا جی کو اپنے روگ جب سے جی لگا بیٹھے
کالا کریگا منہہ بھی جو داڑھی سیاہ کی
آپکی یون ہی خوشی ہے مہربان یون ہی سہی
پر بڑے پتھر ہین یہہ مشکل سے کھینچے جاینگے
مدتون جہان چکے خاک بیابانون کی
سو بھی آکر تا سر مژگان حیا سے پھر گئی
اجل بھی گر کبھی آئے تو شاید کچھ بہانے سے
اگر پرہیز کی پوچھے کہون پرہیزگاری سے

رای مہملہ

راحت مرزا محمود بیگ پور احمد بیگ رومی الاصل دہلوی مسکن از تلامذہ مومن خان سپاہگری وسیلہ معاش او بود عاقبت گوشۂ انزوا پذیرفت ۵

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب
آجائینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا

غیرون سے جو اشارے محفل مین ہین تمہاری
سمجھین وہ یا نہ سمجھین پر یہ غلام سمجھا

اجل پہلے آوے کہ وہ پہلے آوین
یہی راہ مدت سے ہم دیکھتے ہین

یہہ چاہتا ہون کہ رازِ نہان نہ افشا ہو
ترے دہن سے زیادہ مرا دہن ہنجائے

راغب شیخ غلام علی از شاگردان مرزا فدوی و میر تقی در ۱۲۳۸ھ درگزشت از تالیفات اوست مثنوی راز و نیاز بندہ دیدہ ام خوش گفتہ است و حسن و عشق وسبیل نجات واورا دیوانے ست ۵

حیا کے پردہ مین مارا ہی ایک عالم کو
شہید مین تو ہون ان شرمگین نگاہون کا

گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی ہی ہائے
یہہ رنگ ہو کہ پہول ہو جیسے ملا ہوا

ملین حضرت راسخ ہمکو اگر تو یہہ پوچھین اونکی جنابین ہم
کہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تہا گل تمہین کا نٹا سا جسکی ہوا نے کیا

راغب احمد حسین برادر زادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو ۵

یارب اسے تو چین دے مجھکو نہ دے ندے
جتنا ہے میرے حال پہ دل غمگسار کا

مین نے کہا سر کٹنے مین کیا کیا نہ ملے لطف
کہنے لگے لے آؤ اگر ہے کوئی سر اور

راقم بندرابن نام از سکنائے متھرا یا جہان آباد و از شاگردان میرزا مظہر رح و سودا ۵

کہے کیا درد دل بلبل گلون سے یان تک قبول خاطر کیجے تری جفا کو	اوڑا دیتے ہین اوسکی بات ہنسکر تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

رحمت رحمت علی از خویشان وشاگردان حضرتِ صہبائی در پارسی و ریختہ فکر میکرد از تالیفات اوست نالۂ بلبل وانشار حدیقۂ رحمت و مثنوی شکایت فلک ہ

طعنے اب تک ہین کہ رخ کی مرکے کیا قدر تمہین	ہین نے اک روز کہین کھائی تھی قرآنکی قسم

رشک میر علی اوسط لکھنوی از تلامذہ شیخ ناسخ دیوانے دارد ہ

وہ زندہ ہون کہ کرون قرض کرکے میخواری	جو روز جمعہ ہو ذیحجہ کی نوین تاریخ

رشکی نواب محمد علیخان خلف الرشید نواب مصطفےٰخان شیفتہ دہلوی از خوشہ چینان خرمن فیض مرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب است در ہر دو زبان ریختہ و پارسی سخن دلکش میگزارد خیلے خوش گفتہ است ہ

مانگی جو اوسنے جان تو غیرون پہ آبنی کیا کیا بنا کے ہم نے سنایا رقیب کو	حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان تہا مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا
قیس کی دہوم مچ رہی ہے مگر ہی دگرگون ابتدائے عشق ہین رشکی کا حال	عشق اسس سے سوا نہین ہوتا رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر
رات کو بات نہ کی اوس نے سحر تک ہم سے یہہ منصبِ بلند ملا جسکو مل گیا	اور جو کچھہ کہ ہوا قابلِ اظہار نہین ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہان
وہ وہ کئے ہین جرم کہ کم ہونگے اور سے	کیا کیا امیدواری تعذیر کر مجھے

رفعت مرزا پیارے دہلوی از دودمان امیر تیمور گورگانی ست و شاگرد عبد الرحمان خان احسان و مولوی صہبائی ہ

ہم خوش تہے کہ محشر مین تو دیکھین گے وہ دیدار کچھہ آنکھہ کا گیا نہ گیا کچھہ خیال کا	لیکن یہہ قیامت ہی کہ محشر نہین ہوتا مارا گیا دل اور یہی بے قصور تہا

ہین ایک وہ بہی کہ تم سی ہوا انکو از دنیا — اور ایک ہم ہین کہ منہہ تکتے ہین زمانہ کا

ہائے پانی بہی چوانے کو نہ آیا دم مرگ — کوئی جز گریۂ حسرت ترے بیمار کے پاس

پونچھے اشک اوس نے گمانِ غیر مین — مر گئے ہم اتنے ہی احسان مین

رمز مرزا فتح الملک بہادر ولیعہد ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ واز تلامذہ ذوق دہلوی ست ہ

آنکھین تو اوسکو دیکھہ کے ہوتی ہین ہتھرا — بن دیکھے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا

کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے — ملا مجھکو قسمت سے جلاد اچھا

تم رہو اور مجمع اغیار — میرا کیا ہے ہوا ہوا نہوا

رنج میر محمد نصیر محمدی خلف میر کلو نبیرہ وسجادہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ در موسیقی دستگاہے داشت وریاضی نیکو میدانست وشعر نیک می شناخت مومن خان کہ باوے نسبت خویشی ودامادی داشت در تاریخ وفات او قطعہ گفتہ ہ

شیخ زمان شد ز دہر روزی سالِ وفات — فکر بلندم رہِ جنتِ ماوا گرفت

گفت بہ مومن ملک خواجہ محمد نصیر — در قدم ناصر و درد نکو جا گرفت

این بیت از واست ہ

دل ہے جسکے لئے پہلو مین تپان رہتا ہے — یون سنا ہے کہ اوسے بہی خفقان رہتا ہے

رند سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری از باشندگان فیض آباد در لکھنؤ طرح اقامت افگند از شاگردان خواجہ آتش بود دو تا دیوان دارد ہ

رخ کو پوشیدہ عبث شاہ لقا کرتے ہین — اچھی صورت کو چھپاتے ہین برا کرتے ہین

دل نہین دیتا مین اسواسطے آزردہ ہو — روٹھے جاتے ہو اسی بات پر آؤ آؤ

نگہ یاس سے دیکھون تو یہہ کہتا ہی وہ شوخ | پھر بری آنکھہ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو

رنگین سعادت یارخان دہلوی تورانی الاصل پور طہماسپ بیگ خان بانی ریختی ایجاد اوست سیاحتہا کردہ و مرحلہ ہا پیمودہ بود کلام خویش فراہم آوردہ نورتن نام کردہ در جمادی الثانی ۱۲۵۱ھ ہشتاد سالہ درگذشت در گلشن بیخار می آرد از غرائب امور آنکہ میگفت درین سال رخت بعدم آباد میکشم چون سبب پرسیدند گفت سالہاست کہ میخواست مصرع تاریخ فوت خود بر زبان آمدہ کہ درین سال ازان جہانے شدن من خبر سید ہد و قصہ شاہ حاتم کہ استاد او بود نقل کرد کہ ہم برین نمط ایشان را اتفاق افتاد خلاصہ ہمچنان دیدہ شد انتہی او راست ؎

کر اپنے دلمین تو انصاف میں سے تمہارے ہوئیو نگرا | گلے مین ڈالکر باہین منا تا تیرا یا دا آیا
قسم ہے ایک عالم کو رولا دیتا ہے ای رنگین | وہ اوسکی جھم ٹکیان کھا کر ترا جبھو ہو جانا
جو پوچھتا ہوں تغافل سے کیون جلاتے ہو | تو وہ کہے ہے تجھے جانکر جلاتا ہون
اوسے مین چھپکے دیکھو برملا وہ غیر کو دیکھے | بہلایون دیکھنا دیکھو تو دیکھا جگ ہے مجھے

روشن روشن شاہ مولدش بریلی سکنش میرٹھہ ؎

دیکھہ کے مجھکو منہہ کو چھپایا اور حیا کا نام لیا | واہ ری تیری دانشمندی آہین ہی کا کام کیا
آنکھون مین ذرا ٹھہر تو تا دیکھہ لین اوسکو | اقرار یہہ ٹھیرا ہے دم باز پسین سے

زای معجمہ

زار حافظ امام بخش نابینا از باشندگان تھانیسر پارسی آگاہ بود و با موسیقی آشنا اعمال کارگر میدانست ؎

آشنا ہوتی ہے اوس سے جو دشنام تو ہم | | دلمین کہتے ہین کہ دشنام ہمین کیون نہوئے

زکی شیخ مہدی علی مراد آبادی خلف شیخ کرامت علی خطاب ملک الشعرا از واجد علی شاہ داشت رسمی آگہی از علمار فرنگی محل اندوختہ از فن تاریخ خیلے آگاہ بود دیوانے دارد

وحشت ہے آشکار زلیخا کے حال سے		آنکھین بیان کرتی ہین افسانہ خواب کا
ترک ملاقات کی پوچھو نہ بات		ہم سے نہ ملنا اوسے منظور تہا
دہوم دیوانے اوڑاتے ہین پریزادونکی		شمع محفل کو لگا دیتے ہین پروانے بہ
گاہے غم فراق کبہی آرزوئے وصل		کیا ہوے داغ لگی جو کبہی دل لگا رہے

سین مہملہ

سالک مرزا قربان علی بیگ خلف نواب مرزا عالم بیگ اول روزگارے بہ استفادہ از والا خدمت مومن خان مستفید و بیشتر زمانے باستفاضہ تربیت از غیرت عرفی و فخر طالب مرزا غالب مستفیض بودہ حیدر آبادی مولد دہلوی مسکن است امروز در حیدر آباد است درین نزدیکی دو تا قصیدہ در پارسی زبان یکے در مدحت پدر والا گہر نامہ گرد آورد و دیگر در ستایش والیٔ این ریاست دام اقبالہا فرستادہ بندہ ہم مطالعہ کردم خوش سنجیدہ است اورا دیوانے است ہنجار سالک نام دارد

بتون کی بزم کہ کوئی نہین جہان اپنا		خدا کو کرکے چلا ہون نگاہبان اپنا
تم غیر کے ہوئے تو رہا کیا جہان مین		گویا ہمارے واسطے کچہہ بہی بنا نہتہا
جان یون سہل دی فرہاد نے عاشق ہوکر		پہلے اقبال بہی اللہ عطا کرتا تہا

کھیل ہر بات مین ہے فتنۂ محشر ہونا — اور ابہی سیکھتے ہین آپ ستمگر ہونا

تیز چلتی ہے سخت جانون پر — دم نہ چڑہ جائے تیغ قاتل کا

رہی آشنائی فقط نام کی — وہ نام آشنائے زبان رہگیا

نیند اوڑنے سے بڑا لطفِ شبِ وصل عدو — ہائے پہونچا ہے کہان شورِ سلاسل اپنا

میرا ہوا آشیانہ اور آدہا جلا ہوا — بجھ بہی گئی تہی آگ تو بجلی کو کیا ہوا

کیا کیا سزا ملی ہے مجھے وصل کے عوض — مین نے شبِ فراق کو یوم جزا کہا

مین نکلتا تری محفل سے اکیلا ای کاش — غم یہہ ہے ساتہہ مرے غیر کا ارمان نکلا

سالک جو کوئی عشق مین مجھکو برا کہے — تکتا ہون منہہ کو اور یہہ کہتا ہون ہان درست

مایوس و ناامید ہین کیا مدعا سے ہم — کہتے ہین اور کہتے ہین کس التجا سے ہم

کاش اے سپہر تجہسے ہی کہتے تو سہل تہین — وہ خواہشین کہ رکہتے ہین اوس بیوفا سے ہم

فرطِ نشاط وصل سے ہی ڈر کہ مر نجائین — ذکرِ غمِ فراق ہے چھیڑین بلا سے ہم

آخر تو لا ہی ینگے کوئی آفت فغان سے ہم — حجت تمام کرتے ہین آج آسمان سے ہم

تم آگئے تو ہوش کہان میزبان ہون — آج آپ اپنے گھر مین ہین کچھہ میہمان سے ہم

چُپ چُپ پڑے ہوئے تہے ابہی خانقاہ مین — کچھہ کچھہ کھلے ہین بیعتِ پیرِ مغان سے ہم

ترے کوچہ کی مجہپر راہ ہے تنگ — کہ آنا ہے نگاہِ پاسبان مین

ہوتی ہی رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا — سرِ بیمار جو زانو پہ وہ دہر لیتے ہین

یہہ بہی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک — بے نقط ہی وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین

کہنے کا غیر کے تو کسیکو یقین نہین — پر تیری آنکہہ راز کی تیری امین نہین

طلبِ وصل پہ کہتے ہو یہ تکرار نہین — خوش ہون دو نقیضون مین اثبات ہی انکار نہین

پہرتے ہین دادخواہ ترے حشر مین خراب — تو پوچھتا نہین تو کوئی پوچھتا نہین

شکر کیجے مگر افسردہ سے ہو کر کیجے — تا وہ صورت ہی سے جانے کہ گلا کرتے ہین

مبتذل ہوکے مگر فتنۂ محشر بنجائے
وہ اشارہ کہ تری نرگس فتّانمین نہین

لاغری سے نظر آتا کہین نخچیر نہین
تیر بہکے تو کمان دار کی تقصیر نہین

اعتبار نگہِ ناز ہے کیا کیا اون کو
قتل کو آتے ہین اور ہاتھہ مین شمشیر نہین

وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو
اجل نبکر ہی کوئی مہربان ہو

شکر کیجے کہ نہین تاب تکلم مجھکو
ورنہ اسطرح بہی جو چاہو کہو تم مجھکو

اوسکو دیکھو کہ وہ ہے مجھسے سوا گر دشمن
آسمان بنکے ستانا نہ کہین تم مجھکو

غصہ قاتل کا بڑہایا ہے یہہ طعنہ دیکر
زندہ گویا کہ نہین چھوڑینگے تم مجھکو

اے خضر اتنے دن ترے کیونکر بسر ہوگئے
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

کوئی تو بات ہنسی کی نکلے
خندۂ صبح قیامت ہی سہی

جان ہی دیکے عشق مین ہوئی خیر
آگیا کچھہ لیا دیا آگے

یہان بھی جو وہ ستائے کسی بیگناہ کو
اے اہل حشر تم تو نہ کہنا خدا لگی

ہو نمین وہ صید کہ رویا کرے صیّاد مجھے
ہو نمین وہ کشتہ کہ پیٹا کرے جلّاد مجھے

آمادۂ ستم فلک و یار کینہ جو
پیغام موت کا مجھے اب جا بجا سے ہے

سپہر شتاب خان دہلوی از تلامذہ مرزا صابر دیوانے دارد ۵

ہو غریق رحمت حق وہ عجب انسان تھا
میکدہ کی پہلے جو موجد ہوا تعمیر کا

اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر بولا
تجھکو ظالم بہی میسر کوئی مجھسا نہوا

رکھا یاد تم نے مرے بھولنے کو
عجب لطف کا ہے یہہ نسیان تمہارا

ہم لطف سے تو گذرے پہ تیرا جفا شعار
یہہ بھی بڑا ستم ہے کہ ہمپر ستم نہو

لیتا ہے امتحان تو اب لے کہ پھر کہین
تو آئے تیغ کھینچ کے اور مجھہ مین دم نہو

کچھہ آجکل مرے دلمین گذرتے ہین غبار
کھلا نہ آنے کا یہان اونکے مدعا مجھکو

سرور رجب علی بیگ فرزند مرزا اصغر علی لکھنوی از شاگردان

نوازش حسین خان نوازش دیوانے دارد و فسانۂ عجائب از وست ــہ

کسکی خوشی کہانکی ہنسی کیسا اختلاط	ہمکو نہ چھیڑو تم کہ وہ اب ہم نہین رہے

سرور اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان از تلامذہ جان بیگ ساحی و از امرار دہلی بود دیوانے دارد و تذکرہ از و یادگار از ریختہ سرایان پیشین و پسین دران قلمی نمودہ بپارسی ہم فکر میکرد در سنہ ۱۲۵۰ درگذشت ــہ

دیوانے ہم نہین ہین کہ فصلِ بہار مین	کہنے سے ناصحونکے گریبان رفو کرین
غیر لایا اوسے یان بہرِ تماشا دمِ نزع	دوستون سے نہ ہوا وہ جو ہوا دشمن سے

سکندر خلیفہ محمد علی مرثیہ گو پنجابی از تلامذہ محمد رضا کرناجی خود را از شرب شراب سعادت نداشتے از وطن بدہلی و از دہلی بہ حیدرآباد رفت و از حیدرآباد بملک عدم شتافت استخوانش بہ کربلا فرستادند ــہ

ہے سحر گمند اچمن مین کو نسا خورشید رو یار ہے	کہ شبنم گل کے منہہ پر آب تلک پانی چھڑکتی ہے

سودا مرزا رفیع انچہ حضرت شیفتہ در ترجمہ اش نگاشتہ بندہ را خیلے خوش آمد بنابرین کلمہ چند نقل بر داشتم نظر افروز ارباب مطالعہ باد و ہو ہذا بزعم فقیر غزلش بہ از قصیدہ و قصیدہ اش بہ از غزل و اگر گوئی غزلش از اشعار رکیک مملوست و قصیدہ ازان خالی زیادہ ازین چہ توان گفت کہ قدما را مانند فصحاے متاخرین پیرامون خاطر و جا گزین دل نہ این بود کہ ہر شعر دلپذیر آید و ہر بیت خاطر نشین لہذا در کلام ایشان رقص الجمل واقع شدہ چہ در قصیدہ و چہ در غزل مع انہم اولون والموجدون والاخاطر بجمیع فنونہا منعذر للمتقدمین و للہ در من قال العلم للمتاخرین پس بنابرین مقدمات برین بزرگان دار و گیر زنہار سزاوار نیست وطعن و تعرض لایق نہ معہذا در اشعار منتخب ایشان باید نگریست کہ درجہ رتبت عالی و مکانت فخیم جلوۂ ظہور گرفتہ و یدل علی ذلك ما قال شرف الافاضل

فخر الاماثل قدوة المحققین مولانا صدر الدین المتخلص به آزرده در تذکرهٔ خود که بایجاز و اختصار تمام در حال ارباب نظم ریختہ نوشته است تحت ترجمه میر تقی المتخلص به میر در شرح کلام وے حیث قال پستش اگرچه اندک پست است اما بلندش بسیار بلند مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول نداشت اما ہجو رکیکه بسیار گفته و بآن شیوه داشته و مضامین دلاویز می یافته کلیاتش از وست آورده اند که سودا روزی بر آستانهٔ شیخ علی حزین رسید دستوری خواندن شعر یافت و بر خواند ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ مین | تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ مین

شیخ فرمود تڑپے ہے چہ معنی دارد گفت اے می تپد شیخ به تکریم پرداخت و بملک الشعرا خطاب فرمود ؎

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا | کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

کونین تک ملی تھی جس دل کی مجھکو قیمت | قسمت کہ اک نگہ پہ جا اوسکو ڈال آیا

زبان ہے شکر مین قاصر شکستہ بالی کی | کہ جسنے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل | پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا

بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا | دی تھی خدا نے آنکھہ سو ناسور ہو گیا

صیاد ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر | مرے لہو کو تو دامن سے دہو ہو سو ہو

یہہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو انصاف | جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہون مین

جی تک تو دیکے لون کہ جو ہو کارگر کہین | اے آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین

تو نے سودا کے تئین قتل کیا کہتے ہین | یہہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین

بوسہ ہنسکر دیا اوسنے سوائے دشنام | سو بھی یہہ جب نہ ملا کوئی تو مجبوری ہین

کیفیت چشم اوسکی مجھے یاد ہے سودا | ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا مین

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
پیغامبر نے دیر لگائی تو ہے وے
مت پوچھ یہہ کہ رات کٹی کیونکہ مجہہ بغیر
سودا جہانمین آکے کوئی کچہہ نہ لے گیا
عجب بیداد حسرت پر مری صیاد کرتا ہے
قاصد کو اپنے ظالم جو کچہہ مین دون تجکو
ہے قسم تجھکو فلک دے تو جہانتک چاہیے
تصور مین ترے کمیو صبا اوس لاؤبالی سے
گل بھیکے ہی غیرونکی طرف بلکہ ثمر بھی
سودا تری فریاد سے آنکھونمین کٹی رات
سودا کے جو بالین پہ اوٹھا شور قیامت
بدلا ترے ستم کا کوئی تجہہ سے کیا کرے
اتنا لکھا ئیو مرے لوح مزار پر
سب سے کہے سوتا ہون یہہ کہدین کہ بہرانا
بیخوابی سے مرتا ہی شب ہجر مین سودا
دشنام تو دینے کی قسم کہائی ہے لیکن
مے پرستی ہی مری باعث آمرزش خلق
ایدل یہہ کس سے بگڑی کہ آتی ہی فوج اشک
انصاف کسکو سونپیے اپنا بجز خدا
سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل
خواہ کعبہ مین تجہے خواہ مین بتخانہ مین

اپنی تو نیند اوڑ گئی تیرے فسانہ مین
دہڑکے ہی دل کہ یہہ نہ کہے رات ہو گئی
اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی
جاتا ہون ایک مین دل پر آرزو لیے
دکہاتا ہے مجہے اوسکو جسے آزاد کرتا ہی
جیتا پھرے تو اجرت ورنہ یہہ خونبہا ہی
جلوہ حسن اوسے حسرت دیدار مجہے
گلے لگ لگ مین رویا رات تصویر نہالی سے
اے خانہ بر انداز چمن کچہہ تو ادہر بھی
آئی ہے سحر ہونیکو ظالم کہین مر بھی
خدام ادب بولے ابہی آنکھ لگی ہے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے
یان تک نہ ذبحیات کو کوئی خفا کرے
بالین پہ مرے شور قیامت اگر آئے
اب کہنے کو افسانہ کوئی نوحہ گر آئے
جب دیکھے ہی وہ مجھکو تو اک جنبش لب سے
توبہ صد قوم نے کی ہی مری میخواری سے
لخت جگر کی نعش کو آگے دہرے ہوئے
منصف جو بولتے ہین سو تجہسے ڈرے ہوئے
پہچانتا ہے تو یہہ گنہگار کون ہے
اتنا سمجھوں ہون کہ مر یار لعین دیکہا ہم

جسروز کسی اور پہ بیداد کروگے | یہہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

سوز محمد میر ولد میر ضیاء الدین نسبش تا حضرت قطب عالم گجراتی میر سید بخاری میرسد موطن دہلوی مولد بود خط شفیعہ و نستعلیق خوش می نگاشت و در مونہ تیر اندازی نیک می شناخت اشعار بہ طرز مطبوع میخواند در عہد آصف الدولہ بہ لکھنو رفتہ در اوائل میر تخلص میکرد بہ ہرگاہ میر تقی در لکھنو آمد سوز تخلص خویش قرار داد ہشتاد سالہ در تلہر از جہان رفت ہ

کعبہ ہی کا اب قصد یہہ گمراہ کرے گا | جو تم سے بتو ہوگا وہ اللہ کرے گا

بہم اوس سے ہم سے بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رولا دیا
دلے مین بہی کیا ہون کہ رونے مین یہہ بنا یا منہہ کہ ہنسا دیا

کھینچ کر تیر مار بیٹھے بس | سوز ہے یا شکار ہے کیا ہے
لوگ کہتے ہین مجہے یہہ شخص ہے عاشق کہین | عاشقی معلوم لیکن دل تو بے آرام ہے
مگر جانیکا قاتل نے زرا لاڈ ہب نکالا ہے | سبہون سے پوچہتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے

سوز مولوی عبد الکریم خلف حضرت صہبائی تازی آشنا پارسی آگاہ دیوانے گزاشتہ ہ

تکرین تھے انتہائے عشق کی مدت سے ہم | بارے یہہ عقدہ ہمین آکر تہ خنجر کہلا
صبا رقیب سے رکہتی تہی راہ کچہہ ورنہ | ستم یہہ کیون مرے مشت غبار پر ہوتا
مین بڑا بول جو بولا تہا شب وصلت مین | سو وہ آگے مرے ہنگام سحر آہی گیا
ابہی دلمین ابہی آنکہون مین ابہی دامن پر | اشک مین بھی تری شوخی کا اثر آہی گیا
اب کوئی سوز سے بہنے کی نکالو صورت | خیر تقصیر ہوئی ابتو ادہر آہی گیا
سوز گو بیگانہ ہے پر بزم مین رہنے تو دے | رفتہ رفتہ یہہ بہی ظالم آشنا ہو جائیگا
پاس آنے مین نہ کشتو کے لگے دیر کہین | لے لیا موت نے دم بہی تری دیوار پاس

بوسہ پہ اوس دہن کے کہ جسکا نہین سراغ
ہلتی تری زبان محبت بیداد گر نہین
جان سینہ مین نظر آنکھوں مین دم ہونٹوں تک
اک آنے سے تیرے کام ہین اٹھے لاکھون
آج یان رسوا ہوا کل وان خرابی مین پڑا
یون ہی گھٹ گھٹ کر مری تو قیر آدمی گئی

سید میر غالب علیخان المخاطب بسید الشعرا سر گروہ انشاپردازان دفتر شاہی بود نوشتہ اند تاریخ ایر ما نسرا ے کہ اکرام نام یکے از نقیبان حضور والا بیرون دروازہ لاہوری ساختہ بود و الحال از و نشانے نماندہ بسیار بلطافت و پاکیزگی گفتہ للہ درہ ؎ امشب کرمے کن بسرا ے اکرام ؎ و نیز تاریخ وفاتش کہ پایان مرزا امیر خسرو دہلوی دفنش کردہ اند و بر سنگ مزار وے کندہ این ست ؎ اکرام بیاسود بپاے خسرو انتہی او راست

؎ سبب کیا پوچھتے ہو مجھسے میرے زار رونے کا
کسی کو کچھ مرض ہے مجھکو ہے آزار رونے کا

نے غازہ نہ گلگونہ نہ ہی رنگ حنا تو
اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا
یہہ دھڑک دل کی ہو ہی عشق مین کچھ اور ہی ہے
وہ مرض اور ہے جسکو خفقان کہتے ہین
مین اور ترک عشق یہہ امکان ہی نہین
ناصح کی پند سننے کو یان کان ہی نہین
یار و مرے بالین سے نہ اوٹھو نہ جاؤ بیٹھو
حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو

شین معجمہ

شادان مرزا حسین علی دہلوی خلف مرزا زین العابدین عارف از تلامذہ مرزا غالب ؎

آئینہ دیکھکے کہتے ہین یہہ منہ پھیرکے وہ
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے ادہر دل میرا

غیر و نیہ ہین وہ لطف کہ تڑپتے ہین ہمیشہ	ہم پر یہہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا
مژدہ اے یاس کہ پھر آئی مصیبت لیکر	حسرت ایدل کہ او نہین وعدہ نہ پھر یاد رہا
وہ یہہ کہتے ہین جو کرتے ہو دعا بھی کرلو	ہم مزا تمکو دکھا دینگے اثر ہونے تک
پوچھتے ہین کہ تمنا تو بتاؤ کیا ہے	جانتے ہین کہ نہین تاب تکلم مجھکو
پھرتی ہے کوئی چیز آنکھون مین	یہہ مرے بخت کا تو خواب نہین
ہماری ناتوانی دیکھنے کو	وہ آکر پوچھتے ہین تم کہان ہو

شایق خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر خان پور خواجہ خلیل اللہ از سکناے ڈہاکہ از شاگردان مرزا غالب بپارسی ہم سخن میگفت دیوانے مختصر دارد ؎

اوسی نے کیا مجھکو رسوائے عالم	کہ جسنے تجھے عالم آرا بنایا

شرر مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین شدید التخلص نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ واز تلامذہ ذوق دہلوی ست ؎

شرر خدا سے ڈرو کل تھے سجدۂ بت مین	اور آج تمکو یہ دعوی ہی پارسائی کا
لاکھ پردہ مین وہ پوشیدہ رہا پر ہمنے	دیکھا جب دیکھی نگاہ ہوسنے نظر آہی گیا

شرف میر امام علی ابن میر قادر علی فرخ آبادی ؎

منھہ سے بوسہ تو نہ مانگینگے جبین یا سر پا	جان جائے تو نہین غم ہی مگر آن رہے
وصل مین یا ہوکے ہم آغوش وہ بولے یہہ شرف	اب تو فرمائیے کچھہ اور بھی ارمان رہے

شرر مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان متخلص فرزند مرزا سلیمان شکوہ نسبت تلمذ با مرزا رحیم الدین حیا داشت در داستان طرازی کمالے بہم رسانده بود ؎

کام تو کچھہ بھی نہین ہی حشر مین اپنا مگر	آن نکلینگے تری خاطر اگر آنا ہوا

ناتوانی کا برا ہو کہ اوٹھانے نہ دیا		ایسا کیا بوجہ بہت طوق گلوگیر میں تھا

شعلہ علی رضا خان ولد نواب ذوالفقار خان بزرگان وے در سرکار حیدرآباد باخطاب نوابی بر مناصب جلیلہ ممتاز بودند امروز وے نیز بر بقیۂ آن تیول کہ پدر بزرگوار او را بود در اضلاع جھنڈ واڑہ بفراغت تمام و قناعت مالا کلام بسر می برد مردے سنجیدہ و خوش صحبت است فکرے بلند و ذہنے ارجمند دارد در فن شعر او ستادے سعین ندارد ہمان طبعش اوستاد است و فکرش رہنماست چون خال حضرت شہیر است مدتے ہم مشق و ہم مشورہ ایشان بودہ دیوانے فراہم آوردہ است

سے

مانند آسمان ہے سدا سے خمیدگی		پیری سے پیشتر بھی کبھی مین جوان تھا
کیون کاٹون اپنا آپ گلا مین نصیب غیر		دنیا مین کیا کوئی مرا قاتل نہین رہا
وحشت کے امتحان کا افسوس رہگیا		جب قیس تھا تو شعلہ شوریدہ سر نہ تھا
بیمار کسکو آنکے دیکھین گے وہ خدا		اچھا تو اونکا سنتے ہی بیمار ہوگیا
برپا کسی سے حشر بھی کوئی نہ ہو سکا		دنیا مین ہم سے پہلے کوئی نوحہ گر نہ تھا
اے شعلہ ہمکو عرض جنون ہی تھا پسند		جنگل وگر نہ قیس کے باپا کا گھر نہ تھا
دلمین کی جسنے جگہ مجھسے وہ ٹیڑھا ہی رہا		گر رہا تیر بھی سینہ مین تو ٹیڑھا ہو کر
اس بحث ناصوابین کیونکر نہ جائے جان		مین دل کو آزماؤن مجھے آزمائے دل
عدو کو گالیان دیتے ہین وہ لیکن بعنبد ہشر		ہم اونکے منہہ کو تا ہمکو بھی دین دشنام تکتے ہین
رحمت سعی ہی بخشے کو یہہ اچھا ہے خیال		یعنے تھا ہمکو جو وہم خط تقدیر سو ہے
کیا جلد بر آتی ہے کماندار تمنا		کچھہ دلمین گذرتی ہی ترے تیر سے پہلے
شب بہر اس وہم نے بٹھا رکھا		میرے زانو پہ کوئی سوتا ہے

شکیبا غلام حسین دہلوی از تلامذہ میر تقی و شعراے پاے تخت

اکبر شاہ بود ہ

پر یہہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھگیا		نیم بسمل اوسنے گر چھوڑا شکیبا غم نہین

شمس میر آغا علی لکھنوی از شاگردان قاضی محمد صادق خان اختر است ہ

خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آہی جاتی ہے		بناوٹ کی نہین نازک اداان حسینو نمین

شمیم میر قدرت علی ابن میر انتظام علی سہسوانی مشق سخن از منشی صبا نمودہ گاہے گاہے با نامہ نگار بر مبخور د صلاح از ناصیہ اش می تراود ہ

شہراونکا نظر آتا ہے بیابان اونکا		اے جنون تو مجھے لیجائیگا اب ورکدہر
سارے عالم کے حسینونسے مین اچھا سمجھا		تہی یہہ قسمت کی برائی کہ تجھے او ظالم
جسنے دیکھا مجھے محروم تمنا سمجھا		نامرادی نہ چھپی پردۂ تصویر مین بہی

شورش غلام احمد نام فرزند محمد اکبر قبالہ نویس از شاگردان مومن خان ہ

ایمان نہ کھونا کسی مایوس کرم کا		نامہ جو بنالائے ہی قاصد تو صنم کا
بس وہین رونیکا ہوجائے بہانا مجھکو		چشم عاشق ہی جو دریا کو کوئی دی تشبیہہ

شہرت مرزا حاجی نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ از عبدالرحمن خان احسان کسب این فن نمودہ پس نسبت تلمذ بمیر ممنون درست کرد پس از حضرت آزردہ باستفاضہ پرداخت ہ

نکلا اک جام کی قیمت بہی نہ ایمان اپنا		ہم بڑی چیز سمجھتے تہے یہ میخانے مین
ہماری جان کو اک یہہ بہی آسمان ہوتا		غبار اوٹھا نہ ترے دلسے ورنہ ای ظالم
حشر کا دن شب غم کے بہی برابر نہوا		ہائے جی بہر کے وہ دیدار میسر نہوا
مطلب نہین مراد نہین مدعا نہین		یون بیٹھتے ہو جیسے کسیکو کسی سے کچھ

یہہ تو خبر نہین ہی کہ کیا حال ہی پر آج		شہرت کا بار بار ہے آتا جگر پہ ہاتھ

شہیدی منشی کرامت علی خان ولد عبدالرسول خان از باشندگان لکھنؤ وازشاگردان مصحفی ونصیر دہلوی بود از عروض وحساب بہرۂ وافر داشت بیشتر در پنجاب وگجرات بسر بردہ بہ دہلی نیز رفتہ وبہ بھوپال ہم آمدہ در ۱۲۵۵ھ بہ حجاز رخصت کشید بعد اداے حج ہنجار مدینہ پیش گرفت در اثناء راہ بیمار گشت ہمانا چارم صفر ۱۲۵۶ھ بود کہ بروضۂ مبارک نظر انداخت بہ علوی عالم شتافت دیوانے دارد بندہ دیدہ ام **ع**

قدر سب جاہنے والوںکی ترے دیکھہ چکے		خوار رہتا ہے یہ آنا تو پشیمان ہُیا
عام ہین اوسکے تو الطاف شہیدی سب پر		تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا
نئی باتین نئی گہاتین نئی چاہت نیا پیار		کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنا دل کا
شرم آتی ہی وگرنہ ان بتونکی ضد سے مین		جیتے جی اللہ سے اک حور جنت مانگتا
دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک		موت یہہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازان ہوگا
اے روز قیامت ادا اسکا ہی تجھے فرض		ہے تجھسے بڑی میری شب تار کئی دن
نزع کے وقت شہید یسے جو حسرت پوچھی		کیا ہی حسرت سے کہا کچھہ بجے مرغوب نہین
قیامت تک نہ بھولونگا یہ احسان تیغ جاناکا		مرے زانو پہ زانو بے تکلف رات دہر بیٹھے
ناکامی جاوید کی ہم مانتے منت		افسوس شہیدی تری تربت نہین ملتی
وہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی	-	بن آئے کسی شخص پہ مرجاتے ہین کیسے

شہیر حافظ خان محمد خان خلف مولوی غلام محمد خان فرزند غلام حسین خان رامپوری موطن پدر بزرگوارش بعہدہ ہاے جلیلہ ممتاز بود وخود ش نیز از مدتے درین دیار باعزاز تمام بسر می برد وازسرکار فیض آثار خطاب افتخار الشعرا دارد بخدمت میرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب مدتے مشق سخن بجا آوردہ در

پارسی او ستاد قیامت کار است توجه او بریختہ معطوف نیست بلکہ ازان روز که پاے اقامت بہ بھوپال افشردہ است گاہے اتفاق ریختہ سرائی نیفتاد ازینجا کہ بریک دو بیت اقتصار رفتہ است و درین نامہ ثبت گشتہ و این بیتہا نیز کہ از افکار دیرینۂ اوست در انتشار کلام بسمع محرر سطور رسیدہ است دانی کہ برین قدر در وصف وے اکتفا کردیم چرا کردیم دو سبب دارد یکے آنکہ شیوہ ما اختصار است خیر الکلام ما قل و دل دیگر آنکہ وے او ستاد منست روش سخنوری از و آموختہ ام و آنچہ یافتہ ام از فیض او یافتہ ام اگر در ستایش گفتارش آنچہ واقعی ست تحریر کنم از ارباب مطالعہ کمتر بودہ باشند کہ گمان مبالغہ نبرند کہ سخن شناس و ادا فہم کمیاب است معہذا مجموعۂ غزلیات و قصائد وے کہ در پارسی زبانست ببین کہ گواہ حسن طبیعت اوست ؎

پوچھو نہ اہل عشق کو کیا ہین کہانکے ہین	اچھے ہین جسطرح کے ہین جو ہین جہانکے ہین
کوئی سبب او نکی وحشت دلکا علاج ہو	اک ہم اگر نہین نہ سہی مدعی سہی
ہین نامدار ہجر و عدو کامگار وصل	دہ کام کر گیا ہے تو مین نام کر گیا
بزم جانان مین جو جاتا ہون تو فرماتے ہین	ایک یہہ بھی ہے ایام کی شامت آئے
غیر تنہا بد مست ہے ہم کامیاب	یار بھی قسمت سے اچھے پڑ رہے

شیدا میر جعبو جان در ایام شباب ازین خاکدان رحلت کرد از تلامذۂ مومن خان بود با حضرت شیفتہ نرد مودت میباخت ؎

نا شکر ہم نہین ہین ادہر کو نگاہ ہے	پر وہ نگاہ جس سے عنایت عیان نہین
دریا ہین کہین مژگان بھی تر نہو	مرجائے کوئی اور کسیکو خبر نہو
وہ دشمنی ہین پور کہون یہہ بات بھی نہین	کہتے ہین زہر دیکے الہی اثر نہو

شیفتہ نواب مصطفےٰ خان بہادر فرزند عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب

مرتضی خان بہادر مظفر جنگ ترجمہ حافظہ اش از تذکرہ شمع انجمن و صبح گلشن

در باب آنچہ مناسب اینجاست پیشکش نظر ارباب مذاق است حضرت شیفتہ از
آوان صبا بمشق سخن مصروف بود و عمرے درین شغل بسر بُرد و در مراتب نظم و نثر
ادائے خاص دارد و بہر دو زبان ریختہ و پارسی سحرے کہ می طرازد از من پرس
کہ مدتے بروش او حرف گزاردہ ام و فیضی کہ صفت او معنوی افتد یافتہ ام
سبحان اللہ سخن از کجا بہ کجا کشید قصہ مختصر کنم وے در ریختہ شیفتہ تخلص
میکند و در پارسی حسرتی و از تلامذہ حکیم مومن خان کسے ہمچاہ او برنخاستہ میرزا
نوشہ و حضرت آزردہ را با وے مودتے کہ درمیان بود نتوان گفت و در العہد
کہ پدر بزرگوارم بدہلی رفتند و از حضرت آزردہ اکتساب علم میکردند با جناب شیفتہ
ربطے خاص داشتند توفی رحمۃ اللہ تعالیٰ فی سنۃ ستۃ وثمانین
ومائتین والف الہجریۃ درین نزدیکی مہرورز لطف گستر نواب مرزا خان داغ
بطلب نامہ نگار دیوان ریختہ حضرت شیفتہ روان داشتہ و ممنون لطف ساختہ
از جاے چند انتخاب کردہ آمد ہ

اے مرگ آکہ میری بھی رہجائے آبرو
رکھا ہے اوسنے سوگ عدو کی وفات کا

ندیا ہائے مجھے لذت آزار نے چین
دل ہوا رنج سے خالی بھی تو جی بھر آیا

میری ناکامی سے فلک کو حصول
کام ہے یہہ اوسی ستمگر کا

گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے
دیکھا اثر یہہ نالۂ بے اختیار کا

خوبی بخت کہ پیمان عدو
اوسکو ہنگام قسم یاد آیا

کسلئے لطف کی باتین ہین پھر
کیا کوئی اور ستم یاد آیا

ہائے اوس برق جہان سوز پہ آنا دلکا
سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دلکا

ہی ترا سلسلۂ زلف بھی کتنا دل بند
پھنسنے سے پہلے بھی مشکل تہا چھٹانا دلکا

کہتا تہا وقت نزع کے ہر اک سے شیفتہ
دینا کسیکو دل تو وفادار دیکہکر

کہتے ہین بیوفا مجہے ہین نے جو یہہ کہا
مرتے رہینگے تم ہی یہ جیتے ہین جب تلک

ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بے طلب
پہنچا دو یہہ پیام اجل جان طلب تلک

یان عجز بے ریا ہی نہ وان ناز دلفریب
شکر بجا رہا گلہ بے سبب تلک

ہین جان بلب کسی کی اشارت کی دیر ہی
دیکہے ہے اوس نگہ کو قضا اور قضا کو ہم

اے جوش رشک تب عدو ابتو مت اوٹہا
بیٹہے ہین دیکہہ بزم مین کس التجا سے ہم

طوفان نوح لانے سے اے چشم فایدہ
دو اشک بہی بہت ہین اگر کچہہ اثر کرین

کچہہ اور بیدلی کے سوا آرزو نہین
اے دل یہہ یاد رکہیو کہ ہم ہین تو تو نہین

سحر اونکو ارادہ ہے سفر کا
قیامت آنے مین شب درمیان ہے

جس لب کے بوسے غیر لے اوس لب سے شیفتہ
کمبخت گالیان بہی نہین تیرے واسطے

بزم دنیا مین ہی دو شخص کو کب عیش نصیب
سو تجہی کو رہے مجہکو تو یہہ غم ہی بس ہے

اے عدو کسلیے نازان ہی سمجہہ تو آخر
جس سے ہم خوار ہوئے ہین یہہ وہی عزت ہے

اے جان لب پر آکے ٹہرنے سے فایدہ
رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے

صاد مہملہ

صابر مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت بہادر نسبش تا جہاندار شاہ بادشاہ دہلی میرسد از تلامذہ عبد الرحمن خان احسان و مولوی صہبائی علیہ الرحمہ بود تذکرۂ گلستان سخن بنام او شہرت دارد از گلستان سخن انتخاب اشعار کردہ آمد و درین نامہ نگارش یافت ہ

محفل مین ہین تو اوس لب میگونکے ساتہ
نام شراب لے کے گنہگار ہوگیا

ہے نگاہِ آشنا کو ہر جگہہ جلوہ سے ربط
دیر بھی کعبہ تھا جب مین ناصیہ فرسا ہوا

ہماری خاک مین آتی کہان رسائی ہے
نہ جانین دلمین ترے کسطرح غبار آیا

وہ ہی بت قاتل ہی جسکو عمر بھر پوجا کئے
ڈر ہی منہہ کیا لیکے جاؤن داورِ محشر کے پاس

مرتا ہون قبر مین بھی اسی خوف سے کہ ہائے
پوشیدہ زیرِ خاک کہین آسمان نہو

مجھہ سے ہی چاہتا ہی وہ ہر ہر ستم کی داد
سمجھا ہی اپنے ظلم کا اک قدردان مجھے

ظالم جفاکشی کی ہوس تو نکال لون
تجھسا ستم شعار ملیگا کہان مجھے

مرگِ شبِ وصال کی خوبی ہی ورنہ غیر
رکھتا نہ گھر مین تا بہ سحر میہمان مجھے

صادق میر جعفر علی خان دہلوی از تالیفات اوست بہارستان جعفری ؎

شرم سے نام وہ نہین لیتا
پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صبا میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی از تلامذۂ خواجہ آتش بود دیوانے دارد در ۱۲۷۱ درگذشت در سخن سنجان لکھنؤ غنیمت است ؎

کیا بنایا ہے بتون نے مجھکو
نام رکھا ہے مسلمان میرا

کوچۂ عشق کی راہین کوئی ہمسے پوچھے
خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

صبا منولال لکھنوی از شاگردان مصحفی ؎

چرخ کو کب یہ سلیقہ تہا ستمگاری مین
کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری مین

صبا منشی محمد صابر حسین فرزند منشی احتشام الدین محمد سہسوانی از چند ماہ پایۂ اقامت در بھوپال افشردہ در پارسی از مولوی نجف علی خان صاحب سفر ننگ دسانیر نسبت تلمذ دارد و در ریختہ زانوے تلمذ پیش مولوی محمد ایوب خان گلشن تخلص رامپوری تہ کردہ و چندے بخدمت برادر بزرگوار خود منشی محمد انوار حسین تسلیم مشق سخن نمودہ سپس بزور طبیعت خدا داد ترقی فن کردہ در معاصران خویش

ممتاز آمد در تاریخگوئی محسود روزگار است ہرچند در رامپور از کاملان این فنون موجود بودند لیکن میگویند کہ بمقابلہ تاریخگوئی و صنعت نگاری وے انگشت حیرت بدندان و از مقابلہ پشیمان امروز انچہ در ملک اوست غزلے چند است کہ در مشاعرہ تکلیفش دادہ اند و پیوند محبت او با نامہ نگار خیلے استحکام دارد از مغتنمات دوران است از تالیفات اوست مثنوی شوکت خسروی بیرد از سکندر نامہ در ستایش والی رامپور و لسان العجم در فن لغت و سراپاے سخن در مصطلحات

ص

جگر کو دلکو دونون کو برابر تول کہا ہی
اوسے غم دوست ٹھیراؤن تو یہ درد آشنا ٹھیرے

کوئی ارمان نہ باقی دلِ پر غم مین رہے
تم ذرا پاس سے کہدو مرے ماتم مین رہے

نہ رہے عاشقِ غم دوست الٰہی دل شاد
عیش کا نٹا سا کھٹکتا دلِ پر غم مین رہے

درد ہو جائے محبت تری آنسو ہو جائے
گھر کرے دلمین مرے دیدۂ پر نم مین رہے

بہلا ہو خیر کی ہمت رہی میخانے والے مین
فقیرِ مست کو ملجائے چلو بھر پیالے مین

ہر اک جا پر بنا ہی نام اونکے خالِ مشکین کا
سویدا دلمین پتلی آنکھہ مین ہی داغ لالے مین

اغیار سے خالی ہو شبِ وصل کی خلوت
اندیشہ نہ دلمین ہو نہ آنکھونمین حیا ہو

چٹکی کوئی خاکِ قدمِ یار کی دیدو
چلتا ہوا نسخہ ہو تو عاشق کی دوا ہو

ملجائے فقیر و نسے بہی آنکہ ای شہِ خوبی
ہو خیر تری شرم کی چتون کا بہلا ہو

ناتوانی مین لاغری مین مرے
کچھہ پتے ہین تری نزاکت کے

مردہ دل ہون شکستہ خاطر ہون
ہین نشان مجھہ مین ٹوٹی تربت کے

چھوڑ کر وعظ میکدے کو چلو
یہہ بہی سن لینگے وقت فرصت کے

کون ہے کسکو کوستے ہو آج
مر چکے ہین صبا تو مدت کے

کیا خط کا جواب خیر ہوئی
بچ گیا ناک کان سے قاصد

ہوئے ہین کشتہ حسرت کے دشمن دوستدارون مین
قضا ہی نوحہ خوانون مین اجل ہی سوگوارون مین

تمکو آئینہ سے فرصت ہی نہین
کونسا وقت ہے تنہائی کا

دل جو قابو سے چلا نالۂ دل کہہ اوٹھے
ٹھیریئے ہم بھی تو اے بندہ نواز آتے ہین

اپنی اپنی ہے ادا ڈہنگ ہے اپنا اپنا
ہم وفا سے وہ جفا سے کہین باز آتے ہین

ہائے وہ اوسکا شب وصل بگڑ کر کہنا
پیش جہان سے یون ہی بندہ نواز آتے ہین

شکل درد اوٹھتے ہین گر پڑتے ہین آنسو ہو کر
تیرے کوچہ مین جو ارباب نیاز آتے ہین

کھینچتے ہی اون کی ابرو کی شبیہہ
کھچ گئی ہے مانی و بہزاد مین

ہم ندیدے کیا کہین لطفِ چمن
آنکھہ کہولی خانۂ صیاد مین

کسکے آنے سے یہہ شادی مرگ ہے
ملگیا شیون مبارکباد مین

تم نہ آئے تو بھی اک جلسہ رہا
کٹ گئی شب نالہ و فریاد مین

کہتے ہین ضد سے کرینگے اور ظلم
دیکھین کیا کیا ہین اثر فریاد مین

دل ہی اب پہلو تہی کرنے لگا
ہوگیا تمسا تمہاری یاد مین

داد خواہی کون محشر مین کرے
ہے مزہ سبکو تری بیداد مین

صفا مرزا سعید الدین کہین برادر مرزا رحیم الدین حیا و ہم شاگرد اوست

پوچھتے ہین کہ کہان بستے ہو اور جاتی ہین
کہ بجز دشت ٹہکانا نہین دیوانون کا

گھر مین بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتی منہہ سے
کون ٹکرائے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفا پیرن شاہ فرزند رتن شاہ دہلوی رح تلمیذ ذوق دہلوی ست

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا
یہہ خرابی ہے منہہ لگانے مین

صفدر صفدر بیگ خلف حیدر بیگ از سکنائے کرنال ست

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس
اب تلک تم مری عادت سے خبردار نہین

صفدری میر صادق علی کہین برادر میر نظام الدین ممنون کافرے بیگناہش

ازہم گذرانید ع این ماتم سخت است کہ گویند جوان مُرد

نہیں معلوم دلمیں صفدری کے درد کیسا ہے	کہ ہر دم ہاتھہ سینہ پر وہ بیتابانہ رکھتے ہیں
صفدری قدکو کہیں اوسکے کہا تہا گل سرو	سیدہی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو

صفیر میان جان دہلوی از تلامذہ مومن خان

کہتے ہو جان جائے تری اور تمہیں ہو جان	ہے ہے خدا نخواستہ یہہ تمنے کیا کہا
ہوا ہو سہو تو پھر خوب یاد کر لیجے	کہ رہ نجائے کوئی جور امتحان کے لیے

ضاد معجمہ

ضابط مہر علی موطنش دہلی ست

حشر میں خاک سے سب لوگ تو نکلے لیکن	قبر عاشق سے جو دیکہا تو دہوان سا نکلا
نام کی تو شرم کر ضابط خدا کیواسطے	یہہ ترا گریہ تجھے آخر بہا لیجائیگا

ضاحک میر غلام حسین پسر میر عزیز اللہ دہلوی

کیا دیجئے اصلاح خدائی کو ولیکن	کافی تہا ترا حسن اگر ماہ نہ ہوتا

ضیا میر ضیاء الدین دہلوی در عظیم آباد پاے اقامت افشردہ در سنہ ۱۱۹۴ھ یا سنہ ۱۱۹۶ھ آنجہانی شد از شعرائے نامی ست

نے دل جلا ہون آہ نہ میں سینہ تفتہ ہون	میں داغ یاس و حسرت یاران رفتہ ہون

طاء مہملہ

طالب مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین خان

ثاقب از تلامذهٔ میرزا غالب است گویند امروز مشورهٔ سخن با مولوی الطاف حسین حالی میکند ؎

وہ جب کرتے ہین طالب عدہ رہتا ہی نیا جھگڑا	ہمیشہ آس مین اور یاس مین اور شوق حرمان مین
درسے اوسکے اوٹھے اوٹھائے ہوئے	ناتوانی ذرا سنبھال ہمین

طرب مولوی رحیم بخش نواسہ شیخ نور محمد قادری تھانیسری رح استفاضۂ علمی از مولوی صہبائی نمودہ و اصلاح شعر از مولوی عبد الکریم سوز گرفتہ ؎

بہت ہی ملتی ہی اسکی طرب سے کچھ صورت	موا پڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا
اور ملتا ہی نہین مجھکو ٹھکانا کوئی	پھر پھر اکر ترے دروازہ پہ آجاتا ہون
کیون کیا ترک ملاقات کو رفتہ رفتہ	یون ہی کہدو کہ ترے ملنے سے ہی عار مجھے

طرز احمد حسین دہلوی از شاگردان مرزا قیصر ؎

پڑی ہین حسرتین خون گشتہ لاکھون	مرے مدفن سے اوسکی رہگذر تک
اتنا تو صبر دے ہمین یارب کہ ہجر وصل	جلدی کرین نہ اوس صحبت دیر آشنا سے ہم
ابکے ملجائے وہ تو کام نہین	اگلی پچھلی حکایتون سے ہمین

ظای معجمہ

ظفر ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی احوال و اوصافش از بیان مستغنی ست در اکثر خطوط دستی توانا داشت سخن بر شاہ نصیر دہلوی میگذرانید سپس نسبت تلمذ بخاقانی ہند ذوق درست کرد بعد وفات ذوق خدمت اوستادی بہ میرزا غالب متعلق گشت دے را چہار دیوانست فرصت کجا کہ بانتخاب آنہا پردازیم این بیتے چند ست کہ از تذکرہ چند بر داشتیم خدایش بیامرزاد خیلے خوش گفتہ ؎

جو دیکھوں بزم میں اوس شوخ جنگجو کیطرف
چھری کو دیکھکے دیکھے مرے گلو کیطرف

ہمارے آگے ہی ذکر اگلے دوستداروں کا
پرانے مردوں کی وہ ہڈیاں اوکھاڑتے ہیں

جنوں میں کیا مری پیوند پیرہن میں لگے
کہ ایک تار بھی چھوڑا ہو تو کفن میں لگے

کبھی تو آؤ ہمارے گھر میں سنو ہماری بھی چار باتیں
عجب ہے شکوہ رقیب کا یہاں ہزار منہہ میں ہزار باتیں

ہم تو انکے دلکو جذب دل سے کھینچے جائینگے
پر پڑے پتھر ہیں یہہ مشکل سے کھینچے جائینگے

نہ پہونچا کوئی اپنے پاس پہونچا جبکہ وقت اپنا
اجل کو آفریں ہی وقت پر پہونچی تو یہہ پہونچی

ہمیشہ رہتے ہیں اونکی مصاحبت میں ہمی
ظفر ملاتے ہیں جو ہاں سے ہاں نہیں سے نہیں

ہمکو کیا کام ہی ہم کون شکایت والے
کچھہ کہیں یا نہ کہیں آپکی صحبت والے

قیمت جنس دل اپنی میں کہوں کیا تم سے
پوچھو کیا دیتے ہیں بازار محبت والے

لے دونگا اپنی جان تلک بیچکر تمہیں
اے نالو ہاتھہ آئے بقیمت اگر تو لو

ابتو خط میں نے لکھا تمکو ہوئی مجھسے خطا
پھر نہیں لکھنے کا کہیئے تو مچلکا لکھدوں

قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو
اے بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو

نہ دیا بوسہ نہ منہہ تمنے لگایا منہہ سے
آپ کہتے رہے یوں ہی ہیں کیا کیا منہہ سے

اوسکو دوست سمجھتے ہیں وہ جو کچھہ نہ کہے
کرے جو اونسے جواب وسوال دشمن ہے

میں جو کہتا ہوں بیوفا ہے رقیب
وہ مجھے کہتے ہیں کہ تو کیا ہے

ظہیر سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا کی دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ از شاگردان ذوق دہلوی بود

مانا کہ تم سے دل نہیں ملتا نہیں ملے
کیا مجھہ سے خاک میں بھی ملایا نہ جائیگا

کوے دشمن سے گذرنا کیا تھا
اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

عین مہملہ

عارف میر عارف علی از باشندگان امروھہ وشاگردان مصحفی از عروض وقافیہ خیلے آگاہ بود آخرالایام در مرادآباد طرح سکونت ریختہ وترک شعروشاعری گفتہ تدارک خلق اللہ پیش گرفتہ **ہ**

رات ساری مجھے دونوں کی تسلی مین کٹی / ہاتھہ دلبر سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا

عارف نواب زین العابدین خان خلف نواب غلام حسین مسرور تخلص از جرعہ نوشان سرچشمۂ فیض میرزا غالب بود دیوانے دارد در سنہ ۱۲۶۸ اجلش در رسید از گفتار وے می تراود کہ دستگاہے بلند درین فن داشتہ **ہ**

ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب کی تھی یارب / سکھایا ہے اوسے چلنا اوٹھا کر جسنے دامانکا

شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا جا نہین پاتی / دشوار ہے آنا تری آنکھون مین حیا کا

سخت شرمائے ہین اتنا نہ سمجھتا تھا انہین / چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بیجا کرتا

دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان / اب مانتا ہے کون برا میری بات کا

مفلسونکو تو ہے مرنا بھی جدائی مین محال / کہائینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا

امتحانا وہ مرض کام سے کرتے ہین علاج / یہہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین

غصہ مین اونکو کچھہ نرہا تن بدن کا ہوش / کیا لطف ہم نے شکوا وٹھائے عتاب مین

دیکھا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب / لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین

نہ تو روزن کوئی سینہ مین نہ پہلو مین شگاف / دل سے ارمان بھرے نکلے تو کیونکر نکلے

بیکسی مین مجھے ہوتی ہے غنیمت وہ بھی / کوئی جس وقت مرے سر پہ بلا آتی ہے

کس تعجب سے اوسے غور سے ہم سنتے ہین / کہین آپس مین اگر ذکر وفا آتا ہے

عرشی میر احمد حسن برادر کلان پدر عالی گہر ہست در شباب از جہان رفت و کان ذالک فی ۱۲۷۲ھ گفتار خویش بر میرزا غالب میگزرانید در قصیدہ گوید ؎

مغلوب ہین سب اہل زبان میرے سخن سے
ہون زلہ ربا غالبِ اعجاز رقم کا

و بر ہر صنف از اصناف سخن قدرتی داشت و در ہر سہ زبان تازی و پارسی و ریختہ حرف می زد قوت طبع و جودت ذہن کہ اورا بود کمتر از کسے بر فراز پیدا ئی آید کلام پاکیزہ اش بیشتر صنائع شد آنچہ ما یافتہ ایم بنا بر ضابطہ بیتے چند ازان می آریم ؎

مجھے خوشی ہے ترے عشوہ ہائے پیہم کی
رہے نہ کوئی ستم عذرِ امتحان کیلئے

شعلۂ عشق وہ ہے جس سے زمانہ جلجائے
یون تو پتھر کے بھی سینہ مین شرر ہوتا ہے

جولان کہان نہ کیجئے گر لامکان نہو
ہمت کسے دکہائیے گر آسمان نہو

اے وضع احتیاط یہہ فصلِ بہار ہے
گلبانگ شوق زمزمہ خیز فغان نہو

اتنی ہی آرزو ہے ہمین تجھسے اے فلک
یہہ اونکی اک نہین بھی نہووے جو ہان نہو

حاضر ہون آج مجمع دیوان عام مین
پھر کچھہ کسیکو حوصلۂ امتحان نہو

کیا اک بات مین جامہ سے باہر
شب وصل اوس نے جب مجھہ سے حیا کی

خود آرائی نچھوڑینگے یہہ کافر
خدائی یون تو بر حق ہے خدا کی

سنتا ہی نہین کوئی مرے دردِ نہان کو
قلقل نہین کہتا کبھی مینا مرے آگے

سحر جو مینے کہا ہو قصورِ شب کا معاف
تو ہنسکے بولے کہ چل دور ہو ہوا سو ہوا

عرشی منشی عبد الحی خلف منشی رسول بخش از اہالی کاکوری ؎

مجھے یاد آگئی صبح شبِ وصل
بہت کچھہ دہوم تھی روزِ جزا کی

تبسم سے تمہارے بلبلو نمین
ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی

عزیز مولوی عبد العزیز خلف مولوی صہبائی کتب درسیہ بخدمت پدر بزرگوارش

گذرانیدہ طبع ہموارہ داشتہ ؎

خدانخواستہ کیا ہمکواس سے تہا انکار	عزیز کعبہ اگر کوچہ بتان ہو تا
ساقی چلے ہے بزم مین کسکا جگر کہ آج	ہر سو روان ہے قافلہ بوے کباب کا
خرام ناز مبارک تجہے ولے اے برق	خیال رکہیو ہمارے بہی آشیانے کا
یاد کرتے ہو مجہے گرچہ بُری طرحسے پر	مین اسی بوجہ سے احسانکے دبا جاتا ہون

عزیز محمد عبدالعزیز ابن شیخ مخدوم بخش انصاری خیرآبادی نواسۂ منشی عبدالکریم میرمنشی ریاست بھوپال از شاگردان استادی افتخار الشعرا شہیر است ودر پارسی نیز سخن میگزارد ؎

بوسہ تم غیر کو دو غیر تمہین پیار کرے	منہہ کو بیٹہا مین تکون ہائے ری حسرت مری
آج ہوتی ہے بیکسی بیکس	تیرا بیمار ہجر مرتا ہے

عشق شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ گہسیٹا نبیرۂ شاہ فرہاد معاصر سودا در عظیم آباد سکونت ورزیدہ بوقار بسر برد دیوانے دارد ؎

تیر کے نام پر تڑپتا ہے	اسطرح کا کہین جگر دیکہا

عشق حکیم میر عزت اللہ خان خلف حکیم قدرت اللہ خان قاسم از تلامذۂ ثناء اللہ خان فراق واز پدر خود نیز مستفید بود دیوانے دارد ؎

تم غیر کے گہر بیٹہہ کے دل شاد کروگے	ہم کون ہین صاحب ہمین کیون یاد کروگے

عشق شیخ غلام محی الدین از سکنائے میرٹھ مبتلا ہم تخلص میکرد دیوانے دارد ؎

کہے ہے سن کے وہ یون مبتلا کے قصہ کو	کہ خواب ناز کو تازہ یہہ اک فسانہ ہوا

غین معجمہ

غالب فخر عرفی و غیرت طالب میرزا نوشہ اسد اللہ خان المخاطب بہ نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ بہادر افراسیابی دودمان اکبرآبادی مولد دہلوی مسکن لفظ غریب تاریخ ولادت اوست و وفاتش در ۱۲۸۵ھ واقع شدہ از تالیفات اوست
پنج آہنگ دستنبوے و مہر نیمروز و قاطع برہان در پارسی زبان دیوانے دارد مجموع ابیاتش دہ ہزار و چار صد و بست و چہار است در اوائل بروش میرزا بیدل حرف میزد آخر الامر اندازے دیگر مطبوع ابداع نمودہ و دیوانے کہ در ریختہ است فراوان ابیات ازان ساقط کردہ قدر قلیلے انتخاب زدہ است اولا اسد تخلص میکرد چنانچہ در بعضے مقاطع غزلیات ہنوز موجود است مدت مشق وے پنجاہ سال است در پارسی پایہ اش از فحول اساتذہ کم نیست و در ریختہ ہمرتبہ اش بسیار اگر کسے ست اگر حدیقۂ نظم را نوبہارست در عرصہ نثر نیز مرد کارست قدرتے کہ بر جمیع اصناف سخن او راست نتوان گفت نمی بینی کہ توجہ بعضے سخنوران ہمہ بغزل معطوفست و جز غزل نغمۂ دیگر نمی توانستند سرودن و راس المال برخے ہمہ قصیدہ است و جز قصیدہ ترانۂ دیگر از ایشان نتوان شنودن و علی ہذا القیاس غالب سخنوریست کہ اگر زمین غزل است بآسمان بردۂ اوست و اگر عرصہ مثنوی ست پامال کردۂ او چگامہ اش بقصیدہ عرفی ہمپایہ است و چامہ اش چون غزل نظیری گرانمایہ و شگرف تر آنکہ وے بہر وادی کہ قدم میکشود بسرعت تمام می پیمود و با اینہمہ فروغ مضامین و چستی ترکیب و شوکت الفاظ و رنگینی معنی و متانت بیان و شستگی زبان کہ از شعر اکمتر کسے را بالقوہ میسر بود بالفعل نصیب او بود آنچہ بہ نسبت دیگران مبالغہ اش نامند درینجا نفس الامر شمر خواستند انصاف بالاے طاعتست اگر بہ پیشینیان ہمسرش نگوئیم کہ الفضل للمتقدمین دیوانہ ئیم کہ پسترش از ایشان پنداریم و با کمال سخنوری

کمال سخن فہمی داشت وچنانکہ می شاید لطف شعر می برداشت حضرت شیفتہ می نگارد وے مضامین شعری را کما ہو حقہ می فہمد و بجمیع نکات و لطائف پی میبرد و این فضیلتے ست کہ مخصوص بعض اہل سخن ست اگر طبع سخن شناس داری باین نکتہ برسی چہ خوش فکر اگرچہ کمیابست اما خوش فہم کمیابتر خوشا حال شخصے کہ از ہر دو شربے یافتہ وحظے ربودہ انتہے بنا بر ضابطۂ شعری چند ثبت میشود ورنہ دیوانش ہمہ نقطۂ انتخاب است ؎

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن اسد
سرگشتۂ خمار رسوم و قیود تھا

جاتی ہے کشمکش کوئی اندوہ و درد کی
دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تہا

مین نے چاہا تہا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون
وہ ستمگر مرے مرنے پہ بہی راضی نہوا

گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانہ کی
در و دیوار سے ٹپکے ہے بیابان ہونا

کی مرے قتل کے بعد اوس نے جفا سے توبہ
ہائے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

آئینہ دیکھہ اپنا سا منہہ لیکے رہ گئے
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تہا

غم فراق مین تکلیف سیر گل مت دو
مجھے دماغ نہین خندہ ہاے بیجا کا

واے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہو
اب تلک تو یہہ توقع ہے کہ وہان ہوجائیگا

اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا
غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھہ پر ہوا

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھہ کے گھر یاد آیا

رشک کہتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا

نظر مین کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی
ہمیشہ روتے ہین ہم دیکھکر در و دیوار

اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا تہا
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

گرنی تہی ہم پہ برق تجلی نہ طور پر
دیتے ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر

مرگیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہے ہے
بیٹھنا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس

وہ حلقہ ہاے زلف کمین مین ہین اے خدا
رکھہ لیجو میرے دعوی وارستگی کی شرم

لون وام بخت خفتہ سی اک خواب خوش ولے
مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین
ترے سرو قامت سے اک قد آدم
کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ
مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیئے غیر سے تہی
قیامت ہی کہ سن لیلی کا دشت قیس مین آنا
اہل تدبیر کی واماندگیان
تم وہ نازک کہ خموشی کو فغان کہتے ہو
عاشق ہوگئے ہین آپ بہی اک اور شخص پر
مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
رہے اوس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلف سے
مرے دلمین ہی غالب شوق وصل و شکوہ ہجران
غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
نقش کو اوسکے مصور پر بہی کیا کیا ناز ہین
غم دنیا سے گر پائی بہی فرصت سر اوٹہانیکی
اوگ رہا ہی در و دیوار سے سبزہ غالب
بس ہجوم ناامیدی خاک مین ملجائیگی
نظارہ نے بہی کام کیا وان نقاب کا
پھر اوسی بیوفا پہ مرتے ہین
نے مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال
دے مجھکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر

غالب یہہ خوف ہی کہ کہانسے ادا کرون
ایک چکر ہے مرے پاؤن مین زنجیر نہین
قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہین
ہمسکو جینے کی بہی امید نہین
سنکے ستم ظریف نے مجھکو اوٹہادیا کہ یون
تعجب سے وہ بولا یون بہی ہوتا ہی زمانے مین
آبلون پر بہی حنا باندہتے ہین
ہم وہ عاجز کہ تغافل بہی ستم ہے ہمکو
آخر ستم کی کچہہ تو مکافات چاہیئے
اک گونہ بیخودی مجھے دنرات چاہیئے
تکلف برطرف تہا ایک انداز جنون وہ بہی
خدا وہ دن کرے جو اوس سے مین یہہ بہی کہون وہ بہی
گر حیا بہی اوسکو آتی ہی تو شرما جائے ہے
کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کہنچتا جائے ہی
فلک کا دیکہنا تقریب اوسکے یاد آنے کی
ہم بیابان مین ہین اور گہر مین بہار آئی ہے
یہہ جو اک لذت ہماری سعی لاحاصل مین ہے
مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی
پھر وہی زندگی ہماری ہے
مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے
کچہہ تجھکو مزا بہی مرے آزار مین آئے

اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور
منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید
وعدہ آپکا وفا کیجیے یہہ کیا انداز ہے
کبھی نیکی بھی اوسکے جی مین گر آجائے ہے مجھسے
گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے باایںہمہ
مین بلاتا تو ہون اوسکو مگر اے جذبۂ دل

دلمین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی
ناامیدی اوسکی دیکھا چاہیئے
تمنے کیون سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے
جفائین کرکے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھسے
ذکر میرا مجھسے بہتر ہے کہ اوس محفل مین ہے
اوسپہ بنجائے کچھہ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

غضنفر غضنفر علی خان نبیرۂ غلام حسین خان کڑوریہ لکھنوی از شاگردان جرات است حضرت شیفتہ می فرماید کہ ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از ہمہ شاگردانش ممتاز است و فقیر شعرے ندیدم کہ نظر بران این معنی باید پذیرفت الابیت اول بسیار مشابہ باندا ز اوستاد اوست و ہو ہذا ؎

کہتا تہا اس مریض کو کل وہ سنا سنا
کچھی دیکھی جو کل تصویر مجنون

کردے کوئی معاف کسی کا کہا سنا
تو گویا بیٹھے ہین بس ہو بہو ہم

غمگین میر عبد اللہ پسر میر حسین تسکین از شاہجہان آباد رخت بربست و نزد پدر خویش برامپور رفت و ہنجا قالب تہی کرد از نوجوانان بود ؎

آتے ذرا نہ اور تو مر ہی چکے تھے ہم
لگی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب
اب آیون ہی میرے سینہ سے لگجا
چاہیئے تہا کوئی مرنے کا بہانا دل کو

تم نے تو کہدیا کہ ہمین کچھہ خبر نہین
کچھہ اور دے مجھے مژگان خونفشانکے لئے
گرہ وا ہو چکی بند قبا کی
تم چلے روٹھہ کے اب دیکھئے کیا ہوتا ہے

الف ا ر

فاخر مرزا جھنگا قوم مغل از باشندگان دہلی ست

لب ہی تک آکے پھر گیا نالہ	ورنہ کیا جانے کیا سے کیا ہوتا
تھا دلین بوسہ سوتے مین لیجیے یہ کیا کہین	سو کے نصیب یہہ کہ وہ بیدار ہو گیا

فاخر منشی محمد فاخر حسین خلف منشی محمد احتشام الدین سہسوانی در اوائل اصلاح از مہین برادر خود منشی انوار حسین تسلیم میگرفت اکنون از منشی منیر اتفاق می افتد قانون شریعت محمدی او راست شنیدہ شد کہ دو دیوان ریختہ دارد و دیوان ثانی در یک قافیہ و ردیف است قریب یکہزار غزل دران بودہ باشد ست

شرط بوسون کی وہ اگر جیتے	فاخر اسمین بھی اپنی ہار نہین
آئینہ کہتا ہے فاخر دیکھکر میری طرف	کیونکر آجاتے ترا انداز حیرانی مجھے
مین تو روٹھا ہوا بیٹھا ہون مناتا ہو وہ شوخ	شکل ایسی کوئی تصویر مین بہزاد رہے

فدا مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر از شاگردان مولوی صہبائی ست

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یارب ورنہ مین	جب تلک پچکار ہونگا جی مرا گھبرائے گا

فدا فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل از سکنائے لکھنؤ اولاً در سلک تلامذہ میر ممنون منتظم بود عاقبت زانوے ادب پیش مصحفی تہ کرد از وست

نہین کہتا وہ قسم غیر کے گھر جانیکی	سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانیکی

فراق حکیم ثناء اللہ خان برادر زادہ ہدایت اللہ خان ہدایت از ارادتمندان خواجہ میر درد بود قدس سرہ و نیز نسبت تلمذ بایشان داشت دیوانے گذاشتہ از ریختہ گویان بود ست

چمن کی سیر کو آجاتے ہین کبھو گلچین	دماغ کسکو یہان آشیان بنانے کا
یہہ غم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد	ذرا بھی تمکو نہین کوئی منہ لگانے کا

دامن تلک گیا تھا کہیں اوسکے دست ہم	اللہ رے ناز کی وہیں جو لی سنک گئی
تم گالیاں جو دو تو میں چٹکی بھی کیا تلون	پیارے کسیکا ہاتھ کسی کی زبان چلی

فروغ محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا صابر او راست ۵

دل تو ہم دینگے اوس ستمگر کو	وہ بھی سمجھے اسے اگر اپنا
رنج دینے لگی وفا دل کو	اپنا انداز تو سکھا دل کو

فصیح مرزا جعفر علی مرثیہ گو خلف مرزا ہادی لکھنوی از تلامذہ شیخ ناسخ ۵

مجھہ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں	تم میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

فغان اشرف علی خان مخاطب بہ کوکل تاش خان کوکہ احمد شاہ بادشاہ ابن مرزا علیخان از باشندگان عظیم آباد و شاگردان علی قلی خان ندیم بود دیوانے دارد در ۱۱۸۶ھ جا بہ گزاشت ۵

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے	خفت ہوئی مجھے دلِ امید وار سے
ذکر کیوں غیر کا کرتے ہو فغاں کے آگے	انہیں باتوں سے یہہ کمبخت خفا ہوتا ہے
دل میں اوس شوخ کے ہو یاں وفا سو معلوم	کہنے سننے کے لئے بات بنا رکھی ہے

فیض میر فیض علی پسر میر تقی در سرکار وزیر الممالک با پدرش بسر می برد او راست ۵

گل کھا ہوئے تھے جنکے لئے جسم زار پر	دو پھول بھی نہ لاے کبھی وہ مزار پر

فیض مولوی فیض الحسن سہارنپوری حافظ کلام اللہ حاجی بیت اللہ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول در نظم عربی ید بیضا دارد و ہمپایہ او درین فن کسے نیست و احیاناً در پارسی و ریختہ ہم فکر مینماید و سحرطرازیہا بکار می برد از تصانیف اوست شواہد تفسیر بیضاوی و شواہد خمسہ و تذکرۂ صحابہ سفا و حاشیہ بر مشکوۃ و جلالین و حماسہ و کتابے در انساب و ایام عرب و تحفہ الصدیقیہ و از مثنویات معروفہ اوست

روضۂ فیض و چشمۂ فیض درین نزدیکی برحسب طلب نامہ گرد آوری بیتے چند کہ لطف داشت نگاشتہ می آید کلامش لطفیکہ دارد ستوان گفت ع

غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کہتے ہو	بُرا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا
گو وہ سنتے نہین پر ہم تو کسی حیلہ سے	ایک دو بات محبت کی سنا جاتے ہین
مرنے کے بعد فکر قیامت مخل ہے یا	سوئے سہی مگر نہ ملی واد خواب کی
پہلے بہی مدتون سے نہتی قدر و منزلت	پر شب کی نشتون نے ڈبو دی رہی سہی
تہے اپنی زندگی سے میان فیض سخت تنگ	آخر یہہ سن لیا کہ وہ کچہہ کہاکے مرگئے

القاف

قابل مرزا علی بخش از دودۂ تیمور و تلامذۂ شیخ ابراہیم ذوق بود ع

کیا جو قتل مجھے تونے آج خوب کیا	کہ مین عذاب سے چہوٹا تجھے ثواب ہوا
احوال گریہ سنکے مرا یار نے کہا	اے لو ابہی سے عشق مین اس نے تو رو دیا

قاسم سید قاسم علی خان نواسہ عطا حسین خان تحسین صاحب نو طرز مرصع کہ مخاطب بمرصع رقم بودہ از باشندگان لکہنو ست در موسیقی دستگاہے داشت ع

جو ہان ہوئی تو جئین گے نہین تو جانگی	ہماری زیست و مرگ آپکی زبان مین ہے

قاسم حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی تلمیذ ہدایت اللہ خان ہدایت از مریدان حضرت مولانا فخر الدین بود قدس سرہ در ۱۲۳۶ھ وفات یافت دیوانے دارد و تذکرہ کہ دران کلام ارباب ریختہ فراہم آوردہ ع

قاسم کے ساتھ بادہ خوری تہی تمام شب	اور نام سے ہے اوسکے تجاہل علے الصباح

دشنام دے مناتے ہو روٹھے کو آن مین
کیا جانے کیا فسون ہے تمہاری زبان مین

تفصیل سے کہہ قاسم حال دل دیوانہ
ہم سے نہ چھپا ظالم ہم یار ہین یار ونکے

کہا مان قاسم نہ روک آنسووں کو
یہہ لڑکے ہین ناحق گلو گیر ہون گے

قایم شیخ قیام الدین از باشندگان چاندپور متعلق سنبھل مراد آباد و ارشد شاگردان سودا و تلمیذ میر درد ہم او را نوشتہ اند در سنہ ۱۲۱۰ھ داعی اجل را لبیک اجابت گفت دیوانے دارد و تذکرہ شعرا ریختہ ہم او راست حضرت شیفتہ میفرمایند انچہ بعض ناشناسان سخن بمکانت سودا می شمارندش حرف در دیوانگی شان از جنون ست از بہرہ اندوزان دانش نیاید پستی زمین را با فراز فلک یکے دانستن و ارباب بصیرت چشم از حق نتوانند بست چگونہ ذرہ را آفتاب می توان گفتن بہرحال قایم در سخن رنگے بے دلپسند دارد گو بپایہ سودا مباش احاطہ بر اصناف سخن او را میسر است لاسیما در قطعات و رباعیات مضامینے کہ دلالت بر شوخی فکرش کند از طبعش تراویدہ انتہی از گفتار پاکیزہ اوست

قسمت کو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہان کمند
دو چار ہاتھہ جبکہ لب بام رہ گیا

غیر سے ملنا تمہارا سنکے گو ہم چپ رہے
پر سنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا

تا بہ فلک نالہ تو پہونچا تھا رات
مین ہی کچھہ اللہ کا ڈر کر گیا

کوچہ گردی دل مجنون نے مری کی ایجاد
مبتذل جانکے ڈھب بادیہ پیمائی کا

معاملہ ہی یہہ دل کا اسے کہے گا وہ کیا
پیا سبر کے ہمین ساتھہ آپ جاتا تھا

ہر دم آنے سے مین بھی ہون نادم
کیا کرون پہ رہا نہین جاتا

ظالم تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر
روٹھا تھا آپ ہی تجھسے مین اور آپ ہی من گیا

ہنسنے کا یار یہہ بھی کوئی طور ہے کہ آج
قایم نے تیرے ہاتھہ سے گھبراکے رو دیا

گر زیست ہے تو تجھہ تلک تو پھر گیا
صدقے ترے مرہی جاینگے ہم

دو جہان بھی ملین تو بس ہے ہمین
یان کچھ اتنی تو احتیاج نہین

مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قایم لیکن
بے طلب اب بھی جو ملجاتے تو انکار نہین

قایم اور تجھ سے طلب بوسہ کی کیونکر کہیئے
یون وہ نادان ہی پر اتنا تو بد آموز نہین

اتنا تو ہون ذلیل جو پوچھے ہے یہہ کوئی
تو چاہتا ہے اوسکو تو کہتا ہون مین نہین

سنگ کو آب کرین پل مین ہماری باتین
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو

ہان وہ تو آدمی ہین کہ جنسے تمہین ہی ربط
کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کو

قایم کو اپنی بزم سے جانے نہ دے کہ یار
ہے کیا برا جو مفت مین اک شعر خوان رہے

خدا نہ کردہ اوسے غیر سے تو کیا سروکار
تہی ایک بات ہمارے ہی یہہ جلانے کی

مفت تک دن ہو نہین دل تو بہی کوئی لیتا نہین
ہان مگر اسکے بہی کچھ یہہ جنس سستی کیجیے

گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم ہی نہ مر گئے
کہنے کو رہگیا یہہ سخن دن گذر گئے

رو کے پوچھا جو میسر ہو ترا کیونکہ وصال
ہنسکے کہنے لگا طالع کی مددگاری سے

بتونکی دید کو جاتا ہون دیر مین قایم
مجھے کچھ اور ارادہ نہین خدا نکرے

آخر تو جرم عشق سے کرتے ہین مجھکو قتل
یکبار اوسکے بہی تو کرین روبرو مجھے

قدرت شاہ قدرت اللہ برادر عزاد میر شمس الدین فقیر از باشندگان دہلی در مرشد آباد سکونت ورزیدہ از شاگردان میرزا مظہر رح و جعفر علی حسرت بود در ۱۲۰۵ھ در گذشت دیوانے گذاشتہ از مشاہیر شعرا بود ؎

سینہ اوسکا ہی دل اوسکا ہی جگر اوسکا ہی
تیر بیداد جو ہر روکے سے گہر اوسکا ہے

قسمت نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلیخان دہلوی مقیم لکھنؤ از شاگردان جعفر علی حسرت بود در سرکار مرزا جہاندار شاہ اقتدارے داشت ؎

امیدوار بوسۂ لب ہے کہڑا کوئی
دیتا ہے تجھکو دیر سے پیاری دعا کوئی

پھر مجھکو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر رہے
میرے تو سات وعدۂ شام و سحر رہے

قلق امجد علی ولد محمد علی در گلستان سخن نام پدرش اسد علی نگاشتہ وبہ اعلم از باشندگان لکھنؤ بود و از شاگردان فخر الملک نواب میر منّو بیتاب دیوانے دارد ؎

ہجوم آپکے در پر ہے داد خواہون کا سنگ در جانان سے سر ہمکو ٹپک آنا	ستم تو دیکھیئے ان شرمگین نگاہونکا دو چار گھڑی دن کو دو چار گھڑی شکو

قلندر شاہ قلندر از شاگردان میرزا مظہر بحر مذہب خود ترک گفتہ در سلک اہل اسلام منتظم گشتہ ؎

کھینچے ہی تھمیگا اشک ناصح	رونا ہے یہہ کچہہ ہنسی نہین ہے

قمر مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب بافتخار الدولہ نایب غازی الدین حیدر بہادر بادشاہ لکھنؤ فرزند منشی مرزا جعفر لکھنوی در گلشن بیخار معین پور مرزا تقی ہوس نوشتہ بہر حال از تلامذۂ مرزا قتیل بود دیوانے دارد ؎

صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آہی گیا	عشق کا نام برا ہے اوسے ننگ آہی گیا

قمر قمر الدین خان اکبر آبادی از طایفۂ یوسف زئی بود کہ شعبہ ایست از قوم افغان ؎

کیسے کیسے عشق سے پابند صد رنج و تعب ہین ہم	ہزارون آفتین ہین ایک ہم ہین کیہہ عجب ہین ہم

قناعت مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ از تلامذۂ عبد الرحمن خان احسان و مرزا صابر دیوانے دارد ؎

اوسکے یہہ کہنے کے ہین صدقے کہ گھبرا کر کہا ضعف اپنا یان تلک پھونچا کہ ہم مجہہ مین اور تجہہ مین ہے سو سائۂ تجلّی کا ربط بظاہر آپ تو آئے ہین صلح کو لیکن تا غمزۂ خونخوارہ کا پاک اوس سے ہو دامن	سانس اولٹی ہائے کیون یہہ نوجوان لینے لگا آنہین سکتے تمہارے دھیان مین ایک مژدہ ہے یہہ کہتا ہی کہ منظور نہین اسے کہ تیغ بھی زیب کمر ہے کیا کہیئے شوخی سے لیا نام قضا کا مرے آگے

اے بتو جو چاہو سو کر لو ستم	ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے
شوق کو کثرت نظارہ سے رشک آتا ہی	حشر سے پہلے میسر ہو وہ دیدار مجھے
پڑ پڑ کے پاؤن مجھکو بٹھاتے ہین خارِ دشت	پھر ایسے قدر دان ملینگے کہان مجھے

قیس مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ خلف مرزا مراد علی بیگ در گلشن بیخار امداد علی بیگ نام پدرش آوردہ ہمانا مشہدی اصل لکھنوی مولد ست سخن را بر حسرت عرض می نمود ؀

پھرتا ہون ہر کسی سے ہین القاب پوچھتا	خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ	اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

قیصر مرزا خدا بخش نواسہ شاہ عالم بادشاہ نسبت تلمذ بہ مومن خان داشت ؀

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا	کیا نئی طرح سے ہم دلین گزر کرتے ہین
تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کہ ناخوش	اس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہون ترا مین

کاف تازی

کامل مرزا ناصر الدین المعروف بہ محمد مرزا نبیرۂ عالمگیر ثانی از برادر عم زاد خود مرزا رحیم الدین حیا باستفادہ پرداختہ ؀

کامل آشفتہ سر کو دیکھکر کہنے لگے	رہ گئے تھے اک یہی عاشق مری تقدیر کے

کرم شیخ غلام ضامن از اہالی کوتانہ بود یکچند بہ شاہجہان آباد بسر بردہ و مدتے در حیدرآباد گزرانیدہ در بھوپال وفات یافت از تلامذۂ مومن خان بود بہر دو زبان ریختہ و پارسی فکر میکرد و قوت نظمیہ بسیار داشت ؀

تیر ناخوردہ ہمارا رشک سے کیا کیا تڑپا	استخوانون مین مرے دیکھکے پیکان تیرا

فرہاد و قیس عشق مین سرگرم امان تھے
خاموش ہوگئے جو مرا نام آگیا

کیا ہی برہم ہوئی زلف اوس نے جو پوچھا مجھسے
اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا

سہو ہنگے جور طاقت و تاب و توان تلک
لیکن یہہ پوچھتے ہین تجھی سے کہان تلک

چین جبین ہے موج تبسم نگاہ مین
ڈر ہے مجھے فریب کا تیرے یہان تلک

اے طفل اشک دیکھکے بر باد کیجیو
ہر پارۂ جگر ورق انتخاب ہے

اوسکو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی
ہر کوئی آرزوے نشو و نما رکھتا ہے

کلیم میر محمد حسین دہلوی نبیرۂ میر تقی ہم در پارسی سخن میگفت و ہم در ریختہ فکر میکرد سخنوران اوستاد مسلمش داشتہ اند دیوان و مثنوی ہا ازو یادگار ست وے فصوص الحکم را بریختہ آوردہ

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست
وہ دن گئے کلیم کہ یہہ شیشہ سنگ تہا

ہو چکا حشر گئی دوزخ و جنت کو خلق
رہ گیا مین ترے کوچہ مین گرفتار ہنوز

رکھون مین آنکھون مین کیونکر تجھے کہ ہی برسات
پھر ایسا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکے ہے

غرض حسن کیا ممکن اگر فریاد کو پہونچے
غرض تم سُن چکے احوال ہم داد کو پہونچے

کلیم المعروف بہ نور الحسن بن امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر کان اللہ لہما بکدام روے خود را در ضمن ریختہ فکران نغز سنج شمارم کہ انچہ از رطب و یابس می نگارم از اتفاقات است و آن ہم بیشتر بہ سلسلۂ جنبانی احباست ورنہ بہ شعر و شاعری سرے ندارم و نفسے کہ بیاد کسے گذرد مغتنم می انگارم آرے بیشتر ازین عہد کما بیش دو سال مشق سخن کردہ ام و شب و روز مصروف این کار بودہ مناسبے کہ ازین فن دارم از انجاست و ذریعہ این اکتساب درین عالم اسباب ہمت حضرت شہیر بود سلمہ اللہ تعالے این بیتے چند از افکار خویش ثبت می نماید

کیا لے گئین لگا کے وہ عالم فریبیان
کتنا ہمین بھی دل کے لگانے سے عار تھا

دل تو رندون کے صاف ہوتے ہین — خطرہ آتا نہین عبادت کا

اے جوشِ عیش جی نہین لگتا کسیطرح — پیدا کہین سے ناخنِ غم کی خراش کر

دونون جہانسے ہے دلِ وحشی کنارہ گیر — کچھہ ربط اسکو ہے تو تمہاری بغل سے ہے

جو درخورِ قبول نہو وہ سلام ہون — جسکا جواب کچھہ نہ ملے وہ پیام ہون

آتے ہین یادِ صحبتِ احباب کے مزے — خلوت مین کیا ستم زدۂ ازدحام ہون

اقتضا وقت کا کہتا ہے کہ زاہد بنیئے — وضع کہتی ہے کہ یہہ بات تو کچھہ خوب نہین

ہوگیا آج سلمان کلیم خستہ — اسکا ہمکو تو یقین ہی نہین پر کہتے ہین

کوئی بدلے تو دل بدلتے ہین — آدمی ہی تو ہین ضرورت ہے

ہرچند چاہتا ہون مین ترکِ وفا مگر — بنتی نہین ہے بات وہان بن وفا کیئے

در سے اوٹھینگے نہ تیرے کبھی مر جائینگے — تو ہی جب ہمکو اوٹھائے تو کدھر جائینگے

ہائے کسکو رولا دیا تو نے — ننگ یاس کیا کیا تو نے

روشِ التماس کیا کہنا — کام بگڑا بنا دیا تو نے

کیون مجھکو سب گلے سے لگاتے ہین وقتِ نزع — اور یہہ بھی جانتے ہین کہ خنجر نہین ہون مین

ذوقِ شنید نے مجھے مارا کہ ہائے ہائے — بیجا بھی تو کہے تو اوسے مین بجا کہون

مر نہین سکتے ہجر مین بھی ہمین — اتنا بے اختیار ہونا تھا

کہتا تھا حال وجد مین کوئی جلا بجھا — دیکھو تو کیا نہین ہے دلِ داغ داغ مین

اس غمزدہ سے ضد ہی رہے ہی فراغ کو — تم لیکے کیا کروگے دلِ داغ داغ کو

اب بھی حسرت ہے ترے بیداد کی — داد دینا اس دلِ ناشاد کی

ہون خیر خواہ پیرِ مغان دے مجھے شراب — ورنہ کہین گے لوگ کہ اسمین کرم نہین

اچھا محل ملا ہے شکایت کا یار کی — منہہ شکوۂ ستم کا سوے آسمان ہے اب

دل سا کہان ملے گا تجھے صید گاہ مین — اس صیدِ رم شعار کو رکھنا نگاہ مین

ہے ایک بادہ نشہ ہے جسکا عروج پر — کچھ اپنے سر مین اور کچھ اوسکی نگاہ مین

خجلت نصیب ہم سے نہ تم سے کرم شعار — تم اور آؤ دل سے دیار تباہ مین

ہین حضرتِ کلیم بھی کیا خوب آدمی — ہمکو بھی کل ملے تھے وہ اثنائے راہ مین

مستی کسی نگہ کی ہے اپنی شراب مین — آتی ہے بو کسی کی ہمارے کباب مین

ہین کور ہم ہی ورنہ وہ آیا کئے مدام — روز سیہ مین اور شب ماہتاب مین

پیرِ مغان سے رات کو جو کچھ سنا سو آج — منہہ سے نکل نجائے کہین اضطراب مین

مرتا ہون اسکو دیکھ مغنی کے ہاتھ مین — آواز آرہی ہے کسی کی رباب مین

کیا دھرا ہے قصۂ فرہاد مین — فرق آتا ہے کسی کی یاد مین

ہین بت سے جور سے بھی بے نصیب — مہربانی ہے نہان بیداد مین

شورش کہانسے لائے جو ہمسا ہو دردمند — شوخی کہان سے پائے جو تمسا جمیل ہو

در خورِ عشق حقیقی ہین یہ اہل تقوی — ہم سے لوگون کے لیے عشق بتان اچھا ہے

ڈرتے ہین یاس سے کہ ادہر اوسکا قصد ہے — بیٹھے ہین شوق حوصلہ فرسا کئے ہوئے

دیدار کی طلب پہ وہ کہتے ہین گر ملے — جب دل سے دل ملے تو نظر سے نظر ملے

کچھ بھی نہین ملے یہ حرم مین اگر ملے — جب بادہ میکدہ مین ہمین اسقدر ملے

ہم اور بوستان پہ تگاپوے ہمصفیر — دامن مین دہر لئے جو کہین بال و پر ملے

لاؤن کہان سے مین وہ عدالت کدہ جہان — داد نمک فشانیٔ زخم جگر ملے

ہے گرچہ دور شیوۂ ارباب ناز سے — کرنا پڑا ہے لطف ہمارے نیاز سے

زاہد تمہین بھی یار بہت کچھ ہین جانتے — حضرت بھی میکدہ مین ہمین بیشتر ملے

خوگرِ عیش ہون نہ جان سے جانے والے — کوئی بازار سے لے آئے رولانیوالے

لطف کا کوئی تو پہلو ہے کہ ہم جاتے ہین — جی بٹھا دیتے ہین محفل سے اوٹھانیوالے

کوثر مرزا مہدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی دہلوی موطن از تلامذہ

ناسخ ہردیوانے گزاشتہ ہ

تیرا تو آسرا تہا جدائی مین یار کی	اے موت تو بھی مجھسے گریزان ہی ان دنون
تربت پہ میری ایسی برستی ہے بیکسی	بے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے

کیف شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی از تلامذۂ وزیر علی صبا دیوانے دارد ہ

یارب سبیل رکھکر پیر مغان پکارے	اللہ پیتے جاؤ پیاسو ثواب ہوگا
بیہوش کل اوٹہا کر لائے تہے کیف کو ہم	پہر آج میکدہ مین خانہ خراب ہوگا
کسی نے باغ مین ایسا شگوفہ چہوڑا ہے	کہ آجتک گل و بلبل مین بول چال نہین
بزم مین یار کو پوچہے جو کوئی تبلا دون	شمع کے پاس وہ بیٹہے ہین جلانے والے

کاف پارسی

گویا حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر از امراے نامی لکھنؤست واز شاگردان ناسخ و وزیر بود دیوانش از نظر گزشت خوش گوست ہ

اے بت توکل تو ہے اللہ کو منہہ دکہلانا	آج منہہ ہمکو دکہاؤگے تو احسان ہوگا
وہ ایسا نہین چپ رہے بات سنکر	کوئی اور ہووے گا گویا نہوگا

دعائین مانگی ہین مدتون تک جہکا کے سر ہاتھہ اوٹہا اوٹہا کر
ہوا ہون تب مین بتون کا بندہ خدا خدا کر خدا خدا کر

جاتے ہین یا اوسکو بلواتے ہین ہم	دل کو یہہ کہہ کہہ کے بہلاتے ہین ہم
زاہد وجرم کیا کرتا ہون مین بہر ثواب	دل ہے کعبہ اسے کرتا ہی سیہ پوش تجہے
وصل کی رات ہی یون جلد نہ آئی ہوتی	اے سحر اور ذرا دیر لگائی ہوتی

گر ترے اوٹھنے نہ دینے سے بگڑ بیٹھا وہ
تو تو گویا تھا کوئی بات بنائی ہوتی

لام

لطف مرزا علی استرآبادی الاصل دہلوی نشا عظیم آبادی مسکن تلمیذ میر تقی بحیدرآباد رفتہ قصاید انشا کردہ وصلہ ہا یافتہ از شاگردان سودا بغلط مشہور است تذکرہ ریختہ گویان از و یادگار ست ہ

نہ پہونچی ضعف سے لب تک دعا ہی ورنہ سلا
درِ قبول تو اس آرزو مین باز رہا

جو عمر خضر ہو شاید تو وصل ہووے نصیب
یہہ زندگی جو تھی اسمین تو امتحان رہا

ہے یہہ بھی نئی چھیڑ شب وصل مین سو جا
پوچھے ہے وہ کتنی رہی شب کچھ نہین معلوم

اگرچہ فرق زمین آسمان کا ہے تاہم
ملے ہی وضع فلک کی بہت تری خو مین

میم

ماہ مرزا عنایت علی بیگ ماہ کہین برادر مرزا حاتم علی مہر از باشندگان لکھنؤ و از اقامت گزیدگان اکبرآباد از شاگردان آتش دیوانے دارد ہ

جب مین کہتا ہون کہ اب جانے سے گزر جاؤنگے
ہائے کس ناز سے کہتا ہی وہ اچھا کب تک

ماہر مرزا جمعیت شاہ دہلوی خلف مرزا زور آور بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ از تلامذہ مرزا صابر ہ

سمجھ ہی اولٹی ہے دیوانگان الفت کی
کہ دل کے جانے پہ رکھتے ہین نام آنے کا

رو دیا قتل کے بعد اوس نے پشیمان ہوکر
اوسکو پیدا جو جفا کش کوئی مجھسا نہوا

وصل کی رات ہر اک بات پہ منہہ پھیر کے وہ	ہیمزہ یون ہے کہ گویا وہ نہین منظور نہین
رونا تہا دل کے ساتھ سو خون ہوکے بہہ گیا	اب دل نہین تو نام کو بھی چشم نم نہین
اوچھکے بیٹھنا اوسکا بناؤ ہے گویا	ہر ایک بات مین خوبی ہی خوشنما کے لئے
جو ہانی تمکو تو مشق ستم ہے اور ہم بہی	نہین کچھہ ایسی کہ اتنا جگر نہین رکہتے
آنکھون سے تو دکھا چکی کیا کچھہ یہ چشم تر	کانون سے کیا سنائیگی دیکھون زبان مجھے
کتنا ہی ہم چورلتے ہین آنکھہ اوس سے پر نظر	ناچار پڑہی جاتی ہے کمبخت پیار کی

مائل میر محمدی دہلوی از ارشد تلامذۂ قیام الدین قایم و در گلشن بیخار شاگرد مولوی قدرت اللہ اکبرآبادی نگاشتہ بہرحال وے در عہد شاہ عالم بادشاہ در مرشدآباد سکونت ورزیدہ ع

کیا کیا کہون مین تجھسے دل زار کی ہوس	مشہور ہے جہان مین بیمار کی ہوس

مائل میر عالم علی خان خلف میر مودود بخش خان سردار بہادر از باشندگان سہسوان شنیدہ شد کہ در سرکار بڑودہ او و بزرگان او اقتدارہا یافتند و خطاب خانی بجلدوے خیر سگالی از سرکار انگریزی تفویض گشت سخن بر میرزا غالب می گذرانید آمار وش میرزا در گفتار او می یابم آرے ہر کسے را طبایع مختلف دادہ اند و مطبوع ہر یکے انداز سے خاص است گویند جوانے زیبا بود در عالم شباب درگذشت ع

منہہ پر کہکے میر تمنہ پہ وہ کہتے ہین پیار سے	مائل ہے اب بھی جی مین تیرے کچھہ ہوس رہی
دل مائل کی چینے آپکو لازم رعایت ہی	یہہ میر ناز پرور تو گرفتار مصیبت ہے
خطا ثابت کرینگے اپنی ہم اور اونکو چھیڑینگے	سنا ہے اونکو غصہ مین جھپٹ جانیکی عادت ہے
کہتے ہین وہ مدام کہ ہین تابع رضا	مائل ہے جی مین آج او نہین آزمائیے

مادہو رام ساہوکار فرخ آبادی از شاگردان منشی منیر طبع خوشی دارد ع

دیکھکر مجھکو وہ شوخی سے لپھنر ماتے ہین	اک سلامت رہے تو چاہنے والا میرا

عہد کرکے اونہین دیکھون تو یہہ فرماتے ہین — شرم بھی تجھکو نہ آئی پھر ادہر دیکھہ لیا

مینے جو یہہ کہا تمہین الفت مری نہین — گردن جھکاکے ناز سے بولے کہ جی نہین

چھبتے ہین خارِ دشت تو کہتی ہے بیکسی — حضرت کدہر ہے دہیان تمہارا یہہ گہر نہو

شکر ہے بعد مرے یار نے آشنا تو کہا — سچ تو ہے چاہنے والا نہین ملتا کوئی

گلے لگاکے شبِ وصل کس ادا سے کہا — نہوئی تجھسے محبت تو پیار کیون کرتے

قتل کرنا وہ شوخ کیا جانے — ابھی کمسن ہے دل دھڑکتا ہے

مبین حافظ غلام دستگیر شاگرد و فرزند حافظ قطب الدین مشیر آوراست ه

کس منہہ سے بیوفا کہون تمکو کہ مینے بھی — شکہ [illegible]

سخت جانکہ [illegible]

کوے [illegible] رہے تو پارسا ہوتے

مجروح سید مہدی حسین خلف میر حسین نگار از باشندگان دہلی و شاگردان میرزا غالب ازوست ه

کچھہ ان بن ہو چلی ہے باغبان سے — بس اب نکلا ہی سمجھو گلستان سے

تڑپتی کیون مگر بجلی کے دل مین — کھٹک ہے میرے خارِ آشیان کی

محبت نواب محبت خان شہباز جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹھیر از تلامذہ جرأت و میر درد بود و بعد واقعہ شہادت پدر خویش در لکھنؤ سکونت گرفتہ در سنہ ۱۲۲۲ھ وفات یافتہ دیوانے گذاشت ه

جسکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا — بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہے گا

بیٹھنے دیوے جو وہ بزم مین اپنی نہ مجھے — تو اوٹھا لیجیو اے بار خدا یا مجھکو

گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا — منہ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محمود حافظ محمود علی خان براد[illegible] لہ میر محمد خان سرور دیوانے

از و یادگار است ؎

اپنی برگشتگیٔ بخت کا دیوانہ ہون	کی شفاعت جو کسی نے تو وہ اغوا سمجھا
افسوس ہوا حشر مین کیا بے کفنی کا	قاتل جو ہمین سر بگریبان نظر آیا
جو بیاسے زہر ہین یہہ گران جانیو نین ہم	اعدا کے گہر تری مہمانیون مین ہم
جان کیا چیز ہے پر عشق مین تاثیر تو ہو	کوئی مرجائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو
لاغری سے مین نظر آتا نہین	چارہ گر بیٹھے ہین ماتم دار سے

محنت مرزا حسین علی دہلوی لکھنوی منشا از تربیت یافتگان جرأت ؎

احوال مرا دہیان سے سنتا تہا ولیکن	کچھ بات جو سمجھا تو کہا مین نہین سنتا

مخبر محمد احسان اللہ دہلوی اکتساب سخن از شیخ ابراہیم ذوق نمودہ ؎

بنا کر آئینہ خود ہین کیا آئینہ رویون کو	ہمین حیرت ہی ہے سمجھے کیا بگاڑا تہا سکندر کا
واعظا جسد نسے کی ہی توبہ پی جاتا ہون مین	میرے لب تک گر کبھی آتی ہی پیمانہ کی بات

مرہون مرزا علی رضا مشہدی الاصل دہلوی مولد مدتے در حیدر آباد بسر بردہ
از تلامذۂ میر ممنون بود ؎

جز یک نگاہ خشم کبھی اوسکی خو نہین	قسمت تو دیکھ یہہ بھی کبھو ہی کبھو نہین

مسرور نواب غلام حسین خان بہادر خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان
دہلوی در ستار نوازی دستگاہے تمام داشت ؎

لکھکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا	اونکا تو کہیل خاک مین ہمکو ملا دیا
سخت جانی سے دم ذبح مرے ہاتہ نہ کہینچ	کہ تجھے تجربۂ قوت بازو ہی سہی

مشتاق لالہ بہاری لال نگارندۂ اکمل الاخبار دہلی از شاگردان
مرزا نوشہ ؎

یون ترے ساتھ بزم مین دشمن کا بیٹھنا	وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا نجائیگا

جہان جاگے وہین انگڑائیان لو	یہان پھیلائی ہے سستی کہان کی

مشیر حافظ قطب الدین دہلوی شیوۂ سخنوری از شاہ نصیر آموختہ

الٰہی کون سی جنت ہے بے حور	کہان لے جاؤن مین اوس بدگمان کو

مصحفی غلام ہمدانی از اہالی امروہہ مضافات مراد آباد در آغاز شباب بہ جہان آباد بسر می برد عاقبت در لکھنؤ رفت وہمانجا بحق پیوست روزے چند برفاقت مرزا سلیمان شکوہ گذرانیدہ بود ابتدائش انتہاے دورۂ سوداست با جرأت و انشا در یک ردیف وقافیہ جادۂ سخن می پیمود در ریختہ ہشت دیوان و دو تذکرہ دارد و در پارسی دیوانے بجواب نظیری و تذکرۂ او راست در بلاد مشرق مسلم الثبوت بود در استادی وے سخن نیست بر جمیع اصناف سخن قدرتے داشت تمام وگزیدہ اشعارش نتوان گفت کہ چہا شور انگیز است

مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر نے ہاے	ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پہ رکھا
تھا اگر روزِ قیامت تو بھی ہم شادان رہے	وہ جو اکدن اوسکے ملنے کا مقرر ہو گیا
شوخی تو دیکھو تیر کو سینہ سے کھینچکر	کہتا ہے میرے تیر کا پیکان رہگیا
مجھکو قاصد کے تغافل نے تو مارا ہی ہے	روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤن گا
مصحفی ہم تو یہہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم	تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا
ست میرے رنگِ زرد کا چرچا کرو کہ یان	رنگ ایکسا ہمیشہ کسی کا نہین رہا
بھیج دیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام	کسقدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا
چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے	یاد آتا ہے وہ راتو کا جگانا تیرا
تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ	ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا
تری کو مین اس بہانے مجھے دنکو رات کرنا	کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا
پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے	ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین

وہی دشت اور وہی گریبان چاک
جب تلک ہاتھ پاؤن چلتے ہین

ہائے وہ دل کہ جسے میبنے بغلین پالا
اب اوسے یون ہدفِ ناوکِ مژگان دیکھون

فلک گر ہنساتا ہے مجھے پر کسیکو
مین ہنسکر فلک کی طرف دیکھتا ہون

کہانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین

وہ سُنے یا نہ سُنے اوسکو ہم اپنا احوال
پسِ دیوار کھڑے ہوکے سناجاتے ہین

چوکہٹ پہ جنکی مین نے رو رو کے رات کاٹی
سنتا ہون صبح گیا وہ مہمان کسیکی گہر مین

مصحفی یار ہین اسوقت کے سب مردہ پسند
بدنہا ہم بھی تخلص جو مزاری رکھتے

او دامن اوٹھا کے جانے والے
ٹک ہمکو بھی خاک سے اوٹھالے

مہدی کو اپنی دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ
ہے ہے کسی کا خون ہوا میرے ہاتھ سے

وعدۂ قتل سے رکھتا ہون دل اپنے کو مین شاد
کہ اسی وعدہ پہ اک وعدۂ دیدار بھی ہے

وہ جی مین یہہ نازان کہ مرا رعب تو دیکھو
مین خوش کہ خیالِ نگہ دور کسے ہے

مجھکو پامال کر گیا ہے ابھی
یہہ جو دامن اوٹھاکے جاتا ہے

غم کہاتا ہون جتنا مری نیت نہین بہرتی
کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بہرتی

مظہر قطب الاقطاب شیخ المشایخ شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا جانجانان خلف الصدق میرزا جان رحمۃ اللہ علیہما حضرت ایشان بہ بست وہشت واسطہ بتوسط محمد ابن حنیفہ بامیر المومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ میرسد در سنہ ۱۱۱۳ ہجری خلعت وجود پوشیدند ودر عمر شانزدہ سالگی گرد یتیمی بر رو نشست ودر سنہ ۱۱۹۵ھ از دست شقی قضا شہادت یافتند میر قمر الدین منت عاش حمیداً مات شہیداً تاریخ وفات حضرت ایشان یافتہ حضرت ایشان علاوہ کمالات باطنی وظاہری در فن شعر نیز درجہ عالی میداشتند وجز حرف عشق ودرد برلوح زبان نہ می نگاشتند واصلا در ضمن شعر غرض دنیا واظہار ہنر درمیان نہ داشتند وگاہے

در مدح و ذم کسے زبان را آلودہ نمی کردند وقتیکہ شیخ حزین در ہندوستان آمد کسے را از مستعدان ہند بخاطر نیاورد لیکن باوجود عدم ملاقات مدح حضرت ایشان میکرد در روزی شیخ در مکان شارع عام نشستہ بود ناگاہ حضرت ایشان بر اسپ سوار ازان راہ می گزشتند چون نظر شیخ بر حضرت ایشان افتاد پرسید کہ این کدام جوان است گفتند حضرت میرزا جانجانان شیخ گفت چشم بد دور ہمہ دانی و ہمہ جانی حضرت ایشان را دیوانیست مختصر در پارسی و بیاضیست خریطۂ جواہر نام بندہ دیدہ ام انتخاب اشعار جنانکہ میشاید دران صورت بستہ است ہ

نہین کچھہ غم کہ کیون ملتا نہین ہمان گسل میرا	کہ مین روتا ہون وہ انکی بیکسی پر ہائے دل میرا
لوگ کہتے ہین موا مظہر بیکس افسوس	کیا ہوا اوسکو کہ اتنا بہی تو بیمار نہ تہا
توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ رہے	آخر مرا یہہ دل ہی آلہی جرس نہین
مظہر چہپا کے رکہہ دل نازک کو اپنے تو	یہہ شیشہ بیچنا ہے کسی میرزا کے ہاتہہ
خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو	یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے

معروف نواب آلہی بخش خان دہلوی برادر خورد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروزپور جہرکہ خلف مرزا عارف جان برادر شرف الدولہ قاسم جان از تلامذۂ شاہ نصیر دہلوی بود در آخر ایام ترک دنیا گفتہ در سنہ ۱۲۴۲ھ از جہان رفتہ دو دیوان دارد درین فن دستگاہے شایستہ داشت و طرزہاے دلپذیر می یافت ہ

کہانتک راز عشق افشا نکرتا	مثل یہہ ہے کہ مرتا کیا نکرتا
تغیر روتے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تہا	دیکہکر گہر ہتا نہ آیا میرے گہر اچہا ہوا
کی وصیت یہہ کچہہ ارمان بہری آہ کہ رات	سارے گہر کو ترے بیمار نے سونے ندیا
کہتا ہے جب وہ ہنسکر ہی گریہ اختیاری	آتا ہے اور مجہکو بے اختیار رونا
اوسکے جانیکی اگر کچہہ بہی خبر رکہتے ہم	ایسے دیوانے نتہے گہر مین جو در رکہتے ہم

کہا جو مینے کہ اس ناتوان کا سنیے حال
کہے ہے مجھہ سے کوئی تجھکو یا د ایسے
دیا ہے اپنے سے ظالم کو اوسنے دل معروف
آپ جسوقت رقیبونکی قسم کہاتے ہین
مے کے پینے سے تو ہر چند نباہی توبہ
گریۂ و آہ و فغان سے ایکدم فرصت نہین
ہائے اوس شوخ کا یون روٹھہ کے جانا معروف
میرے مرنے سے موئی اوسپر خلق
خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھہ
دمبدم یارنسے تو ہمکو نہ ٹھکرا چل جا
معروف اب تو دیکھتے ہو تم ہین غریب
دور جو بزم مین وہ آنکے بیٹھے ہم سے
روٹھنے کو تو چلے روٹھہ کے ہم وانسے ولے

کہا جو حال سناوے وہ ناتوان نہین
کرون فدا جو مین اوس بدگمان سے باتین
اب اوراوس بت بیداد گر کو کیا کوسون
ہم رقیبونکے نصیبونکی قسم کہاتے ہین
پر مغانسے وہ خجل ہون کہ الٰہی توبہ
ہم سمجھتے تہے محبت کام بیکار ونکا ہے
اور یہہ کہنا کہ ہمین اب نہ منائے کوئی
مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی
جسطرف کو وہ چلے پتھر چلے
خیر ہم دیکھہ چلے فندق یا اچھی ہے
ٹک مُنہہ لگائے یار تو پھر ہمکو دیکھیے
کیا ہی پچتائے کہ آگے سے وہین کیون نہو لیے
مڑکے تکتے تہے کہ اب کوئی منا کر لیجائے

معین معین الدین دہلوی از حال تلمذ او آگہی دست نداد نمکینی از گفتار او پیداست خیلے خوش گفتہ است ۵

مر گیا آج خدا بخشے معین خستہ
ایک موزون سا جوان تہا کبھی دیکھا ہوگا

لخت دل آنکھوں نین کیہ آتے ہین کس کس شوق سے

میری مژگان پہ گمان کرکے تمہارے تیر کا

شل نقش پا اوس در سے اوٹھہ سکتے کوئی اوٹھائے

ضعف کی دولت بارے ہم بھی اتنی طاقت رکھتے ہین

نہ چاہا حسن نے آزردہ اوس نازک کلائی کو
کیا طرز تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو

کہچنے سے تیرے وصل کی شب بہی خفا ہوئے — یہہ عقدہ ہائے دل ترے بند قبا ہوئے

ترے فراق مین بیجا ہنسی کا تہا نہ دماغ — مگر یہہ اپنا ہی زخم جگر ہے کیا کہیے

تری جفا کی حکایت اور اپنا حالِ وفا — یہہ پیٹنا تو یون ہی عمر بہر ہے کیا کہیے

تمہاری بات ہے بے اعتبار کیا سنیے — اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہے کیا کہیے

دیکہکر بخیہ کیجیے ناصح — بندہ پہ ور مرا گریبان ہے

ممنون میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا اوستاد اکبر شاہ بادشاہ دہلی خلف میر قمر الدین منت موطنش سونی پت مولد و منشاش دہلی ست مدتے در لکہنو ماندہ سپس در اجمیر بر عہدہ صدر الصدوری مامور گردید وفاتش در سنہ ۱۲۶۰ ہجری واقع شد دیوانے ازو یادگار است قوت نظم اکثر اصناف سخن داشت ازانجا کہ ممنون از مشاہیر است و نیز کلام ہر کسے گواہ طبیعت او باشد حاجت ستایش ندارد

جرا ملنے مت مرے دیکھنے سے — تمہین حق نے ایسا بنایا تو دیکھا

قربان ناز نعش مری دیکھکر کہا — گردن پہ کس کی خون ہے اس بیگناہ کا

ہاتہہ مین جنبش محمل کی عنان ہے اپنے — ورنہ یان کسکو سر آبلہ فرسائی تہا

شغل شب فراق یہی تہا کہ دہیان مین — ایک ایک شکن گنا تری زلف دراز کا

یہہ نہ جانا تہا کہ اوس محفل مین دل رہجائیگا — ہم یہہ سمجھے تہے چلے آئینگے دم بہر دیکھکر

قاتل ہی وہ نہو وے جو ممنون کی نعش پہ — کہتا تہا اک جوان بہت بار بار حیف

یون تو وہ ہے فرشتہ خو لیکن — ہے ذرا آدمی کشی کا شوق

مین اس سخن کے تصدق وہ کہیے آئینہ — یہہ مجھسے پوچہے ہے کیون کیسا طرحدار ہون

اس ذوق سے کہتی ہین حدیث لب شیرین — گویا ترے ہونٹون ہی سے لیتے ہین مزا ہم

پوچھینگے گر آرزو دم ذبح — جلاد ہی کو بتائینگے ہم

یون رشک کہے کم جو دہان رنگ حنا ہو — ہاتہہ اوس نے کسی دیدہ تر پہ دہرا ہو

اوس مرگ پہ سو جان بری صدقہ کہ دم نزع		گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھئے کیا ہو
آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھکو		جس لئے تجھکو بنایا ہی دکھاؤن تجھکو
تفاوت قامت یار و قیامت مین ہے کیا ممنون		وہ ہی فتنہ ہی لیکن یان ذرا سانچے مین ڈہلتا ہی
رخصت کے وقت ہون ترے گریان کہ آدمی		رو دے ہی اوس گھڑی کہ نہ جسنو تو بس چلے

منت میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا شاگرد میر نور الدین نوید و میر شمس الدین فقیر اصلش از مشہد و مولدش سونی پت و منشاش دہلی است در لکھنؤ رفتہ مذہب امامیہ پذیرفتہ از انجا بکلکتہ شتافت و در ۱۲۰۸ بعمر چل و نہ سال وفات یافت ریختہ کمتر میگفت اشعار پارسی او قریب یک و نیم لک بودہ باشد ؎

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے		ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم

منتظر نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی از گزین تلامذہ مصحفی ست دیوانے گزاشتہ ؎

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا		یہہ جی ہی جی مین غم کھانا کسی کا
دولت حسن ہے جن پاس ہیاوس سے ہی سوال		کچھ نہ لے اور نہ دے پر یہین تو کہہ بیجھے

نہ تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھے چاہ ہے	
	وہ جو بات منہہ سے نکالی تہی سو اوسی کا مجھکو نباہ ہے

منشی میر محمد حسین خلف سید ابو الحسن عرف میر کلن ایرانی الاصل دہلوی مولد مدتے در لکھنؤ بسر کار مرزا سلیمان شکوہ بسر بردہ پدر وے از مشاہیر خوشنویسان بود وے نیز بدرستی خطوط متصف بود ؎

جو پوچھا اوس سے لوگون نے کہ منشی کون ہے بولے	
	مجھے کچھ یون ہی اوس سے دور کی صاحب سلامت ہی

منیر سید اسمعیل حسین خلف منشی احمد حسین شنکر شکوہ آبادی از تلامذہ رشک و

ناسخ است امروز در رامپور بظل عطوفت والی انجا باعزاز بسر می برد سخنور ریختہ گوست وانچہ از گفتارش بنظر رسیدہ ہمہ نکوست دو دیوان دارد ۹

آتش حسن کو کیون ناز ہے یکتائی کا
شعلہ بطور شریک آئین ہے جو تنہائی کا

بیکسی آپ سے باہر نہین جانے دیتی
مجھہ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا

ایک دن حشر کا تشہیر کو کافی نہوا
حق ادا ہو نہ سکا ذلت و رسوائی کا

کیا بتائین کہ کہان جاکے شب غم مین رہے
آپکی جان سے دور او رہی عالم مین رہے

کوئی حیلہ تو تعارف کا خوشی کی نکلے
کاش تقدیر ہی پہ آئے تبسم مجھکو

چھوڑ دون مین بھی ملاقات تو بیکس ہو جائے
ستم یار پر آتا ہے ترحم مجھکو

سب سے ملنا تو چھوڑا یا ہے مگر جب اپنے
بیکسی سے بھی اگر ملنے نہ دو تم مجھکو

دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے ہوئے
ہم سبکے نہوئے تم جو ہمارے نہوئے

بھولے سے پھانس نکالی نہ ہمارے دلکی
ایک تنکے کے بھی شرمندہ تمہارے نہوئے

مومن حکیم مومن خان فرزند حکیم غلام نبی خان دہلوی در طب ید طولے داشت و در نجوم پایہ والا بر جمیع اصناف سخن قادر بود از لطایف شعر و شاعری کما ہو حقہ ماہر بقوت سخنوری مومن کم ترکسے برخاستہ و بہ ہر دو لفظ چندان دستگاہے نصیب او گشتہ کہ پارسیان ازان خود می انکارند و ہندیان بشرف ہمزبانی ناز ہا دارند دیوانش مملو از اصناف سخن ست مثنویات متعدد دارد فرصتم نیست کہ با نتخاب دیوان وے پردازم ہمانا از گلشن بہارمیئے چند بر داشتم کہ ہر یکے ازان دستنبوے فصاحت و گلدستۂ بلاغت میتوان شمرد الحق درین فن محسود ابناے روزگار ست و مشہور ہر شہر و دیار ناظورۂ بیان نازکش سرمایۂ حیات عشاق ناکام و معشوقۂ کلام دلاویزش تسلی خاطر ہاے پر آلام مذاق آشنایان معنی از عذوبت کلام شیرینش ذائقہ لطف کام داشتہ و نکتہ شناسان نغز گفتار سخن جادو فریبش را افسون دلربا انگاشتہ اند ہمانا وفات او

درسنہ ۱۲۹۱ھ واقع شدہ از دست ولس نکوست ۵

اوس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا کیا ذلیل
مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا

یہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

خواہش مرگ ہوا تم نہ ستاتا ورنہ
دلمین پھر تیرے سوا اور بھی ارمان ہوگا

کیا ستاتے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل
تم سے بے رحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا

وصل کی شب شام سے مین سو گیا
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا

دل لگا نیکے تو اوٹھائے مزے
جی بلا سے رہا رہا نہ رہا

نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
کہ ہر ہر بات مین ناصح تمہارا نام لیتا تھا

کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا

وہ کرتے ہین بیباک عاشق کشی یون
نہین کوئی دنیا مین گویا کسی کا

ان نصیبون پر کیا اختر شناس
آسمان بھی ہے ستم ایجاد کیا

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا
مین الزام اوسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

پھرنے سے شام وعدہ تھکے یہ کہ سو رہے
آرام شکوۂ ستم اضطراب تھا

وقت وداع بے سبب آزردہ کیون ہوکے
یون بھی تو ہجر مین مجھے رنج و عذاب تھا

کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا

دشنام یار طبع حزین پر گران نہین
اے ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا

بدکام کا مآل برا ہے جزا کے دن
حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا

میرے گھر بھی پھرتے چلتے ایکدن آجائیگا
دو مبارکباد اسکے یار رہ جا کی ملا

بوسے دم غضب لئے اولٹی سمجھ تو دیکھ
بل جو پڑا جبین پہ تمنا کو لب ہوا

آغوش گور ہو گئی آخر لحد نشان
آسان نہین ہے آپکے بسمل کو تھامنا

اس حال کو پہونچے ترے قصہ سے کر اب ہم
راضی ہین گر اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا

x

راز نہاں زبانِ اغیار تک نہ پہونچا
کیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا

ہٹ گیا ہوگا دوپٹہ منہہ سے سوتے میں کہیں
شب یہاں رہنے کا تیرے جسمیں چرچا ہوگیا

ہجر بتاں میں ہمکو ہے مومن تلاش نو ہر
غم پر حرام خوار توکل نہو سکا

جلوہ دکھلائے تا وہ پردہ نشین
میں نے دعوے کیا تحمل کا

مستئ ندی مزار تلک آکے اسیہ بھی
کہتے ہیں لوگ خاک میں اوسنے ملادیا

سجدہ پہ سر قلم ہو دعا پر زبان کٹے
گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب

رکھلے سر اپنے زانوے ناز کپہ شوق سے
تیرا مریضِ عشق بہت ناتوان ہے اب

تو بہ کہاں کدورتِ باطن کے ہوش تھے
غش ہو گیا میں رنگِ مے ناب دیکھکر

وصلِ بتاں کے دن تو نہیں یہہ کہ ہو ملال
مومن نماز قصر کریں کیوں سفر میں ہم

مجھ سے نہ بولو تم اسے کہتے ہیں کیا بھلا
انصاف کیجے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم

بیزار جان سے جو نہوتے تو مانگتے
شاید خفا ہیوں بہ ترے مدعی سے ہم

اوس کو میں جام رنگیے مدد اے ہجوم شوق
آج اور زور کرتے ہیں بیطاقتی سے ہم

غنچہ تو نہ توڑ سخت جانی
پھر کسکو گلے لگائینگے ہم

وہ جفاکش ہیں اے فلک کہ کیا
اوس ستمگر نے انتخاب ہمیں

اب تپ ہجر دیکھہ مومن ہیں
ہے حرام آگ کا عذاب ہمیں

گر یہی شوقِ شہادت ہے تو مومن جی چکے
مار ڈالے کاش کوئی کافر دلجو ہمیں

جانے دے چارہ گر شب ہجر انہیں مٹ بلا
وہ کیوں شریک ہوں مرے حالِ تباہ میں

ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
جادو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ میں

منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہیں
انتظار ہا ہوں دور کہ ہجران کا غم نہیں

بے جرم پائمال عدو کو کیا کیا
مجھکو خیال بھی ترے سر کی قسم نہیں

عاشق کشی ہے شیوہ اگر بے ہوس سہی
آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہیں

مین گلہ کرتا ہون اپنا تو نہ سن غیرونکی بات
ہین یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین

غیر سے سرگوشیان کیجیے پھر ہم بھی کچھہ
آرزوہائے دلِ رشک آشنا کہنے کو ہین

ابرو رہ گئی مرنیکی کہ روتے تو ہین وہ
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین

وہ ہی بغل مین تو بھی تو یان نیند اوڑ گئی
یہہ سوچ ہے گیا نہو اعدا کے خواب مین

سنجا ہون روزِ جزا داد یہہ ستم دیکھو
کب آزماتے ہین جب وقتِ امتحان نہین

ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
گویا کہ مین انکا مدعا ہون

کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہی نہین
جتنے وہ بے حجاب ہین ہم شرمسار ہین

شبنم خراب مہروکتان سینہ چاک ماہ
لو اور بھی ستم زدہ روزگار ہین

کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
تیرا ہی جی نچاہے تو باتین ہزار ہین

وفا سکھلا رہے گا دل ہمارا
تمہاری خاطرِ نامہربان کو

مومن تم اور عشق بتان اے پیر و مرشد خیر ہے
یہہ ذکر اور منہہ آپکا صاحب خدا کا نام لو

جب تو چلے جنازۂ عاشق کے ساتھہ ساتھہ
پھر کون وار تو نکے سنے اذن عام کو

سنگِ اسود نہین ہے چشم بتان
بوسہ مومن طلب کرے کیا منہہ

اولٹے وہ شکوے کرتے ہین اور کس ادا کے ساتھہ
بیطاقتی کے طعنے ہین عذرِ جفا کے ساتھہ

بے پردہ غیر پاس اوسے بیٹھا نہ دیکھتے
اوٹھہ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھہ

خوشی نہو مجھے کیونکر قضا کے آنے کی
خبر ہے نعش پر اوس بیوفا کے آنے کی

کر علاجِ جوشِ وحشت چارہ گر
لادے اک جنگل مجھے بازار سے

چھڑکے ہے کانِ ملاحت لون کیا
خود لپٹ جا سینۂ افگار سے

اب تو مر جانا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو
ضعف کے باعث گمان دنیا سے اوٹھہ جانے کی

ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
ایک وہ ہین کہ جنہین چاہ کے ارمان ہونگے

پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے
اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے

پیغامبر رقیب سے ہوتے ہین مشورے	سنتا نہین کسی کی یہہ کہنے کی بات ہی
عیش مین بھی تو نہ جاگے کبھی تم کیا جانو	کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے
میرے تغیر رنگ کو مت دیکھ	تجھکو اپنی نظر نہو جائے
اے قیامت نہ آئیو جب تک	وہ مری گور پر نہو جائے
لے تو ہی بھیجدے کوئی پیغام تلخ اب	تجویز زہر ہے ترے بیمار کے لئے

اجل سے خوش ہون کسیطرح ہو وصال تو ہے
نہ آئے نعش پہ وہ پر یہہ احتمال تو ہے

جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا	اب آگے ہو نہو امید انفصال تو ہے
تسلی دم واپسین ہو چکی	ہمین ہو چکے جب نہین ہو چکی
تھی بد گمانی اب انہین کیا عشق غیر کی	جو آکے مرتے دم مجھے صورت دکھا گئے
رشک دشمن بہانا تھا سچ ہے	مین نے ہی تم سے بیوفائی کی
شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے	زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

مونس سید اعظم حسین نبیرۂ حکیم خادم حسین کہ از مشاہیر اطباے اینجا بودہ اند جوانیست تحصیل تمام کردہ باکثر علوم آشنائی دارد و درین فن نیز اورا دستگاہے ست آنا تو جوش بپارسی بیشتر مصروف است بریختہ کمتر فکر میکند لکن دراوائل مشق ریختہ کردہ است گاہے گاہے با نامہ نگار بر میخورد و اخلاص تمام دارد این بیت از زبان او استماع افتادہ بود ثبت میشود خیلے خوش گفتہ است

لا کر شفیع ہم عمل ناصواب کو	کیا کیا منا رہے ہین کسی کے عتاب کو

مہجور نقشبند خان خلف نواب مصطفے خان شیفتہ جوانے بود زیبا طبع شگفتہ داشت حک و اصلاح کلامش بمولوی الطاف حسین حالی متعلق بود در ینجا آمدہ بود بانامہ نگار برخوردہ خوش تہذیبی داشت ہرگاہ ازینجا بدہلی رفت ہمانجا در گذشت

غدایش بیا مرزا دین بیتها که می بینی ازو گرفته بودم ع

نگہِ لطف سے جب دیکھتے ہو تم مجھکو	دلِ غمدیدہ یہ آتا ہے ترحم مجھکو
کہتے ہین مسکرا کے تمنائے وصل پر	صاحب کسی کے دل کی بھلا کیا خبر مجھے
اے شوق رشکِ غیر ہی دل سے بھلا دیا	احسان رہیگا یاد ترا عمر بھر مجھے
کیا خوشی ہمکو اگر غیر شبستان مین نہین	وصلِ عشاق کی شب گردشِ دوران مین نہین
ایک صوفی نے کہا محو تماشا ہو کر	اوہمین کچھہ بات ہی ایسی کہ جو انسان مین نہین
تم نہ سنتے تہے کہ بیداد کا کیا ہی انجام	ہم نہ کہتے تہے کہ کیا کچھہ غمِ پنہان مین نہین
قاصد جو کہا ہے اوسنے کہہ چپک	باتین نہ بنا ادہر اودہر کی
کہتے ہین دعا کے وصل پر وہ	ہمکو بھی امید ہے اثر کی
الفت مین ہین اور بھی بلائین	پر سخت بلا ہے چارہ گر کی

مہر مرزا حاتم علی لکھنوی خلف مرزا فیض علی از مشاہیر تلامذهٔ ناسخ است در ۱۲۹۷
راه عدم پیمود دیوانے گذاشته ع

کرتا غضب اب تک تو ہمارا دلِ بیتاب	روکے ہوئے ڈانٹے ہوئے دہمکائے ہوئے ہین
تمہارے واسطے دل سے نہین کوئی مکان بہتر	جو آنکھون مین تمہین رکھون تو ڈر ہے زبانون نظر ہوگی

میر میر تقی اکبرآبادی از قدماست و استاد مسلم الثبوت و نزد جمیع اساتذه مقبول
زبانے دلپذیر دارد و بیانے ساده پرکار که نمی توان گفتن بر جمله اصناف سخن قادر
بود لاسیما بر غزل و مثنوی حضرت آزرده نوشته اند در تذکرهٔ خود که در حال
ارباب نظم ریخته است حیث قال پستش اگرچه اندک پست است امّا بلندش بسیار
بلند و جناب شیفته نگاشته پست و بلند که در کلامش بینی در رطب و یابس که در
ابیاتش بنگری نظر تنگی که گفته اند ع

شعر گر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست	در ید بیضا همه انگشتها یکدست نیست

انتخابے وے شش دیوان ریختہ دارد حاوی اصناف سخن و مسدسے کہ بمضامین دلسوز گفتہ مشہور است میر در قصیدہ فکر خوشی نداشتہ چندانکہ غزلش بلند مرتبہ تر قصیدہ اش پست پایہ تر ذوق دہلوی بہ نسبت میر گوید ؎

نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب	ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

و میرزا غالب میفرماید ؎

ریختہ کے تمہیں اوستاد نہیں ہو غالب	کہتے ہیں اگلے زمانہ میں کوئی میر بھی تھا

و نیز می سراید ؎

غالب اپنا بھی عقیدہ ہے بقولِ ناسخ	آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میر نہیں

انتہی این ابیات او راست و خیلے دلرباست ؎

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا	دلِ ستم زدہ کو ہمنے تھام تھام لیا
اتنی گذری جو ترے ہجر میں سو اوسکے سبب	صبر مرحوم عجب مونسِ تنہائی تھا
مسجد میں امام آج ہوا آکے وہاں سے	کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا
اوبجھاؤ پڑ گیا جو ہمیں اوسکے عشق میں	دل ساعزیز جان کا جنجال ہو گیا
آنکھوں میں جی مرا ہے ادہر دیکھتا نہیں	مرتا ہوں میں تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا
خدا کو کام تو سونپے ہیں میں نے سب لیکن	رہے ہے خوف مجھے واں کی بے نیازی کا
دل کی کچھ قدر کرتے رہیو تم	یہہ ہمارا بھی ناز پرور تھا
قاصد جو واں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا	بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا
فلک کا منہہ نہیں اس فتنے کے اوٹھانیکا	ستم شریک ترا ناز ہے زمانے کا
آنکھیں چرائیو نہ ٹک ابر بہار سے	میری طرف بھی دیدۂ خونبار دیکھنا
تیرے کوچہ کے رہنے والوں نے	یہیں سے کعبہ کو سلام کیا
ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن اے فلک	اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

جواب نامہ سیاہی کا اپنے ہے وہ زلف / کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف / اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

سخت کافر تھا جسنے پہلے میر / مذہب عشق اختیار کیا

جہان سے فتنے کو خالی کبھی نہین پایا / ہمارے وقت مین تو آفت زمانہ ہوا

ابتو جاتے ہین میکدے سے میر / پھر ملین گے اگر خدا لایا

سمجھے تھے ہم تو میر کو عاشق اوسیگھڑی / جب سنکے تیرا نام وہ بیتاب سا ہوا

مستی مین لغزش ہو گئی معذور رکھا چاہیئے / اے اہل مسجد اسطرف آیا ہون نہین بہکا ہوا

خانہ خراب میر بھی کتنا غیور تھا / مرتے موا پر اوسکے کبھی گھر نہ جا پھرا

کم کم اوٹھنا وہ نقاب آہ کہ طاقت رہتی / کاش اکبار ہمین مونہہ نہ دکھایا ہوتا

کہتے تو ہو یون کہتے یون کہتے جو وہ آتا / کہنے کی ہین سب باتین کچھ بھی نہ کہا جاتا

میرا ہی مقلدِ عمل تھا / مجنون کے دماغ مین خلل تھا

کہلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر / سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا

کوسون ہم سے بہا گو ہو گیا سیکھے طرز غزالونکا
وحشت کی نا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھین والونکا

عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گیا آرام گیا
جی کا جانا ٹھہر رہا ہے صبح گیا یا شام گیا

دو قدم ساتھ جنازہ کے نہ آیا وہ میر / جانتا تھا کہ اسے ہے مری رفتار پسند

جاتا ہے آسمان لیئے کوچہ سے یار کے / آتا ہی جی بھرا در و دیوار دیکھکر

مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے / یعنے آگے چلینگے دم لیکر

کچھ ہو رہیگا عشق و ہوس مین بھی امتیاز / آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

منتظر قتل کے وعدہ کا ہون اپنے یعنی / جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنہگار ہنوز

اوسکے کوچہ مین نکر شورِ قیامت کا ذکر
اوسکے نزدیک کچھ نہین عزت
ایک بیمارِ جدائی ہون مین آپ ہی تسپر
اک وہم نہین بیش مری ہستی موہوم
مدعی مجھکو کھڑے صاف بُرا کہتے ہین
ایکے ہمت صرف کر جو اوس سے جی اوچٹے مرا
عشق کا گھر ہے میر سے آباد
نازک مزاج آپ قیامت ہین میر جی
کاشکے دل دو تو ہوتے عشق مین
جائے ہے جی نجات کے غم مین
قتل کیے پر غصہ کیا ہے لاش مری اوٹھوانے دو
کب میسر اوسکے منہ کا دیکھنا آتا ہے میر
رات ساری تو گئی سنتے پریشان گوئی
یہہ اضطرار دیکھکے اب دشمنونسے بھی
نہ زور و زر کچھ تھا تو بارے میر
تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ
آج پھر تھا بے حمیت میر وان
مین جو بولا کہا کہ یہہ آواز
جب نام ترا لیجیے تو چشم بھر آوے
اوس ستمگار کے کوچہ کے ہوادارو نین
باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم

شیخ یان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
میر جی یون ہی خوار ہوتے ہین
پوچھنے والے جدا جان کو کھا جاتے ہین
اسپر بھی تری خاطر نازک یہ گران ہون
چپکے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہین
پھر دعا اے میر مت کیجو اگر ایسا کرون
ایسے پھر خانمان خراب کہان
جون شیشہ میرے منہ نہ لگو مین نشہ مین ہون
ایک رہتا ایک کھوتے عشق مین
ایسی جنت گئی جہنم مین
جانسے بھی ہم جاتے رہے ہین آو تم بھی جانے دو
پھول گل سے اپنے دلکو تم بھی بہلایا کرو
میر جی کوئی گھڑی تم بھی اب آرام کرو
کہتا ہون اوسکے ملنے کی کچھ تم دعا کرو
کس بھروسے پر آشنائی کی
واعظا اپنی اپنی قسمت ہے
کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی
اوسی خانہ خراب کی سی ہے +
اس زندگی کرنیکو کہانسے جگر آوے
نام فردوس کا ہم لیکے گنہگار ہوئے
کاہیکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئی

گھبرا نہ میر عشق مین اس سہل نیست پر
اپنے تو ہونٹ بھی نہ ہلے اوسکے روبرو
پھنچا تو ہوگا سمع مبارک مین حال میر
[illegible] تغیر حال پر مت جا
[illegible] کہی ہے کہ عاشق ہے تو کہین
میر صاحب بھی اوسکے ہان تھے پر
آئے کبھی جو وہانسے تو یہان بہتے تھے اوداس
وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم
کعبہ مین جان لب تھی ہم دوری بتانسے
ڈر کیون نہ محلہ مین رہے رونے سے میرے
پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
مقدور تک تو ضبط کرون ہون مین کیا کرون
واعظ ناکس کی باتو پر کوئی جاتا ہے میر
فریاد شب کی سنکے کہا بے دماغ ہو
پھرتے ہین میر خوار کوئی پوچھتا نہین
اوسکا غضب ہے نامہ نہ لکھنا تو سہل ہے
نہین ہے چاہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر
کشتی ہر اک فقیر کی بھر دی شراب سے
دل سے شوق رخ نکو نہ گیا
میر بھی کہنے لگا دیر کی لوگو نکی سی
میر کے ہوش کے ہین ہم عاشق

جب بس چلا نہ کچھہ تو مرے یار مر گئے
رنجش کی وجہہ میر یہہ کیا بات ہوگئی
اسپر بھی جی مین آئے تو دلکو لگائیے
اتفاقات ہین زمانے کے
القصہ خوش گذرتی ہے اوس بدگمان سے
جیسے کوئی غلام ہوتا ہے
آخر کو میر اوسکی گلی ہی مین جا رہے
اپنی سی یہہ بنائے جاتا ہے
آئے ہین پھر کے یار وابکے خدا کے ہان سے
سیلاب نے اس کوچہ مین گھر مول لیا ہے
افسوس تمکو میر سے صحبت نہین رہی
منہہ سے نکل ہی جاتی ہے اک بات پیار کی
آؤ میخانے چلو تم کس کی باتو پر گئے
دیکھو تو اس بلا کو یہہ شاید کہ میر ہے
اس عاشقی مین عزت سادات بھی گئی
لوگون کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے
کہ اب جو دیکھون اوسے مین بہت نہ پیار آئے
اس دور مین کلال عجب مرد ہوگیا
جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
کچھہ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا
فصل گل جب تلک تھی ست رہا

ہر چند میر بستی کے لوگون سے ہے نفور
پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا

صبر تھا ایک مونس ہجران
سو وہ مدت سے اب نہین آتا

ایسے بت بے مہر سے ملتا ہی کوئی بھی
دل میر کو ہماری تہا جو پتہر سے لگایا

کہتے ہین آگے تہا بتون مین رحم
ہے خدا جانئے یہہ کب کی بات

نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
بہت روئے ہم اوسکی رخصت کے بعد

مرتے ہین سب یہ میر نہ اس بیکسی کے ساتھ
ماتم مین تیرے کوئی نہ رویا پکار کر

شکوۂ آبلہ ابھی سے میر
ہے پیارے ہنوز دلی دور

اسوقت ہے دعا و اجابت کا وقت میر
اک نعرہ تو بھی پیشکش صبحگاہ کر

وہ لوگ تمنے ایکہی شوخی مین کھودئے
پیدا کئے تھے چرخ نے جو خاک چھانکر

نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے
ہمارے کوئی کیا خدا ہی نہین

میر صاحب کو دیکھئے جو بنے
اب بہت گھر سے کم نکلتے ہین

ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے
لگا دے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو

میر کو کیون نہ مغتنم جانے
اگلے لوگون مین اک رہا ہے یہہ

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے

بہت سعی کیجے تو مر رہیئے میر
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے

اب خدا مغفرت کرے اوسکو
صبر مرحوم تہا عجب کوئی

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی تو روتے روتے سو گیا ہے

میکش ارشاد احمد دہلوی در پارسی زبان محوی تخلص میکند از سال چند درینجا وارد دست با نامہ نگار تعارف و درمیانست مذاق صحیح دارد و سخن خوش میگزارد از دوست و نکوست ؎

ربط نہان غیر کا پردہ ہے ورنہ آپ
دشمن کے ساتھ صرفہ کرین رسم و راہ مین

آتا ہے رحم اوسکی نزاکت پہ ورنہ مین
ستانے مین فلک کو مشورہ ہے
بیچے دل کم نگاہی سے یہ معلوم
سرشکِ گرم کی حدت کو پوچھو
رہے پہلو مین وہ یا اوسکا خنجر
سچ سہی فتنے سب قیامت کے

جادو ادسی نگاہ کا رکتا ہون آہ مین
کسی بے رحم کے چینِ جبین سے
وہ رہزن اور پھر ایسی کمین سے
مرے دامن سے اپنی آستین سے
غرض دل ٹھہرتا ہے دلنشین سے
لیکن آگے تمہارے قامت کے

النون

ناسخ شیخ امام بخش از مشاہیر اساتذہ لکھنؤ ست از اصناف سخن جز بر غزل و رباعی قدرتی نداشت بشیوۂ خود در سخن ممتاز است بلکہ کم انباز این قدر ہست کہ مضامین بیگانہ پارسی گویان بیشتر بستہ است کما لا یخفی علی ارباب البصیرت گویند روزے چند از محمد عیسیٰ المتخلص بہ تنہا اصلاح گرفتہ پس انحراف ورزیدہ وفات او در ۱۲۵۴ صورت بستہ دو دیوان دارد این اشعار از وست و بس نکوست ــہ

محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر
اے اجل ایکدن آخر تجھے آنا ہے ولے
ذبح کر ڈالونگا گرا بکے تو بولا شبِ وصل
تھی شہادت سے غرض سو اس ادا مین ہوگئی
لے چلی موت مجھے سوئے حسینان بہشت
کس چین سے ہم اوسکے تصور مین محو تہے
مرگیا کیا ناسخ میکش جو سارے میفروش

قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا
آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا
مین نے سو بار تجھے مرغِ سحر چھوڑ دیا
گو نہ قاتل سے نزاکت کے سبب خنجر اوٹھا
ایک دم پاس جو وہ حور شمائل نہوا
کنج لحد مین شور قیامت مخل ہوا
مسجد و نین بیٹھے اپنی اپنی دوکان چھوڑکر

بس یہی تدبیر اب دل کے بہکا دینے کی ہے
جی مین ہے ہو جاؤن عاشق چند روز غیار پر

جو مجھکو یار نے مارا تو غیر کو کرو قتل
عزیزو اسکے سوا اور انتقام نہین

دہو کا نہ کہا ظروف وضو کو تو دیکھکر
مسجد ہے مے فروش کی ناسخ دکان نہین

مے پرستو آؤ کرین محتسب کو سنگسار
بچ رہے ہین سنگ کچھہ میخانے کی تعمیر سے

تنگ آکر جب کہا مینے کہ مرجاؤن کہین
بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہے

ناظم نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور خلف نواب محمد سعید خان بہادر اوصاف او استغنی از بیانست درین فن دستگاه بلند داشته و مرزا غالب بتهذیب گفتار او پرداخته این اشعار از دیوان وے برداشته آمد بلند فکری او پیداست و نغز سنجی او هویدا ٥

بڑہتا گیا جو رشک تو اخلاص کم ہوا
چھینا عدو نے دوست کو یہہ کیا ستم ہوا

ہونے دیا نہ شاد یہہ دن پھر کہان مجھے
ہے ہے تمھین رقیب کے مرنے کا غم ہوا

حکم اخیر کی تھی توقع بروز حشر
باقی رہا نہ دن ہی جب اظہار ہو چکا

بیداد سے توبہ او نہین کرتی ہی بن آئے
جب بعد مرے کوئی نہ مجھسا نظر آیا

جی مین ڈرتے تو قتل کیون کرتے
طنز سے کہتے ہین کہ کیا ہوگا

سنتے ہین مٹ گیا ہے کوئی نقش
وہ ہمارا ہی مدعا ہوگا

ہے طلب کی یہی روش ورنہ
ایک بوسہ مین کیا بھلا ہوگا

آپ دنرات پڑا ہے سر پا پھرتا ہے
تو ستم پیشہ نہوتا تو فلک کیا کرتا

تو نہ آیا پر اجل وقت سے پہلے آتی
آدمی اوسکی اگر اتنی تمنا کرتا

دل کے لینے مین یہہ قدرت ادسی اللہ دی
جسکو مٹی کے کہلونے پہ مچلتے دیکھا

ہے یہہ ساقی کی کرامت کہ نہین جام کہ پاؤن
اور پھر بزم مین سبنے اوسے چلتے دیکھا

واعظ و شیخ سبھی خوب ہین کیا بتلاؤن
مین نے میخانے سے کس کو نکلتے دیکھا

بچے نہ سیم و زر اونسے نہ دین و دل چھوٹے | کچھ اور خاک نہین جانتے مگر لینا
مجھی کو تم پہ مسلط کرے تو دیکھو سیر | ستم کا چاہیے خدا انتقام اگر لینا
اوس در پر آنے جانیکی صورت بنی ہے | دربان ہوا تو شحنہ شہر آشنا ہوا
ہوتا جو دلپذیر تو جاتا نہ دل سے دور | وہ نالہ کام کا نہ رہا جو رسا ہوا
کیا تم نہ جانتے تھے کہ بے خانمان ہون نہین | پھرتا ہے نامہ بر مرا گھر پوچھتا ہوا
بار خلوت مین نہین اور اگر بزم مین مین | حال دل عرض کرون کہتے ہین تنہا کہنا
کرکے خون ایک کا جا بیٹھے ہین گھر مین اور پھر | پوچھتے ہین کہ مرے در پہ ہے غوغا کیسا
یہہ تو نکلا وہ نہ نکلا دل سے | تیر تیرا ہے تو پیکان میرا
اور کھانے کو دہرا ہے یان کیا | میرا غم کھائے گا مہمان میرا
ڈھونڈھون تو کس پچھے سے اوسے یاور الخدا | عاشق ہون حسن سادہ بے خط و خال کا
آبرو کیا پیرہن جب بے گریبان رہ گیا | بارے آنسو تھم گئے ہیں کہ دامان رنگیا
سینہ چیر و دشنہ سے یہہ خوب گنجایش ملی | کھینچے ہیر تیر کے دلمین جو پیکان رہگیا
فقیر بنکے گیا وان تو کیا سوال کرون | مگر کہون کہ بھلا کر ترا بھلا ہوگا
خریداری ہی شہد و شیر و قصر و حور و غلمان کی | غم دین بھی اگر سمجھو تو اک دہندا ہی دنیا کا
نہ کبھی کوئی خط آیا نہ پیام یار آیا | مگر اک جواب اولٹا کہ ہزار بار آیا
ترے گھر وہ آئے ناظم تو یہ اضطراب کیا ہے | کوئی بادشاہ آیا کوئی شہریار آیا
نخوت ہوئی زیادہ بنانے سے زلف کے | شانہ بھی آئینہ کا مددگار ہوگیا
قتل ہونے سے مرے خوش نظر آتا ہی رقیب | وہ بھی خوش ہوتے اگر اونکا اشارا ہوتا
نام لے لیکے برا ہم اوسے کہتے ہر بار | غیر اچھا تھا کہ ہمنام تمہارا ہوتا
آدمی کے ساتھ سو آزار ہین یہہ کیا کہ بس | آہ کی اور راز الفت آشکارا ہوگیا
بنگئی ہے کوچہ جانا نمین اک دار الشفا | ابتو وان رہنے کا کیا اچھا سہارا ہوگیا

بے پردہ آکے کل مجھے صورت دکھا گیا
اک پردہ تہا نہ آئینہ کا وہ بھی اوٹھا گیا

ہوتے ہی درد دل کا بیان اوٹھ کھڑے ہوئے
یعنی یہہ ایسے ہین کہ نہ انسے سنا گیا

ہے ترقی عشق کو بھی حسن روز افزون کے ساتھ
آگے بڑھ کر میرا تیرا امتحان ہوجائیگا

مجھہ مین کیا ہے مگر اکدم کہین اٹکا ہوگا
وہ عیادت کو بھی آجاینگے تو کیا ہوگا

چارہ گر خستۂ غم کو نہین جینے کی خوشی
ہان تری ناموری ہی اگر اچھا ہوگا

جب کہا اونسے کہ ہی کچہہ مجھے کہنا تو کہا
سن لیا ہمنے کوئی شکوہ بیجا ہوگا

کس سے کہون کیا ہے مری وقت نزع
اوسکا یہہ کہنا کہ یہہ کیا ہوگیا

معتقد ہون کعبہ کا ناظم مگر جا کر وہان
عبرت آتی ہے کہ کیا بتخانہ ویران ہوگیا

ستم مین شہرہ جو وہ آفت زمانہ ہوا
فلک کو عذر ستم کے لیے بہانہ ہوا

تری محفل مین خوش بیٹھا تھا کیا معلوم تھا مجھکو
کہ مجھہ تک آکے پھر اولٹا چلیگا دور ساغر کا

یہہ غصہ ہے کہ دل مضطرب نشانہ نہ تہا
ہوا جو تیر خطا مین گناہگار ہوا

جب شکوہ میرا غلو نہ سنا سر گران ہوا
قدرت خدا کی ہین نہوا پاسبان ہوا

صیاد خوبرو کو نہین احتیاج دام
جسپر پڑی نگاہ وہ تسخیر ہوگیا

عشق اور مدعا طلبی واہ رے سمجھہ
دہبا ہوس کا داغ تمنا ٹھہر گیا

کرتے ہین ایک عذر نیا ہر ستم کے بعد
گر یون ہی ہی تو قاعدہ اچھا ٹھہر گیا

مجھکو تقصیر کا دہبا نہ لگایا ہوتا
تم خفا ہوتے اگر تمکو خفا ہونا تھا

انداز نیا ہے دل لگی کا
رونے مین پتا نہین ہنسی کا

بات ایسی کون سی ہے کہ جسکو بڑھایئے
اک مختصر سوال ہے یا بوسہ یا جواب

کہلنڈرے ہین پر ایسے کہ راہ مین ہر روز
بگاڑ دیتے ہین دو تین چار کی صورت

مرنے سے اپنے خوش ہین کہ انجان بنکے وہ
ہر اک سے پوچھتے ہین مجھے بار بار آج

عشق ایک بیخ ہی مگر اوسمین ہوئے ہین جمع
غمہائے جانگداز و مرضہائے لاعلاج

وہی تم ہو وہی خنجر ہے پر انصاف کرو — ہاتہہ پر ہاتہہ دہرے بیٹھے ہو کیا میرے بعد

راز میرا ہے او نہین غیر سے کہنا منظور — اور مین خوش ہون کہ سن لیتے ہین تنہا ہوکر

شیخ نے حجرہ کا دروازہ رکھا ہے نیچا — یعنی یان آئیگا بیساختہ انسان جھک کر

کیون آکے کہو در پہ کہ وہ گھر مین نہین ہین — کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز

مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط — کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط

کہتے ہین کہ وہ بہی یہی کہتے ہین کرون کیا — کہتے ہو کہ دلجوئی اعدا نکرو تم

مرنے کی جگہہ ہے کہ وہ سنکر مری تقریر — بولے بہی تو یہہ بولے کہ غوغا نکرو تم

ہم تمکو برا کہتے ہین یا غیر کو تمہاری — لو غیر کے بہی اچہے سہی جھگڑا نکرو تم

اب لکہین گے شکوہ بیداد ہم دل کہولکر — نام اونکا آسمان ٹھہرالیا تحریر مین

فسانہ ستم ہجر ہے سوال نہین — نہ دو جواب سنے جاؤ کچہہ ملال نہین

وفا شعاری ناظم یقین نہین نہ سہی — یہہ کون شخص ہے اسکا بہی کچہہ خیال نہین

یہی سمجہو کہ نکالے ہوئے ہونگے ورنہ — کیون پہر اوس بزم سے ہم خانہ خراب آتے ہین

میری وفا کی داد نہ جرم عدو سے بحث — کیا خوبیان ہین میرے تغافل شعار مین

سبکے اس عمر مین ہوجاتے ہین ایسے ہی حواس — تجہہ سے کچہہ شکوہ ہمین اے فلک پیر نہین

ہمت مرغ سحر خوانکا ہون قائل کہ اوسے — نالے سے زمزمہ مقصود ہے تاثیر نہین

گل کا نام اک نگل گیا تو کیا — تم ہی اچہے ہو رنگ مین بو مین

ملجاتے ہین تو کہتے ہین اچہی طرح تو ہو — گویا ہمارے جی مین کچہہ ارمان ہی نہین

خوش ہو رہے ہین ہم کہ بنایا ہے ہمنے یار — دیکہا تو اونکے در پہ وہ دربان ہی نہین

چاہتے ہین کہ سنین مرحبا نا — پوچھتے رہتے ہین اکثر مجہکو

رخصت عرض حال کیا مانگون — کہہ نہ بیٹھین کہین کہ رخصت ہو

کہتے ہو جائینگے پہر کیون نہین جاتے جاؤ — میرے جینے کی مجہے راہ بتاتے جاؤ

واجب القتل نہین زیست سے بیزار تو ہون
مین تو سائل ہون خریدار نہین کیون اولجہون
مجہے اوٹہاتے ہو کہکر کہ ہے یہہ خلوتِ خاص
غلط سہی اثرِ آہ و نالہ پہ ناظم
اک مزہ البتہ ملتا ہے سو وہ بہی مشترک
اور کیا نالہ و فریاد سے حاصل مجہکو
تکلف کیا ہی گر صورت مین مہر و مہ سے بہتر ہو
ڈرنے لگا ہے اب مہ و خور سے بہی دل کہ یہہ
اب کچہہ نہین تو باندہتے ہین خنجر و شمشیر
کہتے ہو کہ ہم غیر کو آنے نہین دیتے
وفا کی ہم نے اور تم نے جفا کی
نگاہِ شوق نے کیا کچہہ نہ دیکہا
کرون آج اوسکو ناز و غمزہ مین تیز
نکالا ہم نے کچہہ فاضل اونہین پر
قصۂ کوہکن و قیس کو تہ کر رکہیے
جانتے ہم بہی کہ ہے خلد مین راحت کیسی
جو چہنتے ہی ہو دلکو تو مول کیون لو جہو
بیان سوز غم عشق سنکے کہتے ہین
ضد سے وہ بزم سے مین نہین دیتے جا مجہے
مرنا تو ہر طرح ہے مسلم پر اوسکی تیغ
مین نے جو کی حسد کی مذمت تو آپنے

لو اب آئے ہو تو جہگڑا ہی مٹاتے جاؤ
قیمتِ بوسۂ لب روز بڑہاتے جاؤ
وہ کون لوگ چلے جاتے ہین اودہر دیکہو
رہے نہ دل مین ہوس آؤ یہہ بہی کر دیکہو
بوسہ کیا شے ہے کہ جسکے دینے مین تکرار ہو
پہیر دیجے کہین گہبرا کے مرا دل مجہکو
طریقِ ظلم مین بہی دو قدم گردون سے بڑہکر ہو
پہرتے ہین راتدن فلکِ فتنہ زا کے ساتہہ
کیا جانے کیا باندہتے ہوتی جو کمر کچہہ
سچ ہو یہی پر مین نے سنا اور ہی کچہہ ہے
تم اچہے ہم برے قدرت خدا کی
گرہ جب کہل گئی بندِ قبا کی
کوئی گنتی کہون تیغِ ادا کی
وفا سے کم رہی گنتی جفا کی
اپنی بیتی کہے یہہ خاک نشین تہوڑی سی
ملتی اوسمین سے اگر ہمکو ہین تہوڑی سی
خریدنے مین نہین اسطرح مچل جاتے
یہہ بات ہوتی اگر سچ تو تم نہ جل جاتے
مین جانتا ہون جانتے ہین پارسا مجہے
ملتی اگر گلے سے تو ملتا مزا مجہے
پیرائے مین ہنسی کے کہا مر حبا مجہے

ثبوت جرم کی تا اوسکو احتیاج نہو
عدو کو دیکھون تو دیکھون اونہین خدا کے لئے
جنت مین شہد و شیر و گل و میوہ ہو تو ہو
کھلے کیا دل در و دیوار کے آثار باقی ہین
اوس بت کا کوچہ مسجد جامع نہین ہے شیخ
ڈرتے ہین محتسب سے بھلا آئیے تو سہی
ناظم کبھی نہ کوچے مین تیرے قدم رکھے
بوسۂ لب تو دیا کیا کہنا
نامہ بر ہو کے ذلیل آتا ہے
کہا سنے کہ بیدل ہون کہا یہہ قول باطل ہے
کہے یہہ کون کہ تم کیون وفا نہین کرتے
مین خفا ہو کے جو محفل سے چلا آیا تھا
اک جہان کشتۂ انداز خود آرائی ہے
گذرے گی شغل حیلہ تراشی مین شب مجھے
عذر ستم فریب و تمنائے صلح جھوٹ
انبار ہین غمون کے مرے دل مین ہر طرف
نہی تم سے توقع یون عدو کے دم مین آؤنگی
جیئے گا کون کل تک جو تم اوسکے پاس آؤ گے
ہوا آگاہ مہ برق آن قتل ہم کیون غم کرین ناظم
اس سے کیا بحث کہ ہوگی شب فرقت کیسی
نہ گذر دوست تک اپنا نہ بغیر اوسکے قرار

لئے تو نشہ مین بوسے مگر جتا کے لئے
کہ مدعی سے ملون اپنے مدعا کے لئے
ناظم خوشی تو یہہ ہے کہ وان مے حلال ہے
ہوا ہر چند گھر ویران صحرا پھر بھی صحرا ہے
اوٹھیئے اور اپنا یہان سے مصلا اوٹھائیے
اچھی کہی کہ ساغر و مینا اوٹھائیے
بیچارہ کیا کرے کہ یہی رہگذار ہے
کہیئے کچھ بڑھ کے بھی ہمت ہوگی
خیر آگے کو نصیحت ہوگی
زبان ہے سبکے منہہ مین اور سبکے سینہ مین دل ہے
وہ کیا کہینگے مگر یہہ کہ جا نہین کرتے
آج کہتے ہین کہ کل زہر نہ کھایا تو نے
آپ جو چاہین کرین آپکی بن آئی ہے
جانا ہے بزم یار مین کل بے طلب مجھے
صحبت بگڑ گئی تو بناتے ہین اب مجھے
اک گوشہ مین پڑا ہے غم روزگار بھی
کہان جاتی رہے وہ خو محبت آزمانے کی
قسم سچی سہی پر پھر بھی کیا حاجت ہے کھانے کی
چلو ہاتھ آئی اک تقریب اوس کوچہ مین جانیکی
موت اوسمین نہین آتی یہہ مصیبت کیسی
گھبرا آئی ہے اور آئی ہے طبیعت کیسی

غصہ آئینہ دکھانے سے ہو دونا کیا خوب
یہہ نہ دیکھا کہ بگڑ جاتی ہے صورت کیسی

آئے ہین جنازہ پہ باندازِ تجاہل
سچے نہین اور وعدہ بہی جہوٹا نہین کرتے

دل لیکے ندین قیمتِ دل ایسے وہ کیا ہین
چکے ہین ابہی ہم بہی تقاضا نہین کرتے

حشر کو کہینچون ترا دامن بہلا دیکہون کہ تو
وان بہی جہنجلا کے کہے یوسف علیخان چہوڑدے

قاتل آیا نہین کہتے ہین کہ آرام مین ہے
ملک الموت ہی آجائے وہ کس کام مین ہے

جو کہیے درد دل سنیے تو کہتے ہین کہان کہیے
اوسیکو درد دل کہتے ہین جو گفتار مین آوے

یان صبح و شام دہیان مرا نامہ بر مین ہے
وان وہ اور اوسکا بستر اوسی ہگذر مین ہے

دیے ہین دو دم نے ہمکو بوسے ہم ایک جان اب فدا کرینگے
ملینگے جب حشر مین دوبارا تو قرض باقی ادا کرینگے

نثار محمد امان دہلوی فرزند سعادت اللہ معمار از شاگردان شاہ حاتم دیوانے
گزاشتہ

پوچہا جو اوس نے خوش ہو کہا مینے شکر ہے
بولا کہ ہے یہہ شکر شکایت بہرا ہوا

خوبی مین ترے حسن کی کچہہ حرف تو کب ہے
لیکن یہہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے

نساخ ابو محمد عبد الغفور خالدی امروز در کلکتہ است و با عزاز تمام بسر می برد تذکرہ اش دیدہ ام اشعار بسیارے از سخنوران دران گرد آوردہ سخن شعرا تمام دارد سلیقہ انتخابش ازان پیدا است او راست

میرے مرنیکا یہہ غم ہے کہ مچا وینکر
گور پر بیٹہہ رہی جہرو وفا میرے بعد

آتے ہی اونکی جان کہو نسے جو پہر گئی
کہنے لگے مرو بہی کہین جان بلب ہو تم

تم سے ہوا نہ دردِ دلِ زار کا علاج
پہر کون سے مرض کی بتاؤ دوا ہو تم

تم سے ڈرتا ہون کہین تو کی نہ نوبت آئے
آپ سے آپ لگے کہنے جو اب تم مجہکو

بیبا کیون سے آتی ہے صاحب حیا مجہے
تم بہی خدا کی شان کہو بے وفا مجہے

مشکل آسان جو ہوئی دیکہکے اونکو دمِ نزع
بولے وہ آئی نہ آتی تو نہ مرتا کوئی

نسیم اصغر علی خان دہلوی ابن نواب آغا علی خان از تلامذۂ مومن خان و مشاہیر سخنوران است در لکھنؤ اقامت داشت دیوانے دارد در ۱۲۸۲ھ درگذشت از وست

او نہین ہٹتی تہی مجہے خواہش رہا جہگڑا نہین ہان کا
وہان دامن نہین یان ہات تہا مطلع گریبان کا

حیا بڑہنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا
اشارہ ہوکے رہجاتا ہے ہر مہربانی کا

کبہی آغوش مین رہتا کبہی رخسار و نیر
کاش اے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہہ بولا کافر
ہائے منہہ دیکہے گا آکر وہ مسلمان میرا

کہے دیتی ہین یہہ نیچی نگاہین
کہ بالائے زمین کیا کیا نہوگا

بیکسی اپنی وہ رونا تیرا
تجہکو ہنگام سفر یاد آیا

گلے مین بخت کے اونکا بہی کچہہ تصنا نکل آیا
ہوئی تہی صلح کس مشکل سے پہر جہگڑا نکل آیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا

منت بہی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
مانند قول یار مین بے اعتبار تہا

آنکہون مین ہے لحاظ تبسم نہ فزا ہین لب
شکر خدا کہ آج تو کچہہ راہ پر ہین آپ

ہاتہہ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
یہہ ارادے ایک مشت خاک پر

کس کس مصیبتون سے ہوئی ہے نصیب گر
کیا کیا اوٹہائے ہین شب غم مین قضا کے ناز

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بہی
خیر کسی طرح سے شرماؤ بہی

نصیر شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو فرزند شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان رح تلمیذ میر محمدی مائل از مشاہیر سخنوران است پانزدہم و بست ونہم بزم مشاعرہ می آراست و در زمین ہاے سنگلاخ طرح میکرد در آخر عمر بہ حیدرآباد رفت و آنجا درگذشت دیوانے گذاشتہ

پشت لب پر ہی ترے یہہ خط ریحان ایسا | منہہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خان ایسا
سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو | اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو
دیکھ لیتی جو اوٹھا کر ترے کیا ٹوٹتے ہاتھہ | لیلی ایسا تو نہتا پردۂ محمل بہاری
دل کا کیا مول بہلا زلف چلیپا ٹھیرے | کچھہ تری گانٹھہ گرہ مین ہو تو سودا ٹھیرے
دل یہہ کہتا ہے کہ تا یاد بتان دلواؤ | چھیڑنے کا مرے پھر آپ مزا دیکھینگے

نطق مقصود احمد کاکوروی برحال او آگہی دست نداد این بیت چند از دست
ورد دیوان دارد ٥

زیر زمین بھی جور فلک سے نہین نجات | مرنے کے بعد قبر مین چوری کفن گیا
قتل منظور ہے تو بسم اللہ | ڈہونڈ ناکیا کسی روایت کا
بخت مین دو نکے یون تو خیر جلنا ہی مگر | شمع تو مجھسے پھر اچھی ہے کہ اوس محفل مین ہے
ہر نگاہ ناز ہی اوس حور وش کی دلنشین | جو نکلے آنکھہ سے وہ بھی ہمارے دل مین ہے

نظام نظام شاہ رامپوری جز اینقدر ساز و اطلاع ہم نرسید ٥

انداز اپنا آئینہ مین دیکھتے ہین وہ | اور یہہ بھی دیکھتے ہین کوئی دیکھتا نہو

نواب بدر عالی گہر امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
ترجمہ حافلہ ایشان از اسفار علوم مثل اتحاف النبلا وغیرہ توان دریافت واگر از
فیما نحن فیہ آرزو داری تذکرۂ شمع انجمن پیش چشم باید گذاشت این قدر ناگزیر است
کہ شاعری دون مرتبہ ایشان ست ہر نواے کہ باصول سخنوری بر داشتہ اند یکتا
در تازی و پارسی ست ہر چند کہ سخنوران بسیار بودہ باشند اما سخن فہمی باین منزلت
شاید کہ چشم روزگار ہم ندیدہ باشد در زبان ریختہ ہیچ از ایشان مرقوم نیست یک دو
شعر از افکار عالم شباب کہ از مدتہاے دراز تحویل حافظہ خاکسار است بغرض استعادہ
زیب و زینت درج این صحیفہ و نذر ارباب ذوق کردہ میشود ٥

باتون باتون مین کچھ اوس نے بات ایسی چھیڑی | کہتے کہتے دل سے حرفِ مدعا جاتا رہا
غیر پوچھے ہے تو کہتے ہین مجھے | آپ بھی بندہ کے عشاق مین ہین
حضرتِ ناصح دل اوس بیدرد کو دون یا نہ دون | آپ تو کہیے کہ اسمین آپکی کیا رائے ہے
سنکے دیوانہ مجھے قتل کیا اور بولے | ایسی رسوائی کے جینے سے یہہ مرنا اچھا
عبث رقیب کی تعریف مجھہ سے کرتے ہو | یہی نہ کہدو کہ اوٹھہ جاؤ میری محفل سے
جانتا ہے او نہین اے شکوہ بیرحمی یار | تا بلب آکے خبر دار دعا ہو جانا

نواب تخلص نواب کلب علی خان بہادر والی رامپور ترجمہ ایشان در نگارستان سخن بہ بسط مذکور است و نیز بجہت شہرت تمام حاجت بیان ندارد درین فن دستگاہے بلند و مہارتے ارجمند نصیب ایشان است استفادہ از منشی امیر احمد امیر دارند چہار دیوان از افکار ایشان ترتیب یافتہ بطبع رسیدہ مطبوع گردیدہ بیتے چند از انہا پیش نظر سخنور انست ستایش آنہا نتوان کرد ہر چہ در شعر باید و شاید موجود است و برارباب نظر واضح ولائح

ب

مرے ہی سامنے اغیار کی ہنس ہنس کے باتین ہوئین | مجھی سے ہو پہر اولٹا شکوہ میری بدگمانی کا
قابلِ دید ہی دن حشر کا پر اے نواب | سیر ہو جائیگی دونی جو کہین تو آیا
فرشتے عرش کے بے اختیار رو دینگے | تڑپ کے ہمنے اگر سوئے آسمان دیکھا
کیا یہان سے وہان سوا ہوگا | حشر مین بھی یہی خدا ہوگا
بچا ہوا تہا جو کچھہ تیری چال سے فتنہ | بدل کے رنگ وہی گردشِ زمانہ ہوا
وصال کا ہو جو وعدہ تو موت بھی کہونان | کہ آج شکوہ تجھے مین نہین بلانیکا
بے نشانی تجھے مبارک ہو | وہ پتہ پوچھتے ہین تربت کا
پہلے منہہ دیکھو آرسی مین تم | پھر سبب مجھسے پوچھو حیرت کا
دلِ پژمردہ کو بھی رو لین گے | وقت ہوگا جو کوئی فرصت کا

ایسے حسرت کی نگاہوں سے بلایا مین نے — کہ مرے قتل کو روتا ہوا جلاد آیا

وصل کا وعدہ نکرنا وقت آخر ناز سے — ورنہ جینے کے لیے اک آسرا ہو جائیگا

گالیان روز تمہین پہ ہمنے سنا ہی نواب — اور کچھہ شکوہ ہوا آپکا اعزاز نیا

بعد اک مدت کے وہ سمجھے ہائے یہہ بہیجا جواب — ہم نہ سمجھے کوئی مطلب آپکی تحریر کا

حضرت نواب زاہد پر ترحم واہ واہ — حکم ہو اسکے لیے تو حشر تک تشہیر کا

چرخ سے آتی ہی ادسوقت بلا جب سب سے — پوچھہ لیتی ہے پتا آپکے شیدائی کا

کل جو مقتل مین اداسے وہ ستمگر آیا — مین بھی تھامے ہوئے اپنا دل مضطر آیا

کس نے نواب پکارا تجھے جو تو گہر سے — ہاتھہ باندہے ہوئے رومال سے باہر آیا

تم بر مین ہو تو گہر مین پہٹکنے ندون کبہی — آفت تو کیا ہے آئے اگر آسمان تک

کہتی ہے جسکو فتنۂ محشر تمام خلق — ڈرتا ہون وہ بہی کوئی تمہاری ادا نہو

انتظار نامہ بر مین ایک مدت ہوگئی — روز پہرا آتا ہو نہین دو چار منزل دیکھکر

وہ چیز نہین دل کہ مین دون یا تو نہین دیدون — مانگو تو ذرا ناز سے پہلو مین مچل کر

دل روز نیا مانگو نہین کچھہ یہہ بڑی بات — دونگا مین اسی دلکو تمہین پہیر بدلکر

لیا ہے چشم تر نے خون عالم اپنی گردن پر — ذرا تم بہی تو رو دو حسرتو نسے تیر کشیون پر

سینہ مین رکہہ لین ذرا دلکی تسلی کے لیے — کہانہ جائینگے ترے نشتر کو اے فصاد ہم

قاصد کو بہیجتا ہون تو شوخی کی راہ سے — میرا ہی نامہ بہیجتے ہین وہ جواب مین

پوچھو تو کوئی بات مرے ڈہب کی مجھسے تم — دیکھو تو پہر مین کہتا ہون کیا کیا جواب مین

عجب حسرت سے دیکھا ہی سو جانان دم آخر — رہیگی یاد اوسکو بہی نگاہ واپسین سون

ترے کوچہ مین ہی مدت سے ہمیر نزع کا عالم — گہڑی ساعت کا نقشہ ہمنے دیکھا ہی مین سون

خواہش کرون وفا کی جفا کا گلا کرون — تم میرے بسمین ہو تو خدا جانے کیا کرون

سو ظلم ہم پر ابتو ہین پر کچھہ بہی یاد ہے — کہنا وہ بے بسی مین کہ اللہ کیا کرون

ہوتی ہے رات وصل کی جس گھر مین اسکے
اتنی دعائین مانگین عدو نے کہ چھن گیا
خوابین ہی جو طلب کرتے ہین تو شوخی سے
عاشقونکو نہ ستا پھر خدا اے ظالم
بناؤ شب کے تو سب لوگ دیکھتے ہین مگر
خدا جو پوچھتا ہی حال حشر مین تو ہم
یار آتا ہے تصدق کے لئے ای واعظ
غیر کے وصل کا اوس دن مجھے آئیگا یقین
افسوس اپنے جی سے بھلائے اوسیکو تو
شہرت تمہارے جور و ستم کی ہو کسطرح
واعظ بیان کرتا ہے حورونکی گرمیان
ہر بات مین نکلتے ہین پہلو نئے نئے
ہو قصر خلد بھی تو نہین قابلِ پسند
چھپاؤ شوق سے تم رازِ الفت کچھہ نہین پروا
مجھے دیکھتے ہو عبث چارہ سازو
کیا جانے نامہ بر نے مرے مجھسے کیا کہا
لے بھاگین وحشتین نہ کہین میری لاش کو
پڑ گیا رعشہ دستِ قاتل مین
ہوئے بیچین ایسے پیر قد پر کہ بول اوٹھے
ذرا سی بات پہ مر جاتے ہین دم بھر مین حسرت سے
نہین ہم قابلِ الفت تو شاید

اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان نہین
تھوڑا سا تھا اثر جو مری دل کی آہ مین
مجھہ سے پہلے وہ رقیبونکو بلا لیتے ہین
ان فقیرونکی تو سب لوگ دعا لیتے ہین
ہم اونکی بگڑی ادائین سحر کو دیکھتے ہین
نگاہِ یاس سے اوس فتنہ گر کو دیکھتے ہین
دے ذرا پھر خدا اپنا بھی ایمان مجھکو
پیار کر لوگے کسی دن جو مری جان مجھکو
جس دلکو تیری یاد مین اپنی خبر نہ ہو
تشہیر مری لاش اگر دربدر نہو
ایسے مین سیر ہو جو وہ گرم خرام ہو
سوچو تو کسطرح کوئی پھر بدگمان نہو
جس گھر مین درد سے کوئی نوحہ خوان نہو
خبر کر دینگے دو نالے ہے ساری خدائیکو
ذرا میری آنکھونسے قاتل کو دیکھو
پہلو مین دل اوچھلنے لگا کیون خبر کیے تھا
پہناؤ بیڑیان بھی عزیزو کفن کے ساتھہ
اضطرابِ دل و جگر کو دیکھہ
ذرا پوچھو تو یہہ کس کشتۂ حسرت کی تربت ہے
سمجھہ رکھو اسے تم عاشقونکی یہہ بھی عادت ہے
ملایک آئینگے عرش بریں سے

گئے وہ غیر کے گھر ہمنشینو
قیامت کو بلا لاؤ کہین سے

غضب حسرت بھری ہے اسمین ظالم
ذرا بچنا نگاہ واپسین سے

ہم ہی کو قتل کرنا مسکرا کر
پھر الٹا اوسکا شکوہ بھی ہمین سے

اتنے دن بھی گذر ہی جائینگے
کاش ہو وعدہ روز محشر کا

تم اے خضر لو راستہ اپنے گھر کا
خدا جانے ہے دھیان مجھکو کدھر کا

یہہ آیا کون کہ آتے ہی جسکے محشر مین
ہر اکطرف سے اوٹھا شور دادخواہی کا

قتل کے بعد رحم آتا ہے
یہہ پتہ ہے ہمارے قاتل کا

طلب ہے لطف سے تو ٹالنا تغافل سے
ادا سے لیتے ہین سب کام وہ اشارونکا

ہاتھہ رکھہ لیتے ہین آنکھونپر وہ کس ناز سے
تذکرہ کرتا ہے جب کوئی کسی بیمار کا

ادا سے بگڑنا لگاوٹ سے ملنا
یہہ انداز بھی ہے نرالا کسی کا

ہوا ہے مدتون مین وہ ستمگر مہربان اپنا
بنائیے اور عالم مین مکان اے آسمان اپنا

کہو رقیب کی فریاد سے کہ دم بھر کو
ہماری آہ کو دیدے ذرا اثر اپنا

ہائے بیجرمی قاتل کی شہادت کے لئے
نام خود ہمنے لکھا ہے سر محضر اپنا

ہوا ہے عزم الٰہی سوے عدم میرا
بتا تو کون سے دلمین رہیگا غم میرا

عدو کا خط سمجھکر نامہ قاصد سے لیا لیکن
بہت بگڑے لفافہ سے جو خط میرا نکل آیا

سمجھونگا مین اے چارہ گرو گر مرے دل سے
ارمان کوئی ہمرہ پیکان نکل آیا

کہے گا مرحبا کون اے اجل تیری آمد اونپر
جو مرتے دم بھی مجھکو غمزہ قاتل پسند آیا

کعبہ جاتے تو ہو لیکن نواب
کیا کروگے جو صنم یاد آیا

تا مجھکو نہ امید ہو اسواسطے نواب
غیرونسے بھی محفل مین اشارا نہین ہوتا

تم مرے غیر کے جھگڑے مین عبث بول اوٹھے
دیکھہ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری

جیتے جی بات نہ پوچھی کبھی اب میرے بعد
پوچھتے پھرتے ہین ہر ایکسے تربت میری

اے پری دے تو ذرا ناز سے اک جام مجھے
کہ سمجھتے ہین بہت نیک مے آشام مجھے

یہی اندیشہ ہے اب کون مریگا تجھ پر
مرگئے پر بھی نہین گور مین آرام مجھے

آچکا تنگ سے ترے طعنونسے نہ پی تھی واعظ
اوس نے منگوائی ہے لے ابتو بھلا تھام مجھے

کیسے کیسے تری وصلت مین مزے لوٹو نہین
زندہ رہنے دے اگر لذتِ دشنام مجھے

ایسی جورون کو یہین سے ہے سلام
جنکا واعظ بھی تمنائی ہے

آتے آتے پھر گیا مسجد سے وہ
واعظون کی آج عزت رہ گئی

پہلے روتے تھے جان کو لیکن
ابتو آنکھون کا اپنی رونا ہے

بسمل کی تڑپ پر نہین الزام ذرا بھی
طاقت نہین خود ساعد و بازو مین تمہارے

ہوتا نہ حیا پر شب وصل اونکو بھروسا
واقف وہ اگر ہوتے مری بے ادبی سے

دیکھنا جنکا گوارا نہین مجھکو دم بھر
ہائے وہ بھی نگہ ناز کے بسمل ہونگے

یہہ نہ سمجھے تھے کہ اک عمر کے شکوے دلسے
دو ہی باتو نمین ترے پیار کے زائل ہونگے

اغیار سے جو لطف تھا ملنے مین وہ تھا
یون ملنے کو تو مجھسے بھی وہ بار ہا ملے

قاصد کی کچھ خبر نہین نواب کیا ہوا
پھرتے تو خط کے راستہ مین جا بجا ملے

امیدِ وصل تھے صدقے آج پرسش کو
وہ آتے ہین سر بالین ذرا سنبھال مجھے

کسی پر دم نکلنے مین تو یہہ سختی نہین ہوتی
مرے سینہ سے پیکان آپکا شاید نکلتا ہی

لے تو چل اوس بزم مین اے شوق دید
دیکھ ہی لینگے اوسے دل تھام کے

ہجوم شوق مین جب دلکی آرزو نکلے
کہ پردہ کعبہ کا اولٹون وہان بھی تو نکلے

تمہین تو ناز تھے نواب پارسائی پر
تمہارے گھر مین تو مے کے کئی سبو نکلے

کیا کہتے ہو تم ہم سے کہ کیون غیر کے گھر آئے
دیوانون کا کیا پوچھنا آئے جدھر آئے

کسکی یہہ شبِ وصل ہے جو شور مچاتے
سورج نہین ڈوبا ہے کہ مرغ سحر آئے

دے عمر دوبارہ تو ہون قربان الٰہی
مقتل مین ہے اک غل کہ وہ بار دگر آئے

اللہ رے تری شرم کی شوخی کہ وقت دید
چوری چھپے نگاہ کرینگے وہ کیا ادہر

وصل کی تجہہ سے جن اغیار سی ٹھیری ہوگی
عیش کا نام نہ لیتا کبہی عالم مین کوئی

کون اوٹہائیگا لطف ناکامی
غیر کو تجہہ سے بہم دیکہینگے

خفا ہو کیون مرے مرنا لو نسے تم خوشی کی جگہہ
ملا ہے یار تو نواب اتنے خوش کیون ہو

تو بہی کچہہ قدر کر اسکی کہ ہوا ہے ظالم
وصل مین اوس سے بگڑ جائے تو ایسے ہی صنم

ستاتا ہے ہر دم نئے رنگ سے
غیر کے حال سے اوس بزم مین کیا ہمکو خبر

رات بہر وصل مین کروٹ بہی نہ بدلی تمنے
شکلے نہ پایا مری جانب خنجر دیکہا

اوس حیلہ گر نے کو تہی شب کے شکوہ سے
دیا ہے بوسہ اوسے پہیر لو تو ہم جانین

آزار ندین تمکو کہ رسوا نہ کرین ہم
ہم تو جب جانینگے یہہ زہد تمہارا نواب

جنکا رونا تہا مجہے وصل مین اونکی آگے
دل دیا تہا جسے نواب نے روز ازل

ابہی تو بہولے ہوئے ہو مگر یہہ یاد رہے

کیا کیا نگاہ ناز کو چوری لگا گئی
مجہسے تو میری موت بہی آنکہین چرا گئی

ہائے کیا اونکے یہان عیش کے سامان ہونگے
ہم سے دو چار بہی ہوتے جو رلانیوالے

ہم اگر تجہسے کامیاب ہوئے
کس کی آنکہون سے یہہ ہم دیکہینگے

تمہین تو فقط [illegible]
خدا ملا کو [illegible]

بعد اک عمر کے ایسا دل مضطر پیدا
تو ادا ہنکے مرے حق مین قضا ہو جانا

زمانہ بہی تیری ادا ہو گیا
اوس سے آگاہ ہین اپنا جو کچہہ اعزاز ہوا

یہہ بہی دل لینے کا شاید کوئی پہلو ہوگا
نہ ہوا اس سے بہی خاموش تو ہنسکر دیکہا

رکہا ہے اپنا وصل قیامت کی رات پر
یہہ دل نہین ہے کہ لیجاو مسکرا کر تم

ہم تم سے ہون تم ہم سے تو کیا کیا نکرین ہم
آئین وہ ناز سے اور تمکو مراقب دیکہین

اب وہ نالے شب ہجر انہین مزا دیتے ہین
پہر وہی آتا ہے اب دیکہئے کیا دیتے ہین

نہونگے ہم تو کہوگے وہ یاد آتے ہین

جب مین نے کہا ظلم اوٹھائے نہین جاتے
جھنجلا کے یہہ کہنے لگے پہر ہمکو ستایا ہو

غیر کے آگے نہین چھیڑتے ہو تم مجھکو
انہین باتونسے تو ہوتا ہے توہم مجھکو

دہوم ہے حشر نے برہم کیے دونون عالم
بیحد وتم بہی ذرا اپنی خود آرائی کو

اداسے نازسے غمزہ سے مسکرانے سے
وہ دل کو لیتے ہین ملجائے جس بہانے سے

گر سادگی پسند ہے تمکو تو بیحد رو
اپنا بناؤ میرے مقدر کے واسطے

لیلے وصل کی شب جیں دانے دل اپنا
جو دیکھہ پاؤ تو صدقے ہو اوس ادا کے تم

جسپر ہزار ناز تھے نواب کو وہ دل
دو ہی اداؤ نہین تری پامال ہو گیا

دلکو تڑپنے سے تسلّی ہوئی
درد جگر بڑہ کے دوا ہو گیا

ہر چند تہا عتاب عدو پر وہان مگر
دو جہڑکیونکو سنکے یہان کام ہو گیا

بھولے بنے تو ہو مگر اتنا تو سوچ لو
کیا ہو گا گر کسیکو کبھی پیار آگیا

عشق آفت ہی سہی ناصح مگر
کیا کرین بیساختہ دل آگیا

مرنا بہت ہے مشکل کہتے ہو منہہ بنا کر
صدقے تمہارے منہہ کے دیکھو تو مسکراکر

جذب دل کھینچ تو لاہین ترے صدقے جاؤن
رک گئے ہین وہ اداسے سر محفل آکر

اجل کی سختیونکو کون دیکھے چشم حسرت سے
بند ہی ہے ٹکٹکی اپنی نظر ہے روے جانان پر

جتایا عشق تو انجان بنکے بول اوٹھے
یہہ باتین جہوٹ ہین ہم تمکو خوب جانتے ہین

تم عبث فریاد سے گھبراتے ہو وقت اخیر
ہو چکا جھگڑا ابھی دو چار آہین اور ہین

راز وصلت نہ بتاؤن تو کرون کیا ظالم
کہ مجھے غیر ترے سر کی قسم دیتے ہین

شب فراق یہہ کیا سوجھی ہے فرشتونکو
کہ آسمان کو گردش سے تہام لیتے ہین

کو نہین بھیجتے پر میرے جلانیکے لئی
روز غیرونکو وہ اک نامہ لکھا کرتے ہین

نواب مر کہین کہ یہہ قصّہ تمام ہو
دنرات تیری جیب مین کب تک رفو کرین

پر جا وہان بہی کچھ ہو پہر دم مصیبتونکا
جنت مین بہی الٰہی ایسا ہی آسمان ہو

بہت ہی ناز تمہین اپنے صبر پر نواب
وہ شوخ ایسے مین آجائے تو تماشا ہو

سو خطا مین تو مین خود اپنی بتاتا ہون تجھے
زندہ جب چھوڑ کہ میری کوئی تقصیر نہو

یہہ حکم ہے مرے قاتل کا ابتو مقتل مین
کہ وقت ذبح بھی بسمل کو اضطراب نہو

عشق پنہان کا جو دعوی ہو تو ہو محشر مین
بات کس کام کی جو چار مین مشہور نہو

ادا سے بولے مجھکو قتل کرکے
یہہ کسکی لاش ہے اسکو اوٹھا لو

کیا کچھ کرے یہہ فتنہ گر نواب اوسکو دیکھکر
تم دونون ہاتھونسے ذرا اللہ دلکو تھام لو

غیر سے بھی یہی عادت رہی نواب اوسکی
منع ہرگز نہ کرو وصل مین شرمانے دو

مرنیکو کہہ چکا ہون مین صبح شب وصال
اب آبرو ہے میری الٰہی سحر کے ہاتھ

بنکر شگفتہ غیر کو افسردہ تو کردن
پر کسطرح چھپاؤن مین صورت ملال کی

لینا سر سجادہ وضو کرکے ادب سے
حرمت ہے بہت رندو نمین نواب سبو کی

الواو

وحشت میر غلام علی خان خلف میر رحمت اللہ خان داماد مولوی رشید الدین خان مرادآبادی مولد در بنارس و شاہجہان آباد نشو و نما یافتہ از گرامی شاگردان مومن خان بود و مضامین بلندی یافت چہا خوش گفتہ است ؎

آئینہ حیرت صہبا کی سناتا ہون اوسے
ذکر سن سنکے رقیبون کی مے آشامی کا

منفعل ضعف جنونسے ہوئے ایسے کہ نہ پوچھ
طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا

میرے مرنیکی خبر غیر کو یون دیتے ہین
مر گیا وحشت جانباز تری جان سے دور

دلمین عدو کے بڑھ گئی کیا الفت آپکی
کچھ اندنونمین پہلے سے لطف و کرم نہین

سن سنکے مجھسے شکوہ لطف عدو کیا
اونکو تو کچھ بھی رشک جفا و ستم نہین

کیون نہ باطل سمجہون اقرارِ وفا   سحر ٹپکے ہے تری گفتار سے

گذرا اس اعتمادِ محبت سے مین خدا   مجہسے چہپائین کاش وہ الفت رقیب کی

کہین ہو رہ جفاے یار کی ہم ہون بعد اسکے   مرے مرجانیکا اغیار کو اسواسطے غم ہے

بسکہ رنج افزاے طبع نازکِ جانان نہین   آسمان پر ہے دماغ اس آہِ بے تاثیر کا

وحشت مولوی حافظ رشید النبی فرزند مولوی حافظ حبیب النبی رفت تخلص از اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود رحمۃ اللہ علیہ در ۱۲۸۴ھ درگذشت اوستاد مولوی عبد الغفور نساخ ست ؎

کہانیکی تو مدت سے قسم کہائی ہے ہمدم   یہہ غم ہے کہ کہاتا ہون کسی شکر پری کا

وزیر خواجہ محمد وزیر لکہنوی خلف خواجہ محمد فقیر سلسلہ نسبش تا خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ میرسد گزیدہ ترین شاگردان ناسخ بود بست دوم ذیقعد سنہ ۱۲۷۰ھ راہ عدم پیمود خوش فرمود ؎

سر مرا کاٹ کے پچہتائیے گا   کسکی پہر جہوٹی قسم کہائیے گا

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین   تو کیا کہتا ہے کچہہ اپنی دوا کر

چلا ہے او دلِ راحت طلب کیا شادمان ہوکر   زمین کوے جانان رنج دیگی آسمان ہوکر

اسی خاطر تو قتلِ عاشقان سے منع کرتے تہے   اکیلے پہر رہے ہو یوسفِ بے کاروان ہوکر

کیا غیرونکو قتل اوس نے موئے ہم رشک کے مارے   اجل بہی دوستو آئی نصیبِ دشمنان ہوکر

گذرا افلاک کے پار گیا لامکان تلک   او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک

وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو رہے   پہٹگیا میرا گریبان تمہارا دامن

قتل بے شمشیر او ظالم کیا   آئینہ دکہلا دیا دو ہوگئے

وقار راے کنور کشن کمار تعلقہ دار اضلاع مراد آباد و بدایون ست و شاگرد منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی ؎

وہ ظلم کرتے ہین ہم واہ واہ کرتے ہین	مثل ہے آن پھنسے ہین نباہ کرتے ہین
تکلف برطرف اے جان عالم اب یہہ بیجا ہے	حیا کو تم سمجھہ لو اور خر دسی ہم بنٹھتے ہین

ہای ہوز

ہدایت ہدایت اللہ خان دہلوی اکتساب باطن از خواجہ میر درد رح نمودہ و نیز از خواجہ اصلاح سخن گرفتہ در ۱۲۱۵ھ از ین خاکدان رفت دیوانے گزاشت گفتارش صفاے دارد ؎

نہ رحم اوسکے ہے جی مین نہ دلمین اپنے صبر	ہماری گذریگی کیونکر الٰہی کیا ہوگا
دیکھا اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا	بس میری جان دوہی پیالو نمین چھک گیا
جسدم زبان پہ یار ترا نام آگیا	کچھہ دلکو مین جان کو آرام آگیا

ہوس میرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علی خان فیض آبادی در لکھنؤ اقامت داشت شاگرد مصحفی بود دیوانے دارد خوشگو بود ؎

نزع مین ہمنے عجب طرحسے دلشاد کیا	آئی ہچکی تو کہا اوس نے ہمین یاد کیا
دی مجھکو درد عشق نے غم مین بھی اک خوشی	رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا
رنجش کا اونہون نے بھی کیا وقت نکالا ہے	مجھسے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنورتے ہین

الیاء

یاس حافظ حفیظ الدین دہلوی بر حالش آگہی دست نداد ؎

جہانمین پھرتے ہین ہم ہر طرف سراسیمہ	مگر یہہ کچھہ نہین کھلتا کہ آرزو کیا ہے

یاس خیر الدین دہلوی از مومن خان و ذوق دہلوی باستفادۂ این فن پرداخته او راست ؎

اس طرف کو دیکھتا بھی ہی تو شرمایا ہوا	اب تلک ہی آنکھ مین شب کا سمان چھایا ہوا
زانوے یاس کہان اور سر دلدار کہان	ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچھ بھی سر پاؤن
ربط غیرون سے طرہ مجھسے وفا چاہتے ہو	دلمین سمجھو تو یہہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو
عشوہ و ناز و ادا طعن سے کہتے ہین مجھے	ایک دل رکھتے ہو کس کسکو دیا چاہتے ہو
شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کہانے دو	کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو
بے ستم میرا وہ بیتابی سے در پر جانا	اور ترا ناز سے کہنا اسے مت آنے دو

یقین انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان سرہندی وطن دہلی مولد از اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود قدس سرہ و از شاگردان میرزا مظہر علیہ الرحمہ در عہد بست و پنج سالگی بہ تہمت زنا از دست پدر خویش کشتہ شد دیوانے دارد طبع شگفتہ داشت ؎

ہر گھڑی صحرا نشینی پر نکر جرأت یقین	آگئی تھی راس مجنونکو بیابانکی ہوا
بہار آخر ہوئی ہے ابتو سینے دو گریبانکو	یقین کرتا ہے کوئی اسقدر دیوانہ بن سکر
اگرچہ عشق مین آفت ہی اور بلا بھی ہے	ترا برا نہین یہہ شغل کچھ بھلا بھی ہے





در ذکر قافیه‌سنجان هندی جزاهم الله بجایزة الخیر مشق سخن هندی هرچند
اتفاق نیفتاد و فرصت تسخیر سبزان این قلمرو دست بهم نداد اما سامعه را از
نوای طوطیان هند حظی وافر است و ذایقه را از چاشنی شکرفروشان این گل‌زمین
نصیبی متکاثر موزونان هندی در بلگرام پنج کروهی قنوج فراوان جلوه نموده اند
و دماغ‌ها را بروایح صندل تر شگفتگی افزوده لهذا این فصل علیحده به تحریر رسید
و شمامهٔ معطری بدست بوشناسان حواله گردید **شیخ شاه محمد بن شیخ
معروف فرملی** بلگرامی در روزگار اکبر بادشاه صاحب ثروت و اقتدار بود
و بحکومت احصار قیام داشت و در هندی اوستاد کامل بود و گاهی نکته‌سنجی
از اقران می‌ربود و در سرزمین ریری چند وار حکومت محلی داشت روزی
با فوج خود بعزم شکار برآمد اتفاقاً از فوج جدا افتاد و عبورش بر سر دیهی واقع
شد در سواد آن دیه دختری صاحب جمال را دید که سرگین گاو را باچه پیاز
نام دختر چنپا بود در ساعد خود زیوری داشت که آنرا در هندی تائیت گویند
و ابریشم سیاه دران تعبیه کنند شیخ اشاره به آن زیور کرده گفت که خوب بهنور
بر کنول نشسته است بهنور زنبور سیاه و کنول نیلوفر را گویند ابریشم سیاه
را به زنبور و دست را به نیلوفر سرخ تشبیه داد که در موزونان هند مستعمل است

وعشق زنبور سیاہ بر نیلوفر نزد نکتہ سنجان ہند مقرر چنانچہ عشق بلبل بر گل و عشق قمری بر سرو نزد اہل فرس چنپا بزبان شکستگی جواب داد کہ بہنور نیست گوبرونده است یعنی جعل کہ در سرگین پیدا میشود شیخ ازین جواب محظوظ شد و لطف طبع او را دریافت و او را براسپ گرفتہ در ربود و بخانہ آوردہ تربیت کرد و او در نظم ہندی فایق و در لطافت و ظرافت بہ بدیہہ گوئی یگانہ برآمد تا بحدیکہ در نظم ہندی از شیخ شاہ محمد سبقت برد دوہا فراوان در سوال و جواب ہر دو میان جمہور مشہور است اکثر سوال از شیخ و جواب از چنپاست و این دلیل افزونی قدرت از چنپاست کہ سوال را فی البدیہہ جواب ہم می رسانید روزے شیخ شاہ محمد و چنپا بر کنارہ دریاے نشستہ بودند شیخ شاہ محمد مصراعے گفت کہ

دوہا

سوال از شیخ دہوم جو اوٹہت ترنگ مین یہہ اچرج ہم آہ

جواب از چنپا انل روپ کوئی کامنی مجن کر گئی ساہ

دہوم دخان ترنگ موج دریا اچرج تعجب ہم مجھکو آہ ہے انل آتش روپ شکل و طرح کامنی زن حسین و نوجوان مجن غسل ساہ اے شاہ محمد حاصل دوہا شیخ شاہ محمد نے چنپا سے بمصرعہ اول سوال کیا کہ موج دریا مین دخان کا نکلنا باعث تعجب ہے چنپا نے فی البدیہہ بمصرعہ ثانی جواب دیا کہ کوئی شعلہ رو نوجوان سوختہ آتش فراق اس دریا مین غسل کر گئی ہے

ایضاً سوال و جواب سورٹھا

سوال شیخ　　سیام رین مین کتہنا اوڑین چمکن کوٹ دس

جواب چنپا　　من متہہ باری دیٹھہ بن پیۃ تیۃ کہوجت پہرئے

سیام سیاہ یعنی تاریک رین شب چمکن کرم شب تاب کوٹ بیشمار دس اطراف من متھہ آتش شہوت باری مشتعل دیٹھہ نظر بن پیہ بہ مہاجرت شوہر تیہ عورت کہوجت پہریئے جو بیان ہے حاصل دوہہ شیخ نے چمپا سے سوال کیا کہ اس شب تار مین کرم شب تاب بے شمار اطراف مین کیون پرواز کرتے ہین اوس نے بدیہہ جواب دیا کہ انکی نظر وںمین فراق شوہر نے آتش شہوت مشتعل کی ہے لہذا اپنے مطلوب کو ہر چارسو تلاش کرتے ہین

ایضاً سوال وجواب سورٹھا

رکم درگ ڈہری سنار　　حم آیو بہایو نین

لینہین نین پکھار　　ملن ہتی تو درس بن

کم کیون درگ چشم ڈہری براز اشک ہوئے سنار زن نازنین و پارسا پکھار صاف کرنا ملن معتبر حاصل دوہا شیخ شاہ محمد سفر سے آئے چنپا انکو دیکھکر جوش محبت سے آبدیدہ ہوئی شیخ نے کہا کہ اے نازنین و پارسا میرا آنا تجھکو خوش نہ آیا چنپا نے فی البدیہہ جواب دیا کہ میری آنکھین تمہارے فراق مین غبار آلودہ ہو رہی تھین لہذا مین نے آب دیدہ سے اونکو صاف کرلیا کہ تماشا مطلوب بخوبی تمام کرین

دوہا

سوال از شیخ جل تھن بیراگ رپ باری باہن سوئے
چنپا دی پرہٹائے یہہ جو رہے تہاری ہوئے

جل تھن سد آب مراد از مسک بیراگ رپ خواب باری دور کرنے والی رپٹ رائے باہن سواری حاصل دوہا شیخ نے یہہ دوہا لکھکر اندر مکان کے چنپا کے پاس بھیجا کہ جو شے مسک و دشمن خواب اور میری سواری ہے اگر تیری راے مین مناسب ہو تو بھیجد و مراد افیون طلب کی ۔

روپ گنواون جگ ہسن تجے کام کی کہاد

جواب از چنپا ہون تہہ پوچھون ساہ یہہ کہان بسا ہے بیاد

روپ گنواون خراب کنندہ حسن جگ ہسن باعث خندہ خلق تجی کام کی کہاد قاطع شہوت بسا ہے خرید کی بیادہ بلا وعارضہ حاصل دوہا چنپا نے افیون بھیجدی اور لکھا کہ یہہ بلا خراب کنندہ حسن و باعث خندہ خلائق و قاطع شہوت آپ نے کہان سے خرید فرمائی ہے ۔

دوہا شیخ شاہ محمد

کہیپ درشٹ اور کنج من سہج پرہ لوانت
بہر کی ہوی کہت سنجری تب ہنتی بہگونت

دوہا ایضاً

کچ چہوٹی تیہ سیس سون بچ رہی اٹنگ
مانو کچن کلس تین امرت پیت بہونگ

جواری ہنی نزدیک ہم ۱۲۵۰ھ

کچ موے سر بب دونون کچ بستان اُتنگ بلند کچہن کلس سبوچہ طلائی امرت آب حیات بھونگ مار سیاہ حاصل دوہا موے سر معشوقہ کھلے ہوئے دونون پستان پر اونچے پڑے ہین گویا مار سیاہ سبوچہ طلا سے آب حیات پیتے ہین ﴿

دوہا ایضاً

چُہپ ترا ین چیر نس مانگ بنک گج راہ

بدن چند دن دیکھت ام کر بھو لو ساہ

چھپ گل ترا ین ستارہ چھر پارچہ چونری برنگ سیاہ نس شب گج راہ کہکشان بدن چہرہ حاصل دوہا شیخ شاہ محمد دن مین رات کو ثابت کرتے ہین کہ معشوقہ پارچہ چونری سیاہ گلدار سفید جو پہنے ہوئے ہے اوسکے گلہائے کو ستارہ اور اوسکی زمین سیاہ کو شب اور مانگ کی خوبی وصفائی کو کہکشان اور چہرہ کو ماہتاب قرار دیکر کہتے ہین کہ روز روشن مین رات دیکھکر شاہ متعجب ہو خود فراموش ہوگیا ﴿

دوہا ایضاً در صفت موے سر

ال مالا بینن گین اہ کل دری پتار

مرگ مد کرن کو چھولی برن پاس تو یار

ال مالا زنبور ہاے سیاہ بینن جمع صحرا اہ کل اقسام مارہاے سیاہ دری پوشیدہ ہوئی پتار زیر زمین مرگ مد مشک کرن ہر دو گوش برن پاس مراد کمند بے خطا حاصل دوہا اے نازنین تیرے موکے

کمند بے خطا ہین کہ بخوف اوسکے زنبور ہاے سیاہ صحرا کو فرار ہوئے اور اقسام مار ہا زیر زمین پوشیدہ ہوئین اور ستک کو حلقہ بگوش کر رکہا ہے ❊

دوہا ایضاً

تِل بنکٹ بھر گُٹی رَلَن سُو سُو بہا جَیَہ جاگ

اَدھر دھنک مَنوُن نِرکھہ کی پانک پسارتِ کاگ

تل بنکٹ خال کج بھر گُٹی ابرو سو بہا خوبصورتی جیہ جاگ خوش آیندہ دل ہے ادھر لب دھنک کمان نرکھہ دیکھکر پانک بازو پر پسارت کھولتا ہے کاگ زاغ حاصل دوہا نازنین کے ہر دو ابرو کا لطف سے باہم ملنا اور بالاے ہر دو ابرو کے خال سیاہ کج کا ہونا دلکو نہایت خوش آیندہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لب کمان کو دیکھکر زاغ خوف زدہ ہر دو بازو اپنے بہ ارادہ پرواز بارہا کشادہ کرتا ہے خال مراد از زاغ و ہر دو ابرو مراد از ہر دو بازوے زاغ ولب مراد از کمان ❊

دوہا ایضاً

مِیٹ مِیٹ بِدھ بِدھ سَچت تو مکھ اوپمان لکھ

جگ بیتی نہچت کرتِ نہچتِ بھیو سو مُکھ

میٹ میٹ مٹا مٹا کر بدھ بدھ طرح طرح سچت اطمینان خاطر اوپمان مثال لکھ لکھا جگ زمانہ دراز نہچت یقین واطمینان مکھ گنگ حاصل دوہا تیرے چہرہ کی نظیر کو بہتون نے باطمینان خاطر طرح طرح سے لکھکر مٹا مٹا کر پھر لکھا اور نقل مطابق اصل ہین اطمینان کرنا چاہا مگر مدت دراز

گذر گئی اور اطمینان نہوا اور جسکو اطمینان ہوا وہ گنگ ہوگیا بمصداق اینکہ مصرع
آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

دوہا ایضاً

تو مکھ پانپ امیہ ندہ دیکہت نیت نہ کات

نین بچتر اکہت ببہ پیوت ہون نہ اگہات

پانپ امیہ آبحیات ندہ دریا نہ کات خارج ازبیان بچتر عجیب اکہت خارج ازبیان بب دونون حاصل دوہا تیرے چہرہ کی خوبی دریاے آبحیات ہے کہ صفت اوسکی خارج ازبیان و متعلق بہ معاینہ ہے علیٰ ہذا القیاس دونون آنکھون عجیب میری کی یہی صفت نہین ہوسکتی کہ شب و روز اوس آبحیات کو نوش کرتی ہین اور سیر نہین ہوتین ٭

دوہا ایضاً

پریتم نین ترنگ چڈہ چہاہنہ جو میلت آی

من پارا گہٹ کوپ تین ابہر ڈہون دس جای

پریتم معشوق نین آنکہین ترنگ اسپ میلت ڈالتا ہے من دل پارا سیماب گہٹ کوپ چاہ دل حاصل دوہا ایک چاہ ہے کہ جسمین سیماب رہتا ہے وہان کے باشندہ کسی تاریخ معینہ پر ایک نازنین کو اسپ پر سوار کرکے اوس چاہ پر لیجاتے ہین وہ نازنین اسپ سوارہ اوس چاہ مین اپنے سایہ کو ڈالتی ہے یعنی جہانکتی ہے بمجرد اوسکے دیکہنے کے چاہ سے سیماب جوش زن ہوکر نہایت تیزی سے اوسکا تعاقب کرتا ہے اور وہ اسپ کو نہایت

خیز کرکے بجان بر ہوتی ہے ورنہ سیماب اوسکو مع اسپ چاہ مین لیجاکر غرق کرلیتا ہے اور سیماب دو سہ کروہ حد معینہ تک اوسکا تعاقب کرتا ہے راہ مین مردمان وہان کے اکثر مغاک کہود دیتے ہین اون مغاکون مین جابجا پارہ بہر رہتا ہے اوسکو وہ لوگ لیکر فروخت کرکے اپنی شکم پروری کرتے ہین - شیخ شاہ محمد کہتے ہین کہ معشوقہ کی آنکہین کہ سوار شدہ اسپ شوخی ہین جسوقت میری طرف دیکہتے ہین چاہ جسم سے دل بیقرار ہوکر مثل سیماب دونون آنکہون معشوقہ کا تعاقب کرتا ہے کہ اونکو گرفتار کرے ٭

دوہا ایضاً

مرگ نینی مرگ راج کٹ مرگ باہن مکہہ چاہ

مرگ انگ مرگمد تلک مرگ ریجہت سرماہ

مرگ نینی آہو چشم مرگ راج کٹ یوزکمر مرگ باہن مکہہ ماہ رو چاہ ہی جسکا مرگ انگ نازک اندام مرگ مد تلک قشقہ مشک مرگ ریجہت آہو فریب سرتاہ تیر ہے جسکا حاصل دوہا آہو چشم یوزکمر ماہ چہرہ نازک اندام مشک کا قشقہ پیشانی پر لگاکے ہوئے ہے کہ آہو جسکی تیر نگاہ کا کشتہ و فریفتہ ہوتا ہے اس دوہی مین لطف رعایت لفظی ہے ٭

دوہا از چینپا

سا ہا اِکدن یون ہتے چتون کہینچی کاس

بہیٹو کہٹولن کو سمی ایک ایک نہہ پاس

اے شاہ محمد ایک دن وہ جوانی کے تہے کہ نظر آسمان پر تہی یا ایک وقت یہہ ہے

کہ چارپائی پر پڑے ہوئے یعنے حالت پیری آگئی اور علاوہ اسکے مہاجرت بھی ہے۔

دوہا چنپا

ناہن ساہ بسارئیے یہو آدہار جیوت

ہم کمدن تم سردسس کرپا کرن سوت

ادہار امید جیوت زندہ ہون کمدن نیلوفر سر دسس ماہتاب سوسم سرما حاصل دوہا اے شاہ محمد مجھکو فراموش مت کرین اس امید سے زندہ ہون کہ تم مثل ماہتاب موسم سرما کے ہو اور مین مثل گل نیلوفر کے پس مجھ پر مہربانی واجب ہے ماہتاب موسم سرما نہایت صاف و روشن ہوتا ہے اور گل ہاے نیلوفر کو شگفتہ و شاداب کرتا ہے۔

دوہا ایضاً

برہ اوساس جرت اب تیہ مکت بن ناہنہ

منون سراوت تن تپت پرت جائی وہ ماہنہ

برہ فراق اوساس دم گرم مکت آزاد بن ناہنہ غیبت شوہرین منون گویا سراوت سرد کرتی ہے تن جسم تپت سوزان وہ تالاب حاصل دوہا غیبت شوہر مین آزاد عورت غلیان مہاجرت سے دم بدم دم گرم کھینچ کر جلتی ہے مگر وہ دم گرم کا کھینچنا اور جلنا اوسکا اوسکو ایسا تسکین دہ ہے کہ گویا نیم سوختہ آب سرد تالاب مین غوطہ زن ہوکر فی الجملہ تسکین پاوے۔

سید نظام الدین متخلص بہ مدہنایک بن سید علاء الدین

بن سید حمزہ بلگرامی قدس سرہ شہرۂ روزگار و در موسیقی ہندی یگانہ ادوار
بود در صحبت نکتہ سنجی و لطیفہ گوئی سیر مجلسی با و مسلم می شد طبع شریفش بعلوم
ہندی مائل گشت و در شہر بنارس کتب سنسکرت و بہاکا کسب نمود و مہارتے
عظیم پیدا کرد و در موسیقی ہندی از علم ناد و تال و سنگیت ساز یکتائی نواخت
محقق این فن و نایک وقت شد و دو کتاب تصنیف کرد یکے ناد چندر کا دوم
مدہنایک سنگار نقشہائے او مشہور است خواندن او کیفیتے داشت بعض
اوقات وحوش باستماع آن در مقام مستی و حیرت فرو میماندند تا بہ انسان
چہ رسد سید را با ہندو دخترے سندر نام عشق بہم رسید دختر نیز بجذب
عشق کامل دل از دست داد سید معشوقہ را گرفتہ بہ شاہ آباد برد و زیور
اسلام پوشانیدہ در حبالہ نکاح آورد غرہ رمضان سنہ یکہزار و نود و نہ
بہ گلگشت روضۂ رضوان خرامید چند کبت از وے رحم بقلم می آید ❊

کبت سکیا برنن

سنگ لاگی ڈولت مکرسر سا کرن چتون پان کو چرہ ہر کا ہو چتو ❊
للت رسن دبّ بولت کلت دنت ایکدہ ہسن ادہرن پت ہتو
اوکت ہوت نہ سر یہ کنتی سار چھیر کنت مکھہ کہتا کو کس کہو کہہ ہتو ❊
روس ہون سورس ال سنپت ملن حیین دیوس مکہہ دیکہہ گہسا کا تنی رتو

کبت سکلا ابہارہ کا

چندرا مُو دئی چلی چند مُکھی تن گورہ چندن گھورن گھورین ❊
دُوندُ جوت بَری جیت جو تہرا نون بالی ینکہہ کو رین ❊

جانی نجاتِ جننی جلی جاتِ چھپی نہہ بات سگندہن خورینِ ؎

ہاتھہ لین سرپچن کون کیوسرنج پر بجنہہ نورینِ ؎

کبت نین برنن یعنے دربیان چشم

کاری کجراری انیاری جگ موہنی کو تن بیچ تاری اتِ ترل تر یری ہین

جیسی ہین ساوک جاوک جل بھرین بھرکین سوکیسہو من ریت نہ گھیری ہین

لال مدنہا یک جو میرو من موہنی کو نپ پجری پجرہ رہت نہ ہیری ہین

سالو کی سدہار سو بہا جہاد ہکار ایسی ہین کی کھلونان نین پاری ہاری ہین

کجراری سرمہ آلود انیاری نوک دار تاری مردمک چشم ترل تیز و خوبصورت تر یری کج و متحرک ہین ساوک بچہ ماہی جاوک رنگ سرخ مہاور پٹ پنجر نقاب پنجر قفس سالو دوپٹہ ریشمی ہین یعنی کام یعنی حسن مجسم حاصل دو ہاچشم سیاہ سرمہ آلود نوک دار مردم فریب کی بیاض سرخ ہین مردمک چشم اس خوبی سے متحرک ہین کہ گویا بچہ ماہیان آب سرخ مین بہ شوخی حرکت و تفرج کرتی ہون مدہنایک شاعر کا یہہ بیان ہے کہ قفس نقاب مین بھی باز نہین آتی میری طرف دیکھتی اور دلکو فریفتہ کرتی ہین مزید بران دوپٹہ ریشمی سے نقاب چہرہ کی سنبھال مین جو خوبی ہے اوسکا بیان نہین ہوسکتا بہرحال اے نازنین تیری آنکھین حسن مجسم کا بازیچہ ہین ؎

کبت چکھہ برنن گھونگھٹ مین دربیان چشم اندر نقاب

جو چتر آنن چیت چڑہے نہ بدہی بدہ بیدن گرنہہ نہ گای ✤

بہارتہی ہوری کری بہرمین جب جوگن جوگ اتہیہ گنای

جو مکہہ جوت جگی نہ تہکی مدہنایک کہونکہت چینچل تای ✤

جہین دو کول چہبی جہلکی اچہہ براجت اچہہ رجہای

چتر انن مراد جبرئیل علیہ السلام بدہی ترکیب وصورت بدہ عقلا وفضلا بیدن کتب سماوی گرنہہ کتب پارینہ تواریخ وغیرہ بہارتہی گویائی جپ سبحہ گردانی جوگن اقسام ریاضت جوگ مرتاض مدہنایک نام مصنف چینچل تائی شوخی جہین باریک دوکول دوپٹہ ریشمی چہبی خوبی اچہہ بےمثل اچہہ چشم حاصل دو ہاتیری آنکہین جیسی اندر نقاب کے خوشنما ہین اونکی خوبی خیال ملایک مین نہین آتی اور نہ کتب سماوی مین انتہاے صفت اونکی پائی جاتی اور گویائی خود رفتہ ہوکر سرگردان ہے اور مرتاضون نے سبحہ گردانی و ریاضت سے بہی برتر خوبی وصفت اونکی بیان کی مدہنایک کہتا ہے کہ وہ آنکہین چہرہ منور پر ایسی نورفشان ہین کہ حرکت نقاب مانع خوبی اونکی نہین ہوسکتی بلکہ باریک نقاب مین ایسی خوبی دوبالا وعدیم النظیر ہے کہ چشم جمہور فریفتہ ہوتی ہے ✤

کبت چند کی سامتا برنن یعنی دربیان داغ سیاہ ماہتاب

کوئی کہے چند کی مرگنک انک دیکہیت کوئی کہی چہایا جہت بہوتل پرکاس کی ✤

کوئی کہی اندہکار پیوہی سو دیکہیت کوئی کہی کالمان کلنک انسیاس کی ✤

مدہ کہی سار ہر لینہوُن کرتار سب تاہی کی سنواری بہا مان کا بہہ کی بلاس کی

تا دن تین چہاتی چہید پری ہین چہپاکر کی وار پار دیکہیت نیلتا اکاس کی
مرکنک انک صورت آہو بہو تل زمین کالمان سیاہی کلنک عیب
انیاس بلا تکلف مدہ مدہنا یک شاعر سارہ خلاصہ کرتار خالق بہا مان
عورت چہپاکر ماہتاب نیلتا سیاہی حاصل دو ہا داغ سیاہ ماہتاب
کی نسبت کسی نے بیان کیا کہ ارابہ سواری ماہتاب مین جو آہوے سیاہ ہین
یہہ اونکی سیاہی ہے اور کسی نے کہا کہ سایہ زمین کا جو ماہتاب پر پڑتا ہے
یہہ اوسکی سیاہی ہے کوئی کہتا ہے کہ ماہتاب فاسق و فاجر ہے یہہ اوس
عیب کی سیاہی بلا تکلف ہے مدہنا یک شاعر کہتا ہے کہ خالق نے ماہتاب
کا خلاصہ نور و خوبی لیکر زن مہ لقا کہ جسکو شعراے ہندی ضرب المثل خوبی
و خوبصورتی بہ کلام خود ہا کرتے ہین خلق کیا اور بوجہہ نکل جانے خلاصہ نور
کے ماہتاب کے اندر سوراخ ہوگیا ہے اسواسطے سیاہی آسمان کی کہ جو
ماہتاب سے بالاتر ہے براہ سوراخ نظر آتی ہے ✦

دیوان سید رحمت اللہ بن سید خیر الدین بلگرامی محاسب ممتاز
بود و بہ منصب دو صدی و جاگیر از محال ساکی پور سرفراز در تسلیم پور ۱۳ سیزدہم
ربیع الآخر سنہ یازدہ صد و ہیجدہ بہ رحمت حق پیوست در ہندی اوستاد
عصر بود در ایام حکومت جاجمئو با دفروشی از تلامذہ چنتامن شاعر مشہور ہندی
آوازۂ کمال سید شنیدہ خود را بہ حاشیہ محفل شریفش رسانید دو دوہا انشائے
از منظومات اوستاد خود خواند سید دران دخل فرمود وے انرا مسلم داشت
و پیش اوستاد رفت و دخل مذکور نقل کرد وے ہم اعتراف نمود دوہا این است ✦

دوہا

ہیو ہرت اُرکرت ات چنتامن چت چین

وا مرگ نینی کی لکھی وا ہی کے سے نین

یعنی دل بہی لیتے ہین اور دیتے ہین چنتامن کے دل کو قرار او سی آہو چشم کی آنکھین اوسی کی شل ہین نے دیکھین یعنے عدیم النظیر ہین انتیا النکار کے خلاف لفظ مرگ نینی اس دوہا مین سید صاحب نے پایا لہذا دخل کیا کہ اس صفت مین مشبہ و مشبہ بہ ایک ہی ہوتا ہے لفظ مرگ نینی مین مشابہت چشم آہو کی آہو سے پائی جاتی ہے لہذا یہہ لفظ خلاف ہے چنتامن نے تسلیم کیا اور بجاے لفظ مرگ نینی لفظ سندر بنا یا سندر کے معنی زن سہ لقا و ناز نین کے ہین مصرعہ یہہ ہے

وا سندر کی ہین لکھی وا ہی کیسی نین

کبت چنتامن در صفت شجاعت سید رحمت اللہ

گرب گہہ سنگہہ جیون سبل گل گاج من پر بل گج باج دل ساج دہا یو ٭

بجت اک جمک گمن گہمک دندبہن کی ترنگ کہر دہمک بہو تل ہلا یو ٭

بیر تہہ کہت ہیہ گنپ ڈر جور سن سین تو سور ہیون اورچہا یو ٭

کہو جلیای نج ناہ سناہ یہہ رحمت اللہ سرناہ آیو ٭ ٭

گرب غرور سنگہہ شیر ژیان سبل صاحب طاقت گل گاج اظہار جوانمردی وغیرہ پر بل زبردست گج فیل باج اسپ دل فوج

ساج آراستہ اک چمک ایک طور پر گھن گھمک گردون شگاف دند بھن نقارہ ہاے ترنگ کھر سم سمند بھو تل زمین پیر ترتیہ عورات دشمنان جلپای بہ آواز بلند واستبداد ناہ شوہر حاصل دوہا اے سید رحمت اللہ تم جو وقت بغرور بہادری اظہار جوانمردی خود کرکے فوج گران اسپان و فیلان قوی ہیکل سے لیکر مثل شیر ژیان یورش کرتے ہو آواز مجموعی نقارہ ہاے وغیرہ سے گردون اور سم اسپان کی ٹھوکر سے زمین ہلتی دیکھکر اور ہر چارسو سے غوغاے فوج سنکر عورات دشمنان ترسان و لرزان باہم کہتی ہین کہ اے عورات شوہردار و اپنے اپنے شوہرون سے بہ آواز بلند واستبداد کہو کہ یہہ سید رحمت اللہ تم سبھون کا سردار ہے دوسرے یہہ کہ جلد سید رحمت اللہ کی امان مین آجاؤ ؂

دوہا سید رحمت اللہ

کاری سٹکاری کری کہری سرس سکمار

لوٹن ہاری جگت کی لوٹن ہاری بار

سٹکاری دراز کہری زیادہ سرس خوبصورت سکمار نازک لوٹن ہاری تاراج کرنے والی جگت کی خلق کی لوٹن ہاری غلطان بار موے سر حاصل دوہا اے نازنین تیرے موے سر سیاہ و دراز و خوبصورت و نازک زیادہ و غلطیدہ تاراج کنندہ خلق ہین ؂

دوہا

شوبہت بینی پیٹھہ پر جہینی پٹ کی بہائی

لوٹت ناگن کنول دل انگ پراگ لگای

بینی چوٹی جہنی باریک پٹ پارچہ کنول دل برگ گل نیلوفر سرخ پراگ خاک گل حاصل دوہا چوٹی پشت پر دراز پڑی ہوئی باریک دوپٹہ کے اندر ایسی خوشنما ہے کہ گویا ناگن خاک گل جسم مین ملکہ برگ گل نیلوفر سرخ پہ لوٹتی ہے ناگن مراد از چوٹی خاک گل مراد از دوپٹہ باریک برگ گل نیلوفر سرخ مراد از پشت ؛

دوہا

مانگ سُہاگ بھری اَلی بَب پاٹی چھب چھائے

سیام سُوَن گھن سیام مین چپلا لیک لکھائے

الی مصاحب بب دونو سیام مراد خوبصورت گھن سیام ابر سیاہ چپلا برق لیک خط حاصل دوہا دونون پٹی موے سیاہ کی درمیان مین مانگ کہ جسمین ابرق گلال بھرا ہوا ہے ایسی خوشنما معلوم ہوتی ہے کہ گویا اے سکھی ابر سیاہ مین بجلی چمکتی ہو ؛

بھونہہ کمانہہ تان کی کت تکیت انکھائے

گڈہ من سُوتن تور کی تہار وپیار وبائے

تکیت دیکھتی ہے انکھائے آزردہ ہوکر گڈہ قلعہ تہار و تیرا حاصل دوہا اب کمان ابرو کو کھینچ کر کیون آزردہ ہوکر دیکھتی ہے تونے زنان انباغ کا قلعۂ دل توڑ کر اپنے مطلوب کو پالیا ؛ دوہا

آنِ بان گو کہت ہین نینن بان سمان

وی لاگت سالت جو یہہ دیکہت بیدہت پران

آن اور سب بان تیر نینن بان تیر نگاہ سمان برابر سالت
سوراخ کنندہ بیدہت دوزندہ حاصل دوہا اور سب کہتے ہین کہ
تیر نگاہ تیر کی برابر ہے یہ بات درست نہین کیونکہ تیر جب دل پر لگتا ہے تب
سوراخ کرتا ہے اور تیر نگاہ بمجرد معائینہ جگر و دل مین سوراخ کر دیتا ہے ÷

ہُوئی ترچھی ترچھی تکو بھتو بہامنی بھیر
جہ جیون چت مُون گڈی کا ڈھت بادہت پیر

ترچھی کج ترچھی تکو نظر کج سے دیکھا بھتو مجمع بہامنی عورت کاڈہت
نکالتی حاصل دوہا قول نایک کا سکھی سے کہ مطلوبہ نے مجمع عورات
کے درمیان سے مجھکو کج ہوکر بنظر کج دیکھا اوسکی نظر ایسی میرے دل مین چبھی
ہے کہ جسکے نکالنے سے میرے دلمین درد ہوتا ہے ÷

دوہا

سُندر مُکھہ چوکا چمک او پان کو برنی نہ
آنند مندر مین جڑی ہیرا جڑیا مین

مُکھہ چوکا سلک دندان او پان تعریف و تمثیل آنند مندر خانۂ خوشی
جڑیا مرصع ساز مین حسن مجسم حاصل دوہا خوشنما سلک دندان کی چمک
خارج از بیان و مثال ہے گو یا حسن مجسم مرصع ساز نے خانۂ خوشی کو الماس سے
مرصع کیا ہے ÷

دوہا

کر اُچائی جمھائی تیہ دہاری بہج یہہ بہائی

منو چپلا دُوئی چمک ہُوئی گری بھوم پر آئی

کر ہاتہ اُچائی بلند کرکے جمھائی خمیازہ کنان بہج ہاتہ یہہ بہائی
اسطرحسے چپلا برق بہوم زمین حاصل دوہا انگڑائی لیتے ہوئے
جو دونون ہاتہ اپنے نازنین نے اونچے کرکے یکایک نیچے کیے تو ایسا معلوم
ہوا کہ گویا دو برق چمک کر زمین پر گرین ٭

دوہا

سوبرن رنگ مہدی رچو چپلا جڑاؤ ساتہ

ہاتہی دیئے ساتہی کیو موہن من اون ہاتہ

سوبرن طلا جڑاؤ مرصع موہن فریفتہ کنندہ حاصل دوہا تون
سکہی کا سکہی سے کہ دست حنا مالیدہ جو مثل رنگ طلا ہے اور چپلہ مرصع زیادہ تر
او سمین خوشنما ہے وہ دست حنا بستہ اپنا اپنے مطلوب کو دکہلا کر اوسکا دل
فریفتہ کرکے اس نے اپنے ہاتہ مین لے لیا ٭

دوہا

اُو پان سندر نکہن کی من آدی نہین اَور

ایہد مدہو ار بند کی کلن بہین سر مَور

او پان نظیر نکہن ناخن ہا ایہہ مدہو چسیم خروس اربند گل نیلوفر
سرخ کلن غنچہ سر مور تاج سر حاصل دوہا مثال ناخن ہا سے خوبصورت

کی بجز اسکے اور خیال مین نہین آتی کہ سر غنچہ ہاے گل نیلوفر سرخ پر عروسک تاج سر ہون ؛

دوہا

چھلا چھیلی چھانگین بب چھب بل اک ساتھہ

چھلت چھیل منکو کرت چھلا کلا کی ہاتھہ

چھیلی خوبصورت چھانگین خنصر بب دو تو چھلت فریفتہ کرتی ہے چھیل مرد رنگین طبع و خوش وضع کلا قدرت و شعاع حاصل دوہا چھلا اور خوبصورت انگشت خنصر آن دونون کی خوبی متفق ہوکر فریفتہ کرتی ہے مرد رنگین طبع کو اور اوسکے دل کو لیتی ہے ہاتھہ مین اپنی قدرت و خوبی سے ؛

دوہا

اودر لست روماولی موسن موہن بھانت

مانو سبرن پان پر کام منتر کی پانت

اودر شکم روماولی سیلی یعنی موے نرم شکم موہن فریبندہ بھانت طرح سبرن طلا کام منتر عمل حب پانت سطر حاصل دوہا نازنین کی شکم پر سیلے موے نرم فریبندہ دل ایسی خوشنما ہے کہ گویا پان طلا پر عمل حب کی سطر ہے پان طلا مراد از شکم سیلی موے نرم مراد از سطر عمل حب اور یہہ عمل اکثر پان پر لکھا جاتا ہے ؛

نابھہ کوپ ناگن نکس چلی کنول مکھہ چاڑہ

تہٹ کی دیکھہ میور گرلی کچ گر کی کراڑہ

نابھہ نات گوپ چاہ کنول مکھہ گلر وچاڑہ چڑھکر ٹھٹ کی ٹہری
میور گر گردن طاؤسی کچ گرکوہ پستان کراڑہ کنارہ مراد مقام پناہ حاصل دوہا
چاہ ناف سے ناگن سیلی ہوے نے نکلکر قصد چڑھنے چہرہ ہیچو گل کا کیا مگر گردن
طاؤسی دیکھکر ڈری اور گوشۂ کوہ پستان مین جاے پناہ سمجھکر ٹہری •

گوری بھوری گورڑی تھوری بیس سُہائی

بھوری بھوری بات سون چورت من کوائی

گوری زن سقا بھوری بھولی گورڑی صبیح رنگ تھوری بیس
کم عمر سہائی خوبصورت چورت چوراتی ہے حاصل دوہا معشوقہ
بھولی گورے بدن والی تھوڑی عمر کی خوبصورت اپنی بھولی بھولی باتونسے
میرے دلکو چوراتی ہے اگر •

دوہا

لست سیت پچھوریا انگ کیسری رنگ

کنک بیل سی جھلملی بال چاندنی سنگ

لست خوشنما سیت سفید پچھوریا ساری انگ جسم کیسری
رنگ برنگ زعفران کنک بیل بیل طلائی جھلملی چمکتی ہے بال عورت
چاندنی سنگ چاندنی کے ساتھ حاصل دوہا نازنین کے جسم زعفرانی
پر دوپٹہ سفید زرکار ایسا خوشنما ہے کہ گویا بیل طلائی شب ماہ مین
نور افگن ہو •

دوہا

رِپِیَہ تِیَہ رَت بِپرِیت کُو پَگ گہِ کَر مَنہَار

ہَنَت ہَنَت سَتہَرات دِرگ لَلچَاوت رِجہَور

رت بپریت جماع برعکس منہار خوشامد ستھرات درگ جنبش چشم از شرم رجھوار طالب حاصل دوہا طالب وقت وصال مطلوبہ کے قدم پکڑکر خوشامد کرتا ہے کہ تو بطور صحبت کر اور وہ انکار کرتی ہے اور ہنستی ہے اور آنکھونکو شرم سے نیچا اونچا کر کر طالب کے دلکو زیادہ تر اپنی طرف مائل کرتی ہے ؀

جُھج اَچَای اَنگڑَای پُن پِیم جَنَای جُھہَاے

چَٹ پَٹ ہَر ہَرنی کَٹی ٹَہگ لَاڈُو دِکہَرَاے

چٹ پٹ بہت جلد ہر ہرنی یوزکی شرمندہ کرنیوالے کٹی کمر حاصل دوہا دونون ہاتھہ اوٹھا کر خمیازہ و فازہ سے اظہار محبت کرکے بہت جلد نازک کمروالی نے ٹھگ لیا لڈو پستان دکھلا کر قاعدہ ہے کہ غارتگر لڈو زہر آلود اپنے پاس رکھتے ہین اور بروقت موقع مسافر کو کھلا کر اوسکو مارتے ہین

ہَرمُرلِی ہَر کِی لَئے دَہرِی اُرُوج بَہنِین

رَاگ رَنگی پَربین تِیَہ کَرِی ہِیَ پَر بِین

ہر چھین لی مرلی نئی معروف اروج پستان ہنین تو پربین ہمہ دان بین مراد از مرلی حاصل دوہا مطلوبہ نے اپنے طالب

کی مُرلی چھین کر سینہ پر چھپائی جوکہ مطلوبہ راگ رنگ مین کامل فن تھی لہذا اوسکو اپنے دل مین جگہہ دی ‡

کِھیلَتِ پَھاگَ ہُلاسَ سُون پَھاگَ بَھرِی لِکھہ مانہہ

مُوٹھِی بَہ اٹَہ گُلاَل کِی مَن کِیو مُوٹھِی مانہہ

ہلاس خوشی پھاگ بھری نیک بخت حاصل دوہا زن نیک بخت خوشی سے ہولی کھیل رہی تھی کہ اپنے شوہر کو دیکھکر ایک مٹھی گلال کی اوسپر ڈال کر اوسکا دل اپنی مٹھی مین لے لیا ‡

جُھکِ جُھکِ کِھیلَتِ ہِی لَلِی جُھومَر سَکھِن سَماجَ

جُھومِ جُھومِ مَن جَگَتّ کی پَرَتِ پَگَن پَر آجَ

للی زن کمِ سن جھومر ایک کھیل ہے کہ عورات جھک جھک کر گاتی اور باہم کھیلتی ہین پگن پر قدمون پر حاصل دوہا زن سہ لقا کم عمر جھومر کو باتفاق زن مصاحبون اپنی کے جھک جھک کر کھیلتی ہے بمعاینہ خوبی ایک عالم کا دل جھوم جھوم کر اوسکے قدمون پر آکر گرتا ہے ‡

دوہا

بَھونہہ چَڈھائے جَتائے رِس جُھوٹھہ مان جَتائے

اَنہتَ ہِی ہِیّہ مَن ہِتُو اُٹھن اَتہ بنائے

مان غصہ و اظہار آزردگی انہت بلا وجہ ہِتو مخوف اُنٹھن نیا انہیہ آزردگی حاصل دوہا زن کرشمہ سنج ابرو چڑھا کر آزردگی

غصہ دروغ کا اظہار کرکر بے وجہہ دل شوہر کو مخوف کرتی ہے نئے طور کی بے لطفی سے ؛

گھٹ لئے گھاٹ چلی آلی نٹ کی سنگھہ ہوت

گھٹ کی پٹ کی سدھہ گھٹی شگی مکھہ کی جوت

گھٹ سبوچہ پٹ پارچہ دوپٹہ مٹگی بڑہی حاصل دوہا نایکا دریا پر سبوچہ لیکر پانی بہرنے چلی اور اپنے مطلوب کے مقابل ہوتی رہی سبوچہ اور دوپٹہ کی سدہ جاتی رہی الا فرط خوشی سے روشنی چہرہ کی بڑہ گئی ؛

للن چلن کی نام سن گری گھوم کی بھوم

پیارین پیاری لکھہ پیا پران دی مکھہ چوم

بہوم زمین للن شوہر پران جان حاصل دوہا مطلوبہ طالب کا جانا سفر مین سنکر غش کہاکر زمین پر گری طالب نے بہی جوش محبت سے اوسکا منہہ چوم کر جان دیدی ؛

پہاگن ماس نہ آئی ہو پیاری پران ایس

کھوری ہوری لپٹ سنگ کہہ ہین پران ایس

ماس ماہ پران ایس مالک جان کھوری بدبخت اسیں دعا حاصل دوہا مطلوبہ اپنے طالب کو بذریعہ نامہ کہتی ہے کہ اے مالک دل وجان اگر تم ماہ پہاگن نہ آؤگے تو اس بدبخت کی جان شعلۂ ہولی سے ملکر تمکو بد جائے خیر یاد کریگی خلاصہ یہہ کہ اگر تم نہ آؤگے تو مین بہی ہولی کے

ساتھہ جلون گی ؎

کھہ کھہ اوٹھت جری جری گھری وہ بال
چلکے نیک بلو کی انھین ہت کو حال ؎

بال عورت نیک جلد ہت محبت حاصل دوہا مصاحبہ مطلوبہ طالب سے کھتی ہے کہ تیری مطلوبہ جو حکم طالب کا رکھتی ہے ہر ساعت جلی جلی کھہ کھہ اوٹھتی ہے اسلئے تم ذرا چلکر اپنی محبت کے حال کو دیکھو ؎

کھت سیس کر دہر سون سیام بام پرانیس ؎
کنٹھ نکٹ سانسک رہی سو کرت اسیس

سیس سر کر ہاتھہ بام عورت پرانیس مالک جان کنٹھہ گلو نکٹ نزدیک سانسک دم کو چکا اسیس نابود حاصل دوہا مطلوبہ اپنے طالب سے بذریعہ تحریر کھتی ہے کہ اے مالک دل وجان مین اپنا سر ہاتھہ پر رکھکر یعنی آمادۂ مرگ ہو کر کھتی ہون کہ ایک دم واپسین اب گلو مین باقی ہے اوسکو بھی آپ پورا کرنا چاہتے ہو یعنی اب تاب انتظار نہین بہت جلد آئیے ؎

دوہا مصرد واکرین مصر ہر بند درصفت میر عبدالجلیل بلگرامی

ہوا نہ ہے اور ہوئے گا ایسو کہین سوسیل
جیسو احمد نند جگ ہوی گیو میر جلیل

سوسیل صاحب مروت نند نام شاعر جگ دنیا حاصل دوہا

نند شاعر کہتا ہے کہ میر عبد الجلیل سا صاحب مروت اور نیک دنیا مین دوسرا نہوا ہے نہوگا میر عبد الجلیل بگرامی جد مادری میر آزاد رحم است ترجمہ شریف او در کتب میر آزاد و تذکرہ ہاے آن والا نژاد مرقوم است و شہرت فضائل و کمالات او مغنی ست از تحریر حالات رتبہ عالیش ازان برترست کہ بترہات شاعری سیما منظومات ہندی لب کشاید و زبان محتاط را بگفتگوے دور از کار آلاید لیکن احیاناً اگر تفسیدہ جگری التماس معالجہ می کرد بنابر جامعیت فنون تباشیری از ہندی می بر آورد از منظومات عالی لکھ سکہ است و این چند گل ازان چمن چیدہ می شود

بروا چھند

الہ نام پوتھی پر لکی انہہ بھاسے

جیون جڑائی کو ٹیکو بہال سُہاے

اللہ کا نام آغاز کتاب مین ایسا زیب دیتا ہے کہ جسطرح ٹیکہ طلائی مرصع پیشانی پر خوشنما ہوتا ہے

کیس پاس کی پہانس پہانسو لوگ

ایک سیام تم آو بری الک سنجوگ

کیس ہوے پاس کمند الک جو نظر نہ آوے وہم زلف حاصل دو بلا کمند زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا مگر اے سیام ایک تم بچے اسوجہ سے کہ تمہارا دیکھنا خارج از امکان نظر ہے دوسرے یہہ کہ جس زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا وہ تمین بو

پھیلو اری گہو نگہٹ کی یا تین جات

تمن باس بن چپانین نہین سُہات

چمن مین نقاب ڈالکر جانیکا سبب یہہ ہے کہ پہولون کی خوشبو بے چھانے ہوئے
خوش نہین آتی ہے ؎

بمقنع بہ رخ افگندہ بردناز بباغش   تا نکہتِ گل بیختہ آید بہ دماغش

وَاکیُوَلَ نِرمَل تین دَرپن ہَار
پَرَتِ انتَ جہوٹہی کی مُکہہ مین چہار

کپول رخسار نرمل صاف انت انجام چہار خاک حاصل دوہا اوس رخسار
کے مقابلہ مین آئینہ اپنے دعوی صفائی سے ہار اظاہر ہے کہ انجام مین کاذب کے
منہہ مین خاک پڑتی ہے اور آئینہ جب مکدر ہو جاتا ہے خاک سے مجلّے کیا جاتا ہے

وَاتِل دیکہتِ نیتَرن بَاڑہت جوتِ
تل روشنی
پُرتِ چیکنُون دیکہے ہُلَست کُوتِ
بُجُمله خوشی ہوتی ہے

تل سے روغن نکلتا ہے اور روغن سے روشنی ہوتی ہے مگر اس تل کے دیکہنے
سے ہی روشنی چشم زیادہ ہوتی ہے اور چمک اور صفائی نظر مین لانے سے کروڑون
خوشی حاصل ہوتی ہین

لکہہ کپوتَ وَاکریوانَ آتہ ابہرام
ہُوئی تپت کرڈاری سیری سیام

لکہہ دیکہکر کپوت کبوتر کریوان گردن اتہہ زیادہ ابہرام خوبصورت
تپت گرمی سے سیری تمام سیام سیاہ حاصل دوہا دیکہکر
اوسکی گردن خوبصورت کو کبوتر نے گرمی حسرت سے اپنی تمام گردن کو سیاہ کرلیا؛

سنکھہ نا بہہ جیو موری ڈہون کیا کھوئی
کری اک جہان سبھہ روپ تہان ٹہوئی



نکھن جھلک مہدی سنگ یوں دُت دین
چُنین لال مین جبین ڈاک نوین

چنین لال یاقوت سرخ حاصل دوہا ناخن ہاے حنابستہ کی چمک یوں خوشنما ہے کہ جیسے نگین یاقوت خوش رنگ مین ڈاک نو خوشنما ہو ناخن مراد از یاقوت خوش رنگ و حنا مراد از ڈاک نو ؛

بہاو نابہہ کی سر کو کہو نجات
کنول کلی لو مندی بہلی یہہ بات

بہاو کیفیت نابہہ ناف سر تالاب مندی سربستہ حاصل دوہا صفت چاہ ناف کی خارج از بیان ہے مثل غنچہ کی سربستہ بہتر ہے صفت اسکی ؛

بینی پیٹھہ دو دل متو جو کین
لانبی چکلی باتن من ہر لین

بینی چوٹی پیٹھہ پشت متو مشورہ لانبی طویل چکلی پہن حاصل دوہا چوٹی اور پیٹھہ نے باہم مشورہ کرکے لمبی چوڑی باتون سے دلکو فریفتہ کرلیا مراد چوٹی کی خوبی درازی اور پشت کی خوبی پہنائی نہایت لمبی چوڑی خارج از بیان ہے

چھگل جنگھہ سون سومن آٹکو جائے

انت باندہیت گسنی کھمّبن لائے

جگل دونو جنگھہ ران انت انجام گنھی گنہگار کھمّبن ستون ہا
حاصل دوہا دونون رانو محبوبہ مین میرا دل مبتلا ہوا ہے انجام مین
گنہگار ستون سے باندہا جاتا ہے

کنول سانجھہ سو ندرت نہین کوس سکور

واچرن کو بندت انجل جور
کوس برگ گل انجل ہاتہہ جوڑنا حاصل دوہا قاعدہ ہے کہ گل
نیلوفر سرخ ہمیشہ صبح کو شگفتہ ہوتا ہے اور شام کو سربستہ میر عبدالجلیل فرماتے
ہین کہ یہہ گل بوقت شام اوس معشوق کے قدمونکو ہاتہہ جوڑ کر بندگی کرتا ہی سربستہ نہین ہوتا

دوہا ولہ
پھلواری جل نین سے سینچت لی لی باس
سوکہی رو کہہ پلاس کو رت بسنت کی آس
روکہہ درخت رت بسنت فصل بہار حاصل دوہا نایکا مہجور
اپنے چمنستان وجود سے کو خشکی وپژمردگی پاکر اوسکو سیل اشک سے سیراب کرتی ہے
اور کیون نکرے کہ درخت خشک شدہ پلاس کو فصل بہار کی آرزو ہوتی ہے ؛
پھلواری درخت

رجنی سجنی پیہ سنگ یا دن روپ بہات
اب پرتیم بچھری ہی پاون پک کی بہات

رجنی شب سجنی مصاحب پاون روپ پاک صورت بہات گندتی ہے
پیریتم شوہر بچھری مفارقت پک پپیہا از قسم طیور حاصل دوہا اس
نایکا کا شوہر سفر کو جانیوالا ہے لہذا اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ اے سجنی یہہ
رات جو نہایت پاک صورت ہے بہ مواصلت شوہر گذری جاتی ہے اب مفارقت
شوہر مین حالت اپنے دل کی مثل پپیا کے پاؤن گی کہ شب بیدار رہ کر پیو کہان
پیو کہان یعنی شوہر کجاست پکارتا ہے *

تونا سا کی ڈاہ کی کیر لگی جیئہ کو پنج
رہر کہو نٹوبت کری کہی دیت ہی چیچ
توتری ناساک ڈاہ حسد کیر طوطا کو پنج زخم ۔

پیاری تیری چرن کی کہون کہان لو بہید
چہن بچہرت جاکی پری جہاوان چہاتی چہید
جہاوان خشتی گلی کہ جس سے پاؤن گھستے ہین حاصل دوہا اے
پیاری تیرے قدم کے کہانتک بہید بیان کرون یعنی صفت کرون کہ ایک
لمحہ کی جدائی مین جہاوان کہ جو غیر ذی روح ہے اوسکا سینہ شک ہوگیا
سید غلام نبی ہمشیرہ زادۂ میر عبد الجلیل بلگرامی ست اگرچہ حکمش در
قلمرو سخن فارسی و ہندی نفاذ دارد اما بہ تسخیر سواد اعظم ہندی نوعے پرداخت
کہ سرکشان پایۂ تخت را یک قلم از اوج غرور انداختہ میرزا مظہر جانجانان قدس
سرہٗ فن شعر ہندی از وے اخذ نمود از نتایج فکر اوست نکہ سکہہ صد و بفتاد
و ہفت دوہاست کہ آنرا انگ درپن نام گذاشتہ و در ایجاد و اختراع مضامین

دقیق وخیالات نازک عجب قوت فکری صرف کردہ تمام نسخہ از اول تا آخر تمثیلات تام دارد در سلین تخلص میکر دلین بمعنی محوست یعنی کسے کہ در رس محو باشد در اینجا صد وبست وپنج دوہا از کلام او انتخاب زدہ وچند کبت چیدہ ثبت میشود ٭

منگلا چرن دوہا

شُو پاوتِ یا جگت مین سرس نیہہ کُو بہاے

جُو تن من سے تِلن لُون بالن ہاتہہ لگاے

سرس زیادہ نیہہ عشق ومحبت تن جسم من دل تلن جمع تِل بالن عورات حاصل دوہا دنیا مین عشق کا مزہ زیادہ تر وہ پاتا ہے کہ جو جسم وجان سے مثل تلون کے بدست عورات بک جاوے یعنی مناسبت تل کی خوبی آرائش عورات مین داخل ہے دوم یہہ کہ - بالن خوشہ ہا کو بھی کہتے ہین اور تل ہمہ تن داخل خوشہ ہا رہتے ہین اس صورت مین مراد یہہ ہے کہ ہمہ تن عشق عورات مین محو ہو جاوے ٭

دوہا جوڑا برنن

چندرمکھی جوڑو چتی چت لیںھُون پہچانِ

سِیس اُوٹھایُو ہی تِم سَسِ کُو پاچھُو جانِ

چندر مکھی ماہ رو جوڑو جد چتی دیکہکر سیس سر تم تاریکی سس ماہتاب حاصل دوہا اوس ماہ رو کا جوڑا موے سر دیکہکر دل نے یقین کیا کہ یہہ جوڑا نہین ہے تاریکی نے سر اوٹھایا ہے ماہتاب کی پشت

سے ماہتاب مراد از چہرہ تاریکی مراد از جوڑا

دوہا ارن مانگ پاٹی جت برنن

تین مانگ نہہ آرن گن مدن جگت کو مار

است پھری پرلی دہری رکت بھری تلوار

تین عورات ارن گن سیندور مدن کامدیو یعنی حسن مجسم جگت مخلوق است سیاہ پھری سپر رکت بھری خون آلودہ حاصل دوہا فرق عورات پر مانگ سرخ نہیں ہے حسن مجسم نے خلق کو مار کر سپر سیاہ پر شمشیر خون آلودہ رکھی ہے سپر سیاہ مراد از ہر دو پاٹی و شمشیر خون آلودہ مراد از مانگ سیندوری ؛

دوہا بھونہہ اینٹھہ برنن

اینٹھن بھون او ترت دہنک یہہ اچگت کی تان

جیون جیون اینٹھت بھرو دہنک تیون تیون چڑہت بدان

دہنک کمان اچگت تعجب تان بات بھرو دہنک کمان ابرو بدان یقین حاصل دوہا کمان چڑہی ہوئی اینٹھنے سے اوتر جاتی ہے مگر جائے تعجب ہے کہ کمان ابرو جس جس قدر اینٹھتی ہے اوسی اوسیقدر چڑہتی ہے

دوہا کرن مکت برنن

مکت بہی گہر کہوئی کی بیٹھی کان جائے

اب گہر کہوت اور کوکیجے کہا اوپائے

حکمت مروارید و تارک دنیا کانن گوش و جنگل حاصل دوہا اے مروارید
تو اپنا گھر صدف کھو کر اب زیب گوش ہوا ہے اور یہان بیٹھہ کر اب دوسرون
کے گھر کو کھوتا ہے یعنی دل ہر یک کو مایل خوبی گوش کرتا ہے پس کیا تدبیر کیجا وے
دوسرے یہہ کہ اے مرد آزاد تو تارک دنیا ہو کر قیام پذیر جنگل ہوا ہے
اور یہان بیٹھکر بہی دوسرون کے گہر کھوتا ہے یعنی جو تجھہ سے ملتا ہے اوسکو
تارک دنیا کر دیتا ہے

ترنگ دیٹھہ آگین دہرن بزنین دل کے ساتھہ

تیوری لکھہ نکھہ کی جگت کیو جیت سب ہاتھہ

ترنگ اسپ دیٹھہ نظر بر نین لشکر مژگان تیوری جیتون جگت دنیا
حاصل دوہا مطلوبہ اسپ نظر آگے بڑہائے ہوئے اور لشکر مژگان
ساتھہ لئے ہوئے تیور دکھا کر چاہتی ہے کہ تمام دنیا کو اپنے قبضہ مین کرے *

کاجر برنن

ری من ریت بچترہ تیہ نینن کی جیت

بکھہ کاجر بج کہای کی جیہ اورن کی لیت

ریت طور بچترہ گوناگون جیت ہوشیار ہو بکھہ زہر حاصل دوہا
اے دل چشم مطلوبہ کا طور عجیب ہے تو ہوشیار ہو یہہ آنکھین کاجل کا
زہر کہا کر دوسرون کی جان لیتی ہین *

دوہا کاجر کورین برنن

رتیہ کاجر کورین بڑہی کیۂ پورن کب بچہہ

لکھیت کھنجن اچہہ کین پچہہ الکہہ بہ تچھہ

بچہہ قول کھنجن صعوہ اچہہ چشم بچہہ دم الکچہہ جو نظرین نہ آوے پر تشبیہہ ظاہر حاصل دوہا مطلوبہ نے دنبالہ چشم کا جر سے بڑہا کر قول شاعران کو پورا یعنے سچا کیا معنی کہ صعوہ چشم کی دم جو نظر نہین آتی تہی آج ظاہر معلوم ہوتی ہے شاعران ہندی نے تشبیہہ چشم کی صعوہ سے اکثر کی ہے ٭

دوہا نیترن کی لال ڈوری برنن

انجن کن ڈورت نہین تو ین لال ترنگ

کورن تک ڈورن لگت تو پر بال کرنگ

چہاک چہاک تو ناک سون یہہ پوچہت سب گانو

کی نواسن ناس کی لیو ناسکا نانو

چہاک چہاک آسودہ ہوکر نواسن قیام ناس عالم بالا ناسکا بینی حاصل دوہا آسودہ ہو ہوکر تیری بینی سے یہہ بات تمام شہر دریافت کرتا ہے کہ تونے عالم بالا مین قیام کرکے اور وہانکی خوبی کو حاصل کیا ہے اس واسطے کیا تیرا نام ناسکا مشہور عالم ہوا ہے ٭

ہنگ لٹکن نتھہ پاس لی پائے ناسکا ساتھہ

مار مروری جگت تیو نٹ نٹ ڈولٹ ہاتھہ

ناسکا بینی نٹ نٹ انکار کرکر دولت ہاتہہ ہلاتا ہی ہاتہہ حاصل دوہا غارتگر لشکن نے بہ اتفاق حلقۂ بینی کہ کمند گلوگیر ہے اور اعتبار قیام جاے مستحکم بینی کہ عالم بالا ہے تمام دنیا کو مارا اور مروڑا تا ہم تمناے دلی کے حاصل ہونے سے دست انکار ہلاتا ہے ۔

پنہاری برنن دوہا

للتِ پنہارِی گلتِ یون لستِ ادہر سُکمار
منو اہی بہاستِ پر یو چنہہ انگری بہار

للت خوشنما پنہاری خلا درمیان لب بالا کلت خوبصورت اہی بہاشت یہہ معلوم ہوتا ہے چنہہ نشان انگری انگشت بہار یار حاصل دوہا یہہ خلائی خوشنما و خوبصورت کہ جو درمیان لب بالا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ نزاکت لب نشان یار انگشت کا ہوگیا ہے ۔

ادہر برنن دوہا

تیرس دتیا دوہن سسِ ایک روپ نج ٹہانِ
بہور سانجہہ کہہ ارنی بہی ادہر تو آنِ

تیرس تاریخ سیزدہم ماہ ہندی دتیا معنی دوج یعنی تاریخ دوم ہندی دوہن دونوں سس ماہتاب بہور صبح سانجہہ شام ارنی سرخی ادہر لب حاصل دوہا تیرس ناقص النور اور دتیا زاید النور ان دونو شب کا ماہتاب ہلال ہوتا ہے اور روشنی اور سرخی بہی دونوں ہلال کے مساوی ہوتی ہے لہذا شاعر کا بیان ہے کہ تیرے دونوں لب نہیں ہین دونوں تاریخون

مذکورہ صدر کے دو ہلال ہین ٭

مہدی برنن دوہا

بارہ منگل راس کی سوبی سب مل آئی

ابہی ہتہیرن دس نکہن مہدی بہی بنائی

بارہ منگل دوازدہ مریخ راس برج ابہی ہردو ہتہیرن کف دست
دس نکہن دہ ناخن حاصل دوہا دسون ناخن اور دونون
کف دست حنابستہ نہین ہین دوازدہ برج کے مریخ ملکر یکجا ہوگئے ہین
مریخ جلاد فلک ہے اور رنگ اسکا سرخ لہذا نسبت سرخی حنا سے ہے ٭

سکمارتا برنن دوہا

لگت بات تا کو کہان جا کو سیجہم گات

نیک سانس کی چہوک سی ہین پاس نہین ٹہرات

بات ہوا سیجہم نہایت باریک مراد از نازک بودن گات جسم سانس
نفس حاصل دوہا اوس نازنین نازک اندام کو ہوا کی برداشت کسطرح
ہو جو سانس کی ہوا سے پاس نہین ٹہر سکتی ٭

روما دل برنن دوہا

امل اودر واسنگہہ مین روما دل کی ریکہہ

پرگہٹ دیکہی سانس کی آواگون کی ریکہہ

امل صاف اودر شکم سنگہہ خوبصورت روما ول موے زرم زیر شکم

بھیکہ صورت پر گہت ظاہر سانس دم اوا گون آمدرفت رکہیہ لکیر حاصل دوہا اوس شکم صاف و خوبصورت پر ہوسے نرم نرم نہین ہین نفس کی آمدرفت کا سلسلہ بظاہر معلوم ہوتا ہے یعنی دم کی آمدورفت کی لکیر ہے ۞

دوہا پیٹھہ کی نال برنن

نہین بناری پیٹہہ لو دیکہون دیٹہہ بچار
دہسک گئی بہہ بہار تین بینی کی سکمار ۞

بناری نشیب درمیان پشت دیٹہہ نظر بہہ بہار بسیار بار بتی چوٹی سکمار نازک حاصل دوہا تیری پشت پر نشیب جو درمیان ہین مثل لکیر کے ہے وہ بناری نہین ہے نظر غور سے جو دیکہا تو معلوم ہوا کہ پشت نازک تیری بار چوٹی سے دہسک گئی ہے ۞

کٹ برنن دوہا

سنیت کٹ سچہم نیت تکت نہ پکہت نین
دیہہ مدہ یون جانئی جیون رسنا مین بین

کٹ کمر سچہم نازک و باریک نپت زیادہ تکت نظر کرنے سے دیہہ مدہ درمیان جسم کے رسنا زبان بین گویائی حاصل دوہا سنتے ہین کمر تیری نہایت نازک و باریک ہے کہ باوجود معائنہ نظر نہین آتی پس جسم مین اوسکو ایسا سمجہنا چاہیئے کہ جس طرح زبان مین گویائی ہے کہ ہے اور نظر نہین آتی ۞

جنگھا برنن دوہا

سِیس جٹا دہر مُون گہہ کہڑی رہین ایکپائی

اِیتی تپ کدلی تیؤ لہین نہ جنگھہ سُبہائی

سیس سر جٹا سوی سر مون خاموش گہہ پکڑ کر تپ ریاضت کدلی درخت موز جنگھہ ران حاصل دوہا درخت کیلے نے سر پر بال کہ برگ ہا سے مراد ہے رکھے اور خاموشی اختیار کی اور ایک پیر سے استادہ رہا باوجود اسقدر ریاضت ومحنت کے بہی تیری رانِ صفا کی برابری نہین کرسکتا ۞

پگ تل برنن دوہا

لکھہ پگ تل کی مرولتا کب برنت سکچاہنہ

من تین آوت جیبہ لوں بت چہالی پر جانہہ

لکھہ دیکھکر پگ تل کف پا مرولتا نزاکت جیبہ زبان حاصل دوہا اوسکے کف پا کی نزاکت اور نرمی کی تعریف مین شاعر خوف زدہ اس امر کے ہین کہ دل سے تا زبان ذکر لانے ہین بوجہہ نازکی مبادا پر آبلہ نہو جاوین پس بار تعریف کے متحمل کسطرح ہو سکتے ہین ۞

نکھہ برنن دوہا

دُوت وا آوت نکھن کی بہنی گون کب الیس

پائی پرت چت جالو گو بہیو چند یہہ سیس

اوت روشن دوت چمک نکھن جمع ناخن یعنی بیان کرے کرالیس
ملک الشعرا حاصل دوہا روشنی طلوع ہلال ناخن یا نایکا کی
صفت کوئی ملک الشعرا بھی بیان نہین کرسکتا کیونکہ پشت پا پر سر رکھنے سے
نایک کے خط ناخن سے ہلال پیشانی نایک پر نمود ہوا ❊

سرب انگ برنن دوہا

مکھہ سس نرکھہ چکورا ورتن پانپ لکھہ مین
پگ پنکج دیکھت بھوتر ہوت نین یہ تین

مکھہ چہرہ سس مہتاب ترکھہ دیکھہ تن جسم پانپ دریا مین
ماہی مگ قدم پنکج کنول حاصل دوہا ماہ چہرہ کو دیکھکر مثل چکور
اور دریائی جسم کو دیکھکر مثل ماہی اور نیلوفر سرخ پانے کو دیکھکر مثل بھنورے کی
آنکھین تین طرح پر ہوجاتی ہین ❊

ازرس پربودہ پریت بھاو دوہا

توہت تو تر نیہہ کو اپجیو ہر ہیئہ آئے
سرت سلل سینچت رہت سیہل ہونگی جائے

تو تیری ہت محبت تو ترنیا درخت نیہہ عشق ہیہ دل سرت یاد
سلل آب سیہل بارآور جاے تمنا حاصل دوہا قول سکھی نایک
کا نایکا سے کہ تیری محبت مین نیا درخت عشق کا نایک کے دل مین جا اوسکو
وہ ہردم آب یاد سے آبپاشی کرتا رہتا ہے بہ تمنا سے اسکے کہ بارآور ہوجاے

سکلیا برنن دوہا

دَہرتِ نہ چوکی نگ جٹی پاتین اُرمین لائے

چھانہہ پری پر پُرکہہ کی جن تیہ دہرم لبائے

دہرت نہ رکھتی نہین ہے چوکی نگ جٹی دُگھدبگی مرصع اُرسینہ چھانہہ سایہ پرپرکہہ مردغیر جن مت تیہ دہرم عفت زنان لسائے معدوم ہو حاصل دوہا تعویذ طلائی مرصع جواہر عورت پارسا سینہ پر اس وجہ سے نہین پہنتی ہے کہ مبادا سایہ مردغیر کا اس تعویذ پر پڑے اور میری عفت وپارسائی بوجہ پڑنے سایہ مردغیر کے جاتی رہی ۔

النکرت جو بنا مگدہا دوہا

یُون بالا جُوبن جھلک اُرجن مین دَرسائے

جیُون پرگٹت من کو بچن تیہ نیترن مین آئے

بالا عورت جوبن عنفوان جوانی ارجن پستان پرگھٹ ظاہر ہوتی ہین تیہ عورت حاصل دوہا زن کم عمر و دوشیزہ کی عنفوان جوانی کی چمک کا یون پستان پر نمود ہے کہ جسطرح منشا، دل طرز نگاہ عورت سے بخوبی ظاہر ہوجاتا ہے بقولیکہ مصرع ع سیمائے مردم آئینہ حال باطن ست

نوجو بنا مگدہا دوہا

جیُون تیہ تہہ بارہوت کلا جُوبن سسِ آدہکات

تیُون ستانس تم گہٹ چھب دُوت بھیلت جات

سس ماہتاب ستانیگی لنس رات تم تاریکی حاصل دوہا

جسطرح ہلال ہین روز بروز ترقی نور ہوتی ہے اوسیطرح عورت عنفوان جوانی ہین روزانہ خوبی حسن پیدا کرتی ہے اور جسطرح ترقی نور ہلال ہین سیاہی شب کم ہوتی جاتی ہے اوسیطرح ترقی حسن جوانی عورت ہین آثار طفولیت زائل ہوتے جاتے ہین ؛

پہنہہ یعنی ایضاً

اَلَستِ ہینِ تَوائِج اُرنکستِ جہلکَ سُہہائے

اُکس نکس سَبتِینَ کی پَری جبینَ ہینِ آئے

الست ہین نکلتی ہین تو تیری اُرج پستان اُرسینہ اکس نکس مراد انتشار حاصل دوہا تیرے سینہ پر پستان کا جلوہ نمود ہوتی ہی دیگر عورات انباغ کے دلون ہین دہڑکا پڑگیا کہ اب بہ نسبت ہمارے یہہ منظور نظر شوہر زیادہ تر ہوگی ؛

کیات جوبنا مگدہادوہا

سَکہن کنت لُونِ تِیہ نَینَ کچ تِکَ بہسِ لَجاتِ

مَانُوکنول کَلی چَتِیَ الینِ ہلسِ رہ جَاتِ

کنت شوہر کچ پستان الین بہنور ہلس خوش ہوکر حاصل دوہا جسطرح عورات اپنے شوہر کو دیکہکر شرگین ہوجاتی ہین اوسیطرح یہہ زن نوعمر مجمع عورات ہین اپنی پستان نوخیز کو دیکہکر تبسم کنان محجوب ہوجاتی ہے جیساکہ زنبور سیاہ شگوفہ گل نیلوفر سرخ کو دیکہکر دلمین نہایت خوش ہوتا ہے چشم زن نوعمر مراد از زنبور سیاہ پستان زن نوعمر مراد از شگوفہ

غلطی کو معاف فرماویں۔

از سکھہ نکھہ کبت جوڑا برنن

کیدہون بدہ ببدہ بدہان چھند بند کر باندہیو تمراج گانٹھہ سوہت اسیت ہے

کیدہون رس میچک کی للت نوین لتا سندر اُدوار بہل تا کو چہب دیت ہے

کیدہون کام نٹ کہری کندن چہری ہین دہری نیلمن کوئی دان یہ ان کو لیت ہے

کیدہون ہیم سان پین مدن بیٹھو آسن کہی کیدہون تیہ تیرو جوڑو نیہہ نکیت ہے

کیدہون شاید بدہ ببدہ بدہان تدبیرات انواع انواع چھند بند مکر و فریب باندہیو تمراج باندہا ہے تاریکی کو گانٹھہ گرہ سوہت خوشنما اسیت ہے تاریک ہے رس میچک جوش سیاہی للت خوبصورت نوین نئی لتا بیل وتختہ اودوار فیاض کام حسن مجسم نٹ رسن باز کہری اچھی کندن چہری چوب طلائی نیلمن نیلم ہیم سان چوکی طلائی مدن محبوب بیٹھ بیٹھہ محبت دروغن سیاہ نکیت خانہ حاصل کبت اے ماہ رو تیرے سر پر جوڑا سیاہ نہیں ہے

شاید تدبیرات انواع و مکر و فریب سے تاریکی کو باندھا ہے کہ جسکی یہہ گرہ سیاہ خوشنما ہے یا جوش سیاہی کی یہہ خوبصورت ایک بیل ہے کہ جسکا ثمر خوبی زیادہ تر خوشنما و فیاض ہے یا حسن مجسم رسن بازنے چھڑی طلائی مرصع نیلم کہ مراد قد اور موے سرنا یکا سے ہے حاصل کر کے اب خواستگار جان ہے یا چوکی طلائی چہرہ پر محبوب ملیح کہ مراد جعد موے سر ہے رونق بخش ہے یا اے نازنین تیرا جوڑا خوبی وصفائی کا گھر ہے ٭

نیتر برہ نن کبت

کیدھون مین کیتن کی سرکی ہین اوبھی مین کیدھون ہنج سرجو کی سراد واہین

کیدھون یہ پھلت ارن سرسیج تا مین نیل کنج راکھی کرحلت تاکی سوبھا سرسات ہین

کیدھون جوری بھوری کل کنجن کی کنجن ہی رسک ملند کیدھون دینت کہات ہین

نیپٹ نویلی ال بیلی ہیم سیلی کیدھون تیری ینہہ اچھہ میری چھپن سہات ہین

کیدھون شاید مین کیت حسن مجسم سر تالاب او بھی دونون مین مچھلی ہنج نیلوفر سر جو سر دریا سے سرجو پر پھلت شگفتہ ارن سرسج سرخ کنول نیل کنج کنول سیاہ سوبھا خوبی سرسات زیادہ جوری دو بھوری بھولی کل اچھی کنجن صعوہ رنجن تسکین دہ رسک چاشنی گیر ملند زنبور سیاہ دینت نزدیادہ بکھیات ظاہر نیپٹ نویلی نوخیز ال بیلی طنازہ ہیم سیلی جدول طلائی سچھہ صاف

اچھے انکھ چہین آنکھونمین سہات خوش آیندہ حاصل کبت اے نازنین تیری چشم شاید حسن مجسم کے تالاب کی دو مچھلی ہین یا دریاے سرجو کے دو گل نیلوفر نوشگفتہ و خوشنما ہین یا گل سرخ کنول کے اندر گل کنول سیاہ رکھے ہین کہ وس سے خوبی کو دوبالا کرتے ہین یا د وصعوہ خوبصورت ہین کہ دل کو اپنی حرکت سے محظوظ کرتے ہین یا در زنبور سیاہ چاشنی گیر زرد ہین یا نوخیز طلتاز ہین یا جدول طلائی ہین بہرحال یہہ تیری آنکھین خوبصورت وصاف و بہتر میری آنکھون کو خوش آیند ہین •

مکھہ برنن کبت

باسر ہو اتیو ادت امل جوت واکو نس ہی ہین اولو کی لوک لوک ہے

بھان بدمان یاکی مہمان سمان مان بہین دن واکون دن پر دیہہ شوک ہے

پورن پرکاش سدا اسدہا کو نواس دیکھو رہت دوکمت جاتین نت سوک ہے

یا کون کلنکت کلنکت لکھو ہی واکون تیرو مکھہ چند بال چند سم کوک ہے

باسرن دن اوت روشن امل صاف نس رات اولوکی دیکھی لوک ملک بھان آفتاب بدمان موجود شوک رنج پورن پرکاش طلوع کامل سدا ہمیشہ سدہا آبحیات نواس مسکن کوک سرخاب نکلنکت بلاعیب کلنکت باعیب مان عورت سم مقابل و برابر کوک ہی کون کہئے حاصل کبت ای نازنین تیری چہرہ ماہ کی طرح

کیا لکھوں اول یہہ کہ ماہتاب فقط رات ہی کو روشنی دیتا ہے اور تیرا چہرہ ماہ
بروز روشن بہی منور رہتا ہے کہ آفتاب اپنے مقابلہ مین اوسکی روشنی کو اپنی
روشنی کے مطابق جانتا ہے بلکہ وقت غروب رشک سے ملول ہوتا ہے کہ میری
غیبت مین بھی یہہ بدستور روشن رہیگا دوم طلوع ماہ مین جانور سرخاب
صدمۂ مہاجرت سے ملول ہوتا ہے اور یہہ تیرا چہرۂ ماہ ہمیشہ راحت رسان
وشب و روز منور و چراغ آب حیات ہے سوم یہہ کہ ماہتاب کو عیب ترقی
وتنزل کا ہر ماہ دامنگیر رہتا ہے اور تیرے چہرۂ ماہ کا نور لازوال ہے پس تیرے
چہرہ کے مقابلہ مین شاعر شاں ماہتاب کو کیونکر موزون کرسکتا ہے ؛

جان برنن کبت

کَرِی ہُتوِی اَرہین کَرسانکرِ کَری ہی دیکھہ نِپٹ اَچِنبھا بھری رنبھاگ چھاجی ہے

سُندر سُرت دَنت سُوبھونت رَاجت ہِیَ رچنار چَرِّچ کرن بِراجِ ہے

اِت ہِین سُرُوپ ڈھاری رُوپ ہِیکی سانچی مانُون کاریگری ہِین اَچھی مُورت سماجی ہے

سُکمان ترُلوک کی نِکِیل سُوچ سُوچ اتِ میری جَان بِدہ جَان جَان تیہ ساجی ہے

کری فیل مادہ ارہین آزاد دشمن کرہاتہ سانکر زنجیر کری ہی کی ہے
نپٹ اچنبھا بھری سخت تعجب رنبھا درخت مور گت چال چھاجی خوشنما
سرت دنت لائق صحبت رچنار چرنہایت اچھی صورت رچ کرن خوش آینڈ باری
ڈہالی ہوئی سانچے قالب کاریگر ہین حسن مجسم کاریگر سکمان خوبی ترلوک

ہر سہ عالم سکیل فراہم کرکے بدھ جان خالق نے سمجھکر جان تیہ ران عورت ساجی بنائی ہے حاصل کبت اے محبوبہ تیری ران ہا کی تعریف کیا لکھوں کہ مادہ فیل گزند دشمن یعنی یوزکمر سے آزاد ہوکر اور حلقہ زنجیر اپنی خرطوم میں لیکر اظہار نیاز کرتی ہے اور یہہ بات نہایت تعجب کی ہے کہ نہ موزہ ان ہے اور نہ خوبصورت وخوشنما لایق صحبت وخوش آیند ہر وقت میں حسن مجسم نے قالب جس مین ڈہال کر بہت پاک وصاف آراستہ کیئے ہین میرے نزدیک خالق نے حسن ہر سہ عالم کو یاد سے فراہم کرکے رانین عورت کی بنائی ہین ؀

ناسا برنن کبت

سکھان اکھنڈ سک منڈن کی کھنڈن ہی منڈن مکھہ منڈل کبا بہلا کہی ہے
تل کوسمن تاؤ تول تن پاوی نہن تو نین کیتن کی جھبین بہہ بہا کہی ہے

سکھان امل جہا کومل نوین نات روپ سر سبج کلی سیب تا کی ہے ؀

راچیو سبج نیہہ تین بدہاتا تیہ مکھہ دیپ تا کی دت ہیت ناسا باتی سم راکہی ہے
سکھان خوبصورتی اکھنڈ لازوال سک منڈن منقار طوطیان کھنڈن مٹانے والی منڈن زیور مکھہ منڈل حلقہ چہرہ تل کوسمن گل کنجد امل صاف جہا کومل نہایت نازک نوین نورسیدہ روپ سر دریای حسن سبج کلی شگوفہ گل کنول سیب خدمتگذار نیہہ محبت وروغن بدہاتا برہما خالق تیہ مکھہ دیپ چراغ چہرہ عورت تا کی اوسکی دت ہیت روشنی کیواسطے ناسا بینی باتی فتیلہ سم مثل راکہی ہے بنائی ہے حاصل کبت اے نازنین تیری بینی کی خوبی لازوال رشک دہندہ منقار طوطیان اور زیور

حلقہ چہرہ ہے گل گنجد کی اگر مثال دی جاوے تو اوسکی خوبی بہی ہم پلہ خوبی تیری بینی کی نہین ہو سکتی کیونکہ صد ہا خوبیان بہ مقتضاے عقل تیری بینی مین پائی جاتی ہین نہایت خوبصورت وصاف و بس نازک ہے کہ دریاے حسن کے گل نیلوفر کا شگوفہ نوخیز جسکا خدمتگار ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے چہرہ کے چراغ کو روغن خوبی وصفائی سے جب خالق نے آراستہ کیا اوسکی روشنی کیواسطے یہہ تیری بینی مثل فتیلہ کے بناکر روشن کی ہے ؀

نوپہ برنن کبت

رُوپ کو کیدار سم سُندر اجِرتا مین ترن کنک کیسی لتا درسات ہے ؀

کیدہون چہری کہری کلدہوت کی نور ہی جاگی چھب بیچن کی چھٹا چہرات ہے

نوچیہ نوین نیلمن کی نگن جٹیو تا کو کر دیٹہہ انتہہ اوپمان سہات ہے ؀

بہونرن کی پانت تامرس کی سمن پر سکہمان سمُوہ لہہ سُکہہ سون اگہات ہے

روپ حسن کیدار تہالا سم مثل و برابر سندر خوبصورت اجر صحن ترل جوان و خوشنما کنک طلا لتا شاخہ و بیل درسات معلوم ہوتی ہے چہری کہری چوب دستی بہتر کلدہوت طلائی نور ہی خمیدہ چھب خوبی مریچن شعاع چھٹا مجمع چہرات جلوہ دہ نوچیہ نگولہ نوین نو طیار نیلمن نیلم نگن نگ ہاے جٹو مرصع دیٹہہ نظر انتہہ زیادہ اوپمان مثال سہات ہے خوش ہوتی ہے بہونر نکی پا

صفت زنبور سیاہ تامرس کنول سمن گل سکھان خوبصورتی سموہ انبار لبہ پاکر اگھات سے آسودہ ہوتی ہے حاصل کبت زن نازنین خیابان حسن مین خوبصورت مثل بیل طلائی صحن خانہ کے اندر معلوم ہوتی ہے یا خمیدہ چوب دستی طلائی ہے کہ جسکی شعاع جلوہ افروز ہے زنگولہ پا سے پہنے ہوئے کہ جسکے دیکھنے سے مثال سرور اور بہمن چمن تعریف سرور در سرور حاصل کرکے آسودہ ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صف زنبور سیاہ گل کنول پر آراستہ ہے زنگولہ پاے نازنین نہین ۞ نثر خاتمہ

الحمد للہ والمنۃ کہ خامۂ خوش خرام بہ منتہاے این قلم درسید و سیاحتے کہ آغاز کردہ بود بانجام رسانید و باقتضاے ترتیبی کہ درین تالیف اختیار افتاد ختم کتاب بر نظم ہندی دست بہم دادہ چہ مضایقہ بعض الفاظ ہندی جزو فرقان عظیم است و جواہر سلک کلام قدیم شیخ جلال الدین سیوطی رح در تفسیر در منثور می گوید تحت قولہ تعالے طوبیٰ لہم وحسن مآب اخرج ابن جریر و ابو الشیخ عن سعید بن مسجوح قال طوبیٰ اسم الجنۃ بالہندیۃ و نیز شیخ جلال الدین سیوطی در تفسیر آیہ کریمہ سندس خضر از سبد لہ صاحب کتاب برہان نقل میکند و السندس رقیق الدیباج بالہندیۃ و می فرماید اخرج ابو الشیخ عن جعفر ابن محمد عن ابیہ فی قولہ تعالے یا ارض ابلعی مارک اشربی بلغۃ الہند علماے فصاحت اتفاق دارند کہ این آیہ افصح آیات قرانی ست و ابداع بینات آسمانی وقوع لفظ ہندی در کلام معجز نظام خصوص درین آیہ بلند پایہ از عجایب است این چنین ست و سرو آزاد و ختم این کتاب در سنہ دوازدہ صد و نود و ہفت ہجری بوقوع پیوست و در بلدۂ فرخندہ بھوپال نقش تالیف بست چشم از یاران دادرس و عزیزان صبح نفس آنکہ اگر گوشہ چشمی برین سرمایہ ناسرہ اندازند

خاتمة الکتاب

از نتائج طبع رسائے ناظم بے نظیر ظہوری ظہور نظیری نظیر افتخار الشعرا حافظ خانمحمد خان متخلص بشہیر سلمہ القدیر

گاہے سخن از یار وگہے از سخن یار   دیوانۂ عشق سر و کارست دل ما

امروز فکر تردد پرست پے سپر جادۂ اقبال ست و فضائے کار آگہی جولانگاہ توسن خیال ماضی بجال قرین آمد و حال باستقبال ہمنشین شد گاہے بر روے میر دیدم و گاہے بمرزا رفیع رسیدم روزہا در انجمن ناسخم و شبہا ہم بزم آتش مومن بزم آرائے ماست و ذوق بادہ پیمائے ما گزشتگان بحالیان مانند و حالیان بآیندگان سخت پیوند آرے اینہمہ دیدنیہا کہ دیدہ شد و دریافتنیہا کہ دریافتہ آمد پیداست کہ غیر از دو چیز سببے دیگر نخواہد ہم قم عیسیٰ را از قفا می دریابند و ہم آب زندگی را از جائے بہم رسانند مژدہ باد کہ نگرانی سر آمد و تلاش برطرف شد صریر خامہ معجز نگار ابو الخیر سید نور الحسن خان بہادر متخلص بہ کلیم باز قم را رواج قم عیسیٰ دادند و در ظلمات الفاظ تذکرہ خم خم آب زندگی نہادند یارب لطف این قم عیسیٰ برفتگان روزی و فیض این آب زندگی بزندگان ارزانی باد اندرین میدان پیش کلیم پا گزاشتن ہما نا بیش از گلیم پا گزاشتن ست و دوش تصورت این بار فرسودن کاہ بودن و کوہ برداشتن توسن قلمش در دو ویدنست و صبا ممنون پا کشیدن عمریست کہ زبان ریختہ را بجال افتادہ و شاہد کمال را براہ استاد است شغلے آورد کہ طلسم گنج کمال بکشاد و کارے کرد کہ اختلاط لفظ و معنی براہ افتاد چون نبا شد نہال مراد امیر الملکی ست کہ بر اورنگ جامعیت نشستہ است و گل امید والا جاہے ست کہ کار جہانی بیک انگشت بستہ بست فطرتی درین نزدیکی بدرگاہش

گل نیلوفر سرخ

اگیاب جوبنا دوہا

وا دِن باندہی سانس مَین ہُوڑ سکھن سُون لاگے

سُو میری یہہ ٹھور ہُوئی ہیئین اَسی آئے

سانس دم ہوڑ شرط ٹھور جگہہ ہیہ دل اَسی ہسی حاصل
دوہا یہہ نابالغ اپنی پستان کا ابہار دیکہکر اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ
جوبروز فلان مین نے سکھیون سے شرط باندہ دم کو روکا تہا وہ دم میرے
سینہ مین پہسکر آج اسجگہہ پر ابہرا ہے اسکو دیکھو

بنوڈہا مگدہا دوہا

سکھن کہین لال آبہرن نیک نہ پہرت بام

من ہین من سکچت ڈرت بہرم لال کی نام

لال سرخ ابہرن لباس زیور و پارچہ بام عورت بھرم پس وپیش
حاصل دوہا یہہ نایکا نوجوان سکھیون کے کہنے سے لباس لال زیب بدن
کرنے مین انکار کرتی ہے وجہ یہہ ہے کہ لال سرخ کو کہتے ہین اور لال شوہر
کو بہی کہتے ہین سبا دایہہ سب ظرافت سے اقبال پہنے لباس لال ہین اقبال
مواصلت شوہر قرار دین لہذا ڈرتی ہے اور پس وپیش کرتی ہے

بشر بدہ بنودہا مگدہا دوہا

ہنست ہنست رت بات لہہ یون رُوتی کہہ تیہہ

دمک دمک جیون دامنی ناچین برسے مینہہ

رت بات کلام مباشرت دامنی برق حاصل دوہا ہنگام ہمبستری شوہر یہ نایکا کم عمر یون ہنستی روتی غصہ کرتی ہے کہ گویا بجلی چمک کر نا چتی ہو اور پانی برستا ہو خندہ مراد از برق وگریہ مراد از باران ٭

پہنہ یعنی ایضاً

رتیہ اگیان اُرگیان ہین پریم نہ دیت جنائے

جمن گنگ تہہ پائی کی رہی سرستی بہائے

اگیان جہل گیان علم پریم محبت حاصل دوہا نایکا کم عمر کہ جسمین بلوغ دانائی اور نقصان نادانی ہنوز نہین ہوا لہذا بوجہ اختلاط ہر دو حالت حال اوسکی محبت کا نسبت شوہر کے معلوم نہین ہوتا جیسا کہ مابین دریاے گنگ و جمن کے وجود سرستی مفقود ہے ٭

مگدہا کی سرت آنت دوہا

یون میحبت گوا و للا ابلن انگ بنائے

ملی پہپ کی باس یون سانس نہ پائی جائے

ابلن عورات انگ جسم ملی پہپ گل مالیدہ باس خوشبو حاصل دوہا قول نایکا کی مصاحبہ کا نایک سے کہ اے صاحب کوئی زنان نوعمر کے جسم کو ایسا ملتا ہے کہ جیسا تم نے ملا یعنی جیسی ملے ہوئے پہول مین خوشبو نہین رہتی ہے ایسا ہی اسکے بدن مین دم معلوم نہین ہوتا ٭

مدہیا دوہا

بیہ تیہ پلن کپاٹ کٹ نر کہہ لیہہ درگ کور

کہلت پریم کی جو ریتین مندت نیم کی جور

پلن مژگان وجفن کپاٹ کواڑہ کرٹ سخت نر کہہ لیہہ دیکھلی درگ کو گوشۂ چشم پریم محبت نیم پابندی طریقہ جور زور حاصل دوہا

تول سکہی کا نایکا سے کہ شوہر کے جفن دربند سخت ہین انکو گوشۂ چشم سے دیکھ

بیہ قوت محبت سے واہو تے ہین اور خود بینی سے بند ہو جاتی ہین ؛

پنہہ دوہا

رمنی من پاوت نہین لاج پریت کو انت

دہون اور اینچو پہرے جیون بیچ تیہ کو کنت

رمنی عورت پریت محبت انت انتہا بب دونون تیہ استری کنب شوہر حاصل دوہا عورت کا دل شرم ومحبت دونون کی انتہا نہین پاتا کہ آیا حیا مقدم کرون یا محبت لعذا دونون طرف کہنچا ہوا پہرتا ہے جسطرح سے کہ

دو عورتون کا شوہر

مدہیا مانت کاما دوہا

یون تیہ نہین لاج مین لست کام کی بہائے

بلو سلل مین نیہہ جیون اوپر ہین درسائے

کام شہوت سلل آب نیہہ روغن حاصل دوہا نایکا کی آنکھون فرگین مین ہنگام مستی غلبۂ شہوت ایسا نمود ہوتا ہے کہ جیسی دہنیت روغن بر روے

آب ظاہر ہوجاتی ہے ؎

مدہیا کی پرت دوہا

کان پرت مرگ لون پری مرچھہ للن کی پران

کنٹھ بہنک نوپر جہنک دہن لیتی جب تان ۔

کان پرت بمجرد استماع مرگ لون مثل آہو مرچھہ غفلت للن شوہر پران جان کنٹھ بہنک آواز خوش گلو نوپر جہنک آواز زنگولہ دہن کمان دہن تال تان چڑہا کر تان راگ حاصل دوہا جب مطلوبہ آواز خوش گلو سے باتفاق تال زنگولہ تان یعنی راگ لیتی یعنی آغاز کرتی ہے اوسوقت سنتے ہی شوہر مطلوبہ کا مثل آہو کے غافل وخود فراموش ہوجاتا ہے اور مثال آہو سے یہہ مراد ہے کہ آہو عاشق راگ ہے دوسرے یہہ کہ آواز خوش گلو و تال آواز زنگولہ کا قوس جب نایکا تانتی ہے اوسوقت طالب مطلوبہ کا بمجرد سنتے کے مثل آہو تیر خوردہ کے غافل و خودرفتہ ہوجاتا ہے ؎

مدہیا کی بپرت دوہا

رمت رمن بپریت یون لاج مدن ہین چہاک

جیون رتہ ہاکت سارتہی دہون لیک کو تاک

رمت مباشرت کرتی ہے رمن عورت بپریت برعکس لاج حیا مدن شہوت چہاک پر سارتہی رتہ بان دہون دونوں لیک راہ پیہہ ارابہ تاک دیکھہ کر حاصل دوہا ہنگام مباشرت

برعکس یعنی مرد نیچے اور عورت اوپر مطلوبہ شرم و شہوت دونون مین مبتلا ہوکر دونون امر ایسے ملحوظ رکھتی ہے کہ جسطرح ارابچی ارابہ کے نشان راہ ہردو جانب کو دیکھکر رتھہ ہانکتا ہے

پروڑہا دوہا

جب نبتا برکھہ راس مین رب جوبن چمکائے

مدن بتن پرت دیوس بڑہ لاج سیت گھٹ جائے

نبتا عورت برکھہ راس برج ثور رب آفتاب جوبن حسن وجوانی مدن شہوت بتین گرما پرت دیوس روز بروز بڑہ زیادہ ہوتی ہے لاج حیا سیت سرما حاصل دوہا جب آفتاب برج ثور مین آتا ہے روز بروز گرمی زیادہ ہوتی ہے اور سردی جاتی ہے اسیطرح عورت جب حسن جوانی چمکاتی ہے گرمی شہوت برسر ترقی ہوتی ہے اور سردی حیا زائل

پرورہا کی سرتانت دوہا

ڈہرک پری کھون آرسی نکھہ کچ سیس سہائے

ترمن چھپیو منو گر سکھر ڈوج نکس در سائے

ڈہرک پری علیحدہ ہوگیا ورسی چولی نکھہ ناخن کچ پستان سیس سر ترمن آفتاب گر سکھر چوٹی پہاڑ دوج مراد ہلال حاصل دوہا انجام مباشرت مین چولی پستان ما یکا سے جدا ہوگی اور اوس نے ہاتھہ سے پستان کو چھپایا شاعر اوسکی مثال بیان کرتا ہے کہ گویا آفتاب چھوٹے پہاڑ مین پوشیدہ ہوا اور ماہ نو طلوع ہوکر نظر آیا آفتاب مراد از پستان و چوٹی پہاڑ مراد از دست

دوسرا مراد از ناخن دست نایکا

مدہیا دہیرا دوہا

لکہتِ ہتی دِرِگ کمل لیے چورِ بدن رب اور

اَب اِن اَنن چند ہست کر تو نین چکور

لکہت ہتی دیکہتی تہی درگ کمل لیے آنکہہ نیلوفری کر کے چور پوشیدہ بدن چہرہ رب آفتاب اور طرف آنن چہرہ ہت واسطے مین آنکہین چکور تدر و حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ اب تک مین اپنی آنکہہ کو گل نیلوفر سرخ کہ جو ہمیشہ دن مین شگفتہ رہتا ہے اور رات کو غنچہ ہوجاتا ہے بناکر تمہارے چہرۂ خورشید مثال کو پوشیدہ از انظار حاسدان دیکہتی تہی اور اب اس تمہارے چہرہ ماہ تمثال کے دیکہنے کو مین آنکہہ کو چکور کہ جو عاشق ماہ ہے بناؤنگی خلاصہ یہہ کہ در پردہ شکایت غیر حاضری دن کی کرتی ہے ٭

مدہیا ادہیرا دوہا

یہی بڑائی تم رکہی میری ہت ٹہرائے

ناتہہ پرت ہو اور کی پاین پرت مو آئے

یہی یہہ بڑائی بزرگی حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے ازراہ طعن کہ آپ میرے تو پاون پڑتے ہو آکر مگر ناتہہ اور ون کے پڑتے ہو پس یہی بڑائی میرے واسطے آپ نے تجویز کی ہے ٭

مدہیا دہیرا دہیرا دوہا

کتِ بنولیتَ نہُر کی یہہ پونچھتِ گہہ ہاتہہ

دہِن انسوا گھن بوندلون جہری بات کی ساتہہ

کت کیون بنولیت نہین بولتی ہو شوہر کی بیرحمی کرکے گھن بوند باران لون طرح حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کا ہاتہہ پکڑکر یہہ کہتی ہے کہ بے رحمی سے مجہہ سے کیون نہین بولتے ہو اور سیل اشک کا اوسکی آنکھونسے مثل باران کے برستا ہے بات کرنے کے ساتہہ ؛

پرور ہا دہیرا

پاگ دہری پیری کہری پیہ مکھہ پری نہار

پہول چہڑی کر مین دہری آنکہہ بہری جہجکار

پاگ دستار پیری کہری زرد پیچی پیہ مکھہ چہرۂ شوہر پیری نہار نظر آئے جہجکار غصہ ناک حاصل دوہا نایکا نے اپنے شوہر کو دستار پیچی زرد باندہے ہوئے دیکھہ چہڑی پہولون کی ہاتہہ مین لی چشم غصہ ناک کی مراد یہہ کہ نایکا کو دستار زرد پیچی ہر رنگ انباغ ناگوار معلوم ہوئی ؛

پرور ہا دہیرا ادہیرا

نین لال تک رس ڈری کچہو نہ بولی بال

باہہ گہت ہی لال اُر ہنی توڑ اُر مال ؛

نین لال چشم سرخ تک دیکھکر بال عورت باہہ دست گہت ہے پکڑتی ہے لال شوہر اُر سینہ ہنی ماری مال مالا حاصل دوہا

نایکا اپنے شوہر کی چشم غصہ ناک دیکھکر ڈری اور کچھ نہ بولی الاجب شوہر نے ہاتھہ اوسکا پکڑا نایکا نے مالا اپنی گلی کی توڑ کر سینہ شوہر پر ماری ؛

جیشٹھا وکنیشٹھا یعنی بزرگ وخورد

کن سکھیر یہہ کھیل بل دینھون تمھین سکھائے

موٹھہ مارِ واکی درگن موکہہ مانڈت دہائے

کن سکھئے بچتر عجیب بل قربان مونٹھہ مشت گلال وغیرہ درگن آنکھین مانڈت ملتی ہو دہای دوڑکر حاصل دوہا دو عورت چھوٹی بڑی اپنے شوہر سے کہتی ہین کہ یہہ بازی عجیب تمکو کس نے سکھلائی ہے کہ ایک کی آنکھہ مین موٹھہ گلال وغیرہ کی مارکر دوسرے کو ملتی اور عاجز کرتی ہو ؛

پروڑھا دھیرا دوہا

ڈری گانٹھہ جو بال ہیہ لیے نہ کیھون ناتھہ

پرگٹ بال مدہ گانٹھہ لون بھی گہت ہین ہاتھہ

ڈری پڑی گانٹھہ گرہ بال عورت ہیہ دل لی نہ دریافت نہوے لیھون کسیطرحسے ناتھہ شوہر پرگت ظاہر بال ہوے مدّہ درمیان لون طرح گہت پکڑتے ہوئے حاصل دوہا نایک کیطرف سے نایکا کے دلمین جوگرہ ملال پڑی تھی وہ نایک کو کسیطرح سے ظاہر نہوئی مگر جسوقت نایک نے ہاتھہ نایکا کا پکڑا اوسکی کم توجہی وغیرہ سے وہ گرہ ملال ظاہر ہوگئی جیساکہ گرہ موئے باریک کی کہ بادی النظر مین چاہے تمیز نہوسکے مگر بال کو ہاتھہ مین لینے سے ظاہر ہوجاتی ہے ؛

اوڈھاپرکیا

نَیَن اَچَل چَل مَنج تو دُواَوبدہ مَن رَنج

نِج پت لاگت کنج اَرُ اَپیتِ لاگت کہنج

نین آنکھین اچل غیر متحرک چل متحرک منج خوش وضع تو تیری دواوبدہ دونون طرح من رنج تسکین دہ دل نج پت شوہر خود اپ پت مرد غیر کنج گل نیلوفر سرخ کہنج صعوہ حاصل دوہا اے نازنین تیری چشم خوش وضع متحرک وغیر متحرک دونو طرح سے تسکین بخش دل ہین کہ اپنے شوہر کو مثل گل نیلوفر سرخ کے غیر متحرک اور مرد غیر کو مثل صعوہ کے کہ جو ہر دم متحرک رہتا ہے متحرک معلوم ہوتی ہین *

انوڑھا پرکیا دوہا

رُوکھی ہوجن باس لون چوری دیت بنائے

بنا چڑھین سرنیہ جو چڑھیو نیہہ سر آئے

روکھی مراد خشک مزاجی ہوجن مت کر باس لون مثل خوشبو کے نیہہ محبت درو غن حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا فاحشہ کم عمر سے کہ تو مجھہ سے خشک مزاجی مت کر چوری مثل خوشبو کے ظاہر ہو جاتی ہے کہ بلا چڑھے ہوئے تیل کے سر پر کہ مراد شادی ہونے سے ہے تیرے سر پر محبت بغیر چڑھی ہے آکر *

سامانیا

مکت مال لکھ دہن کہیو یہہ اجگت ہے نا ہنہ
گنگ تہاری آر ہبی شو میری آر نا ہنہ

مکت مال ہار مروارید لکھہ دیکہہ کے دہن معنی آفرین وصورت اجگت مثال
ناموزون گنگ دریاے گنگ شو نام مہادیو آر سینہ حاصل دوہا
نایکا اپنے شوہر کو مالاے مروارید پہنے ہوئے دیکھکر ظریفانہ یہہ کہتی ہے
کہ جیسے آپکے سینہ پہ یہہ مالا مثل لہر دریاے گنگ کے خوشنما ہے ویسے ہی
میرے سینہ پر بہی یہہ پستان کہ جو بصورت شیو ہین زیبندہ ہین اور یہہ
مثال جو مین نے بیان کی ناموزون نہین ہے کہ مہادیو اور گنگا کی مناسبت
ظاہر ہے

اتہیہ سنہوگ وکہتا دوہا

تیری پاس پرکاس پرنیہہ شباس بسائے
سو کارن لائے نہین آپ لگائے

پرکاس پرظاہر نیہہ شباس عطر خوشبودار بساے خوشبو دیتا ہے
حاصل دوہا نایکا اپنی مصاحبہ سے بحالت مستی یہہ کہتی ہے کہ اے
سکھی تیرے لباس مین ظاہر عطر خوشبودار کی نہایت خوشبو آتی ہے تو میرے
واسطے کیون نہین لائی آپ ہی لگا آئی مراد میری مطلوب کو کیون نہ لائی

پریم گربتا دوہا

رہیہ مورت میری سدا ہر آکہین درگن بسائے
ڈر پت گوری دیہہ یہہ مت سونری ہوی جائے

پیہ شوہر مورت سورت سدا ہمیشہ درگن آنکھون بسای جاگرین ڈرپت ڈرتی ہے گوری دیہہ صورت صبیح مت مبادا سونری ملیح حاصل دوہا یہہ نایکا اپنی محبت کا ہونا شوہر کے دل پر یقین کر کے اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ شوہر میرا میری صورت کو ہمیشہ اپنی آنکھون مین بسائے رکھتا ہے لہذا مین ڈرتی ہون کہ مبادا بوجہ سوادِ چشم شوہر رنگت میرے جسم کی ملیح نہو جاوے *

روپ گربتا دوہا

جوبن لہہ ان روپ ٹھگ ادبھت گت یہہ کین
آپ جگت کو مار کے ہتیا مو سر دین

جوبن جوانی ان روپ ٹھگ مراد خوبصورتی ادبھت گت حالت عجیبہ جگت دنیا ہتیا جرم حاصل دوہا یہہ نایکا مغرور حسن اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ اس جوانی نے غارتگر خوبصورتی کو اپنا رفیق پاکر کیا غضب کیا کہ تمام دنیا کو مار کر جرم اوسکا میرے سر پر قایم کرایا *

مانِنی دوہا

ڈہرت مانِنی درگن یون آنسو بند بسال
منو مانسر کنول تین جہرت مکت کی مال

ڈہرت ڈہلتا ہے مانِنی نایکا ملول آنسو بند قطرات اشک بسال خوشنما مانسر نام تالاب کہ جسمین مروارید پیدا ہوتے ہین - و نیز نام سینہ کہ جسمین کنول دلگا رہتا ہے کنول گل نیلوفر سرخ جہرت جہڑتی ہین

حکمت کی مال ہار ہاے مروارید حاصل دوہا بحالت ملال نایکا کی آنکھون سے قطرات اشک مسلسل یون گرتے ہین کہ گویا تالاب مانسر سے کہ جسمین مروارید وکنول پیدا ہوتا ہے اور مراد سینۂ و دل سے بھی ہے ہار مروارید برستے ہین ❊

سو آدہین تیکا دوہا

نِرکھ نِرکھ پَرَت دِیوَس نِس تیہ چکہہ پٹہ مکھہ اَوُر

کمل جان ال ہوت ہین سس اَنُمان چکور

نرکھہ نرکھہ دیکھہ دیکھکر پرت روزانہ دیوس نس دنرات تیہ چکھہ آنکھین بجوت پیہ مکھہ چہرۂ شوہر اور طرف ال بھنورا سس ماہتاب انمان تصور کرکے چکور تدرو حاصل دوہا یہہ نایکا خالی از خلل بیگانہ شب و روز چہرۂ شوہر کو باطمینان تمام دیکھا کرتی ہے دن مین تو چہرۂ شوہر کو کنول سمجھکر آنکھین اوسکی زنبور سیاہ کہ جو عاشق گل ہے ہوتی ہین اور رات کو ماہ کامل سمجھکر وہی آنکھین چکور کہ جو عاشق ماہ ہے ہوجاتی ہین

انکنٹھا دوہا

سکھی کہا جیہ ساج کی آج نہ آئی ناتہہ

گرہ بہولی کہگ لون پہری موسن جن تا نہہ

ساج آرایش کہگ پرند حاصل دوہا قول نایکا محزون کا اپنی مصاحبہ سے کہ اے سکھی مین آرایش اپنی کیا کرون آج میرا شوہر نہین آیا افسوس کہ مثل طایر آشیان گم کردہ کے پھرتے ہونگے میرا دل او نہین مین ہے ❊

کھنڈتا دوہا

پیتم تن مکھ لکھ یون ڈری تیہ چکھ آنسو آئے

منون مدھکر مکرند کون اگل کی پھر کھائے

پیہ شوہر تن طرف مکھہ چہرہ ڈری پوشیدہ ہوئے چکھہ آنکھ مدھکر بھونرا مکرند عصارۂ گل حاصل دوہا یہہ نایکا چشم پُر از اشک ہولی که چہرہ شوہر پر نظر پڑی بمجرد معاینہ چہرۂ شوہر وہ اشک یون غایب ہوگئے که گویا زنبور سیاہ عصارۂ گل کو اگل کر پھر کھا گیا ٭

پرلبدہا دوہا

لکھ سنکیت سونون رہی یون تیہ نار نوائے

منون بنی شیو کی کری سبل کام کون پائے

سنکیت مقام مواصلت سونو خالی نار گردن نوائے جھکائے بلنی مناجات شیو نام مہادیو کہ جنہون نے شہوت کو جلادیا سبل کام غلبۂ شہوت حاصل دوہا یہہ نایکا جب حسب اقرار مقام موعود پر گئی اور اوس جگہہ کو خالی از مطلوب خود دیکھا تب گردن جھکا کر رہ گئی گویا مہادیو کو مناجات کر رہی ہے کہ تم نے کام یعنی شہوت کو جلادیا ہے میری بھی شہوت جلا دو ٭

کلنترتا دوہا

آلی بان آہ کی دسی جھار پیو ہر کر نیہہ

تیو کر دہ بن نان جہتو اب چھوٹت ہر دیہہ

الی سکھی مان ملال وغصہ آہ سانپ دسی گزیدہ نینہہ محبت کرودہ غصہ حاصل دوہا قول سکھی کا سکھی سے کہ اس نایکا کو مار ملال نے کاٹا ہے اسکے طالب نے اسکو محبت کرکے جھاڑا مگر اسکا زہر ملال بوجہ غصہ دور نہین ہوا اب اوسی حالت مین اسکی جان اسکے جسم سے دور ہوا چاہتی ہے

باسک سجیا دوہا

تیہ سُکھہ سیج بچھائے یون رہی باٹ پیہ ہیر

کیت بنائے کسان جیون ہت مینہہ اوسیر

تیہ عورت سُکھہ سیج بستر مُکلف باٹ راہ کسان کاشتکار مینہہ باران اوسیر انتظار حاصل دوہا نایکا بستر مکلف بچھا کر اپنے شوہر کا اسطرح انتظار کرتی رہی کہ جیسے کاشتکار کشت کو مرتب کرکے پانی برسنے کا منتظر رہتا ہے

ابھار کا دوہا

ایسی کامن لاج مین پیہ پین اٹکت جائے

جیسین سلتا کو سلل یون ساہین پائے

کامن زن نازنین پیہ شوہر پین نزدیک اٹکت جائے آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے جسطرح سلتا ندی سلل آب یون ہوا ساہین مقابل حاصل دوہا زن خوبصورت و نازنین بسبب شرم وحیا اپنے شوہر کے پاس رکتی ہوئی آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے آب دریا ہوا کو مقابل پا کر آہستہ آہستہ بہتا ہے ۞

ٹیپنہ یعنی ایضاً

انگ چھپاوت سرب سون چلی جات یون نار
کھولت بیچ چھٹا چھٹی ڈہانپت گھٹا نہار

انگ جسم چھپاوت پوشیدہ کرتی ہوئی سرب سون سب سے بیچ چھٹا برق چھٹی دیکھہ ڈہانپت چھپاتی ہے گھٹا ابر سیاہ نہار دیکھکر حاصل دوہا یہہ نایکا برق تمثال شب تاریک مین لباس سیاہ پہنکر سب سے اپنے جسم کو یون چھپاتی ہوئی مطلوب کے پاس جاتی ہے کہ برق خیزار دیکھکر چہرہ کو کھول دیتی ہے کہ ہمرنگ برق ہے اور گھٹا کو دیکھکر چہرہ پوشیدہ کرلیتی ہے کہ لباس سیاہ ہمرنگ گھٹا ہے ٭

پرو کھت پترکا دوہا

نس جگان یہ اتھہ جہت پران مجوری نال
انگ نگر مین برہ یہہ بہیو نیو کتوال ٭

نس جگان رات جگا کیرا اتھہ صبح کو پران جان مجوری مزدوری حال جلد انگ نگر دیار جسم برہ ہجر حاصل دوہا اس دیار جسم مین ہجر نئی طرح کا کتوال ہوا ہے کہ رات بھر جگانے کی مزدوری مین صبح کو بعجلت جان طلب کرتا ہے ٭

لکھت پترکا دوہا

پہلین پاکہہ نہ آیہو جو آساڑہ کی مانس
پر تہہ جہر چہت باس لون کتی بہو سانس

پہلین پاکہہ حصۂ اول یعنی نصف ماہ پر تہمہ جہڑ باران اول چہت باس مراد مردہ سانس دم **حاصل دوہا** نایکا اپنے شوہر کو لکھتی ہے کہ اگر نصف ماہ اساڑہ تک تم نہ آؤگے تو اول ہی بارش مین مجھکو مردہ پاؤگے

چہت پتر کا دوہا

پیہ کی چلیت بدیس کچہو کہہ نہہ سکے کچور

چرن انگوٹہا تین رہی داب چہور اچہور

بجور راجیا پچہوراد وبٹہ چہور گوشہ **حاصل دوہا** یہہ نایکا باحیا ہنگام روانگی شوہر خود بسفر کچہہ کہہ نہ سکی مگر انگوٹہے پیر سے گوشہ دوبٹہ شوہر کا داب کر رہ گئی ؛

کردی یہہ جو چیکنن ہرنت لائے سنیہہ

برہ اگن جو جہنک مین ہون چہت اب کہہ

چیکنی آراستہ وصاف و روغن کردہ سنیہہ محبت و روغن برہ اگن آتش مہاجرت یہ جہنک ایک ساعت کہہ خاکستر **حاصل دوہا** قول نایکا کا سکہی سے کہ جس جسم کو روغن محبت طالب نے چکنا و آراستہ کیا تہا وہ اب یہ آتش مہاجرت ایک ساعت مین خاکستر ہوا جاہتا ہے ؛

اگم کت پتر کا دوہا

ہر آون سن پیتک لکہہ اگمن ہر کہہ سنیہہ

لکہہ ہی سکہہ لون بال کی بہئی چیکنن دیہہ

پتھک مسافر و قاصد سندیسہ محبت نکھہ سے سکھہ لون سرا پا
بال عورت چکنی آراستہ و تازہ حاصل دوہا اپنے طالب کا آنا بزبان
قاصد سنکر مطلوبہ کا جسم سر سے پا تک تازہ و آراستہ ہوگیا فرط خوشی و
محبت سے؛

اکچھت پت کا دوہا

آوَتِ لہہ گھنسیامَ کی آنِ دیسَ تینِ بات
چیلا ہوَے چکن لگیو سنیہن ہی کو گات

آن دیس ملک غیر چیلا برق نیہن محبت سے ہی دل گات جسم
حاصل دوہا اس نایکا نے خبر مراجعت اپنے شوہر کی ملک غیر سے سنی بمجرد
سننے کے محبت دلی سے تمام جسم اسکا مثل برق چمکنے لگا؛

آگت پت کا دوہا

سکھی بچھرن سسر کی ہوئی لہلہی ترنت
بیل روپ پر پھلت بھی لہہ بسنت سو کنت

سسر موسم اگہن پوس لہلہی سر سبز ترنت فوراً پرپھلت تر و تازہ
بسنت فصل بہار کنت شوہر حاصل دوہا قول سکھی کا سکھی سے
کہ دیکھہ یہہ نایکا بحالت سرما ہجر کیسی افسردہ تھی اور اب شوہر کو مثل فصل
بہار پاکر کیا بیل سبز کیطرح تر و تازہ ہوئی ہے؛

اُتما دوہا

کیھون اُوگن انگ کو لکھین نہ ہت کی جُور
پیہ مینک مُکھ کی بہی رونی نین چکور

ہت محبت پیہ شوہر مینک ماہتاب رونی عورت حاصل دوہا
یہہ نایکا فرط محبت سے اپنے شوہر کے عیوب ظاہر و باطن پر نظر نہین کرتی
ہر وقت اوسکے چہرۂ ماہ کو اپنی چشم چکور سے دیکھا کرتی ہے ؛

مدّہما دوہا

پیّہ سنگہہ سنمکھہ رہت بمکھہ بمکھہ ہوئی جات
رتیہ درپن پرت بنب لون تیری گت درسات

سنمکھہ بمقابلہ و مہربان بمکھہ غیبت و نامہربان درپن آئینہ پرت بنب
عکس آئینہ گت حالت درسات معلوم ہوتی ہے حاصل دوہا یہہ نایکا
بحالت حضوری شوہر فرمان بردار رہتی ہے اور غیبت شوہر مین نافرمان
مثل عکس آئینہ کے کہ مقابل کے مقابل رہتا ہے اور غیبت مین غایب ؛

ادہما دوہا

جیون جیون آدر سون للن پانپ دیت بنائے
تیون تیون بہامن مین لون کہن کہن اینٹہت جائے

آدر خاطرداری پانپ دریا بہامن عورت مین ماہی لون طرح
کہن کہن ساعت بساعت حاصل دوہا خاوند عورت کیواسطے جس طرح
کہ دریا سے محبت و خاطرداری آراستہ کرتا ہے اوسی اوسی طرح یہہ نایکا

بر روش شل ماہی کے اینٹھتی جاتی ہے ؛

پت نایک دوہا

جب تین لالن رون کو گون لی آے سنگ

تب تین شیو لون آپنے کر را کھی ار دہنگ

لالن شوہر رونی عورت گون مکلاوہ اردہنگ دنصف جسم حاصل دوہا جب سے یہ مرد اسکی عورت کو اپنے گھر مکلاوہ کرکے لایا اوس روز سے شل مہادیو کے عورت کو اپنا نصف جسم قرار دیکر پاس کہتا ہے ؛

انکول نایک دوہا

نئی بسن جب ہون سجون تب پیہ بھرم لجانہہ

بن پرکے دہن بچن کی ہیر سکت ہین نا نہہ

نئی بسن پارچہ نوطیار بھرم تک دہن آواز ہیر سکت دیکھتی حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ جب مین پوشاک نئی پہنتی ہون تب شوہر میرا اشک لاکر عورت غیر سمجھکر شرماتا ہے اور جب تک میری آواز نہ سنے پہچان نہین سکتا ہے ؛

دچھن نایک دوہا

دچھن ساگر دہن کی سم برنت ہین پرپیت

وہ ندین یہہ تین سون لت ایکہی ریت

دچھن دچھن نایک ساگر دریاے شور دہن دونون کی سم برابر برنتا ہین

بیان کرتی ہین پریت محبت ندین ندی ہا تین عورات حاصل دوہا دریاے شور ا اور اس دہین نایک یعنی مرد عیاش کا ایک ہی طریقہ ہے کہ جیسا دریا مین جو ندی آوے مل جاتی ہے ایسا ہی اس نایک کے پاس جو عورت آوے اوس سے ملتا ہے ؛

سٹھہ نایک دوہا

ہیر ہیر مکھہ پہیر کت تانت بھو نہہ ندان
بانن بدہ کا ہون نہین راکہی چڑہی کمان

ہیر ہیر دیکہہ دیکہہ ندان نادان بانن بدہ تیر سے مارکر حاصل دوہا قول نایک کا نایکا سے کہ مجھکو دیکہہ دیکہہ منہہ پہیر پہیر کر بھو نہہ کو کیون تانتی ہے تیرون سے مارکر یعنی شکار مار کر کمان کو کوئی چڑہا ہوا نہیں رکھتا ہے ؛

دہرشٹ نایک دوہا

کالہہ گیو ہے آپہین ہو سر سوہین کہاے
آج سیس جاوک لیین پہر لوٹت ہی پاے

سوہین قسم سیس سر جاوک رنگ مہاور حاصل دوہا نایکا اس نایک بے حیا سے کہتی ہے کہ کل تو میرے سر کی قسم کہا گیا ہے کہ دوسری نایکا سے تعلق نہ رکھونگا اور آج پہر نشان مہاور پاے دوسری عورت کا سر پر لگا کر میرے پیرون پر لوٹتا ہے ؛

اوپپت نایک دوہا

آئے وہ پانپ بھری رمنین آج انہان

جہہ بوڈن نکسن لکھین نکست بوڈب بران

پانپ بھری پُراز آب وتاب رمنین عورت حاصل دوہا
قول نایکا کا سکھی سے کہ یہہ نایکا بہ آب وتاب غسل کرنے کو آئی کہ جسکے غوطہ لگانے اور سر باہر نکالنے سے میری جان ڈوبتی اوچہلتی ہے ؛

بیسک نایک دوہا

لال ادہر ہیرا ردن جنہہ سیرن تن ساتھہ

دیجئے کنہہ دہن لیائے جو کیجئے تہہ دہن ہاتھہ

لال ادہر یاقوت لب ہیرا ردن الماس دندان سیرن تن جسم طلائی حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ تمہارے لب یاقوت دندان الماس جسم طلائی اس مال سے مجھکو کون چیز دوگے جو دوا وسی کی طرف اپنا ہاتھہ بڑہاؤن ؛

روپ ماتی مانک دوہا

بار بار ہیرت کہا درپن مین چت لائے

نیک لکھو نج بدن سون رادہی بدن ملائے

ہیرت دیکھتی درپن آئینہ بدن چہرہ حاصل دوہا
قول سکھی کا نایک سے کہ تم بار بار غور سے آئینہ کیا دیکھتی ہو ذرا اپنے چہرہ کو چہرۂ مطلوبہ سے ملا کر تو دیکھو ؛

پروکہت نایک دوہا

اگنِ روپ بنِ ری برہ کت جارت ہی موہ

تیہ تن پانپ پائے کی بورمار ہون توہ ؂

اگن روپ شعلۂ آتش بن ہبکر ری برہ اے ہجر کت کیون جارت جلاتا ہے موہ مجہکو تیہ عورت تن پانپ دریائی جسم بورمار ہون غرق کرکے مارون گا حاصل دوہا نایک کا قول کہ اے ہجر تو شعلہ آتش ہبکر مجہکو کیون جلاتا ہے یاد رکہہ کہ دریائی جسم عورت کا پاکر تجہکو غرق کرکے مارڈالون گا ؂

سرون درشن دوہا

جب تین موہ سنائی تون کہے کانہہ کی بات

تب تین درگ مرگ لون چلی کانن ہین کون جات

درگ آنکہہ مرگ آہو کانن جنگل و گوش حاصل دوہا قول نایکا کا سکہی سے کہ جسوقت سے تونے میرے مطلوب کا پیام مجہے سنایا ہے اوسوقت سے میری آنکہین مثل آہو کے کانن[1] کیطرف رجوع ہین باین تمنا کہ گوش مراد دلی اپنے حاصل کر چکے اور ہم محروم ہین ؂

[1] بمعنی گوش و جنگل ۱۲

سپن درشن دوہا

جاگت چور جو پائے دوڑ لاگے ساتہہ

سپنین کو چیت چور کب آوے اپنین ہاتہہ

چت چور دل کا چورانیوالا حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ بیداری مین جو چور آوے دوڑ کر اوسکے ساتھہ جا سکتے ہین مگر خواب مین جو دلکا چورانے والا آوے اوسکو کیونکر پکڑے ؛

چتر درشن دوہا

چترہ چتوت چتر جون رہے ایک ٹک جوئے

متر بلوکت راوری کہو کون گت ہوئے

چترہ تصویر کو چتوت دیکھتی چتر عقیلہ یون اسطرح ایک ٹک ٹکٹکی سے جوی دیکھہ متر دوست بلوکت دیکھتی راوری آپ کی حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا سے کہ اے عقیلہ تو تصویر دوست کے دیکھنے مین ہمہ تن مصروف ہو کر خود فراموش ہو رہی ہے پس جب دوست کو دیکھے گی اوسوقت کیا تیری حالت ہوگی

سونتکھہ درشن دوہا

جیون یہہ درگ آل بہنوت تیہہ بدن کمل کی اور

تون یہہ نکھہ سس کی ہہی تیہہ کی نین چکور ؛

درگ آنکھہ ال زنبور سیاہ بہنوت بلاگردان بدن چہرہ سس ماہتاب حاصل دوہا جسطرح گل چہرۂ مطلوبہ پر چشم طالب مانند زنبور سیاہ کے بلاگردان ہوتی ہین اوسیطرح طالب کے ماہ چہرہ کو چشم مطلوبہ مثل چکور بہ محبت تمام دیکھتی ہین ؛

دوتی برین دوہا

یہ کیجے سُکھ گھنیام ہُون آج پون کی رنگ

اُنہہ چپلا چمکائے ہُون لپائے تہاری انگ

گھنیام نام طالب وابر سیاہ پون کی رنگ شل باد چپلا برق تہاری
انگ تمہارے جسم مین حاصل دوہا دلالہ کہتی ہے کہ اے گھنیام تو آج
خوشی ولطف زندگی حاصل کرین مثل باد وسن برق یعنی تیری مطلوبہ کو
اوڑا لاکر تیرے جسم ہمرنگ ابر سیاہ مین چمکاؤنگی یعنی تجھہ سے ملاؤنگی ٭

نایکا کی اُستت

کسک کسک پوچھت کہا جسک مسک انمان

کھسک جائے گی ٹھسک یہہ نیک سسک سُن کان

کسک کسک از راہ درد جسک جُثہ مسک پشہ انمان خیال
کر کے کھسک جای گی جاتی رہے گی ٹھسک خود بینی نیک ذرا
سسک آواز سسکی حاصل دوہا قول نایکا کی سکھی کا نایک سے کہ تم
نایکا نازنین کے جُثہ کو مثل پشہ سمجھکر غرور سے بظاہر از راہ درد کیا پوچھتی ہو
یہہ آپکا غرور اوسکی ذرا سسکی کی آواز سُننے مین ہی جاتا رہیگا ٭

برہ نویدن دوہا

کہا کہوُن واکی دسا جب کہک بولت رات

پیو سُنت ہین جیت ہی کہان سُنت مرجات

کہک پرندمراد پپیہا دسا حالت حاصل دوہا قول سکھی کا نایک سے

کہ اوس نایکا کی حالت ناگفتہ بہ ہے یعنی پپیہا جو رات کو پیو کہان بولتا ہے جسوقت لفظ پیو کا سنتی ہے زندہ ہوجاتی ہے اور لفظ کہان کے سنتے ہی مرجاتی ہے۔

بسنت رت برنن

کہون لیاوت بکست کسم کہون ڈولاوت بائے

کہون بچھاوت چاندنی مدہ رت داسی آئے

لیاوت لاتی ہے بکست شگفتہ کسم گلہا ڈولاوت باے کرتی ہے ہواے مرغوب مدہ رت فصل بہار داسی خادمہ حاصل دوہا گاہ ہواے مرغوب اور گاہ گلہاے شگفتہ کو لاتی ہے اور گاہ فرش چاندنی آراستہ کرتی ہے یہہ خادمہ فصل بہار وارد ہوکر *

تربدہ بات برنن دوہا

سرور مانہہ انہائے اور باگ باگ برمائے

مند مند آوت پون راج ہنس کی بہائے

سرور تالاب مانہہ مین انہای غسل کرکے اُرا اور باگ ماگ باغ باغ برماے استراحت کرکے مند مند آہستہ آہستہ پون ہوا راج ہنس نام جانور پر ندکہ خرامش بسی پسندیدہ مثل مدہ روست حاصل دوہا تالاب مین غسل کرکے بسی سروا اور باغون مین سیر و استراحت کرکے بس متعطر آہستہ آہستہ ہواے سہ گانہ مثل راج ہنس کے خوش خرام چلی آتی ہے *

باگ برنن

کلپ برچھ تین سرس تو باگ درمن کو جان
ساگر نکسو لکھن کو جل جنتر ن مس آن

کلپ برچھہ درخت طوبےٰ سرس زیادہ باگ درمن درختان باغ
ساگر دریا جل جنتر نل آب و فوارہ مس حیلہ حاصل دوہا درخت
طوبےٰ سے درختان تیرے باغ کو بہتر تصور کرکے دریا بہ تمنار مشاہدہ ازرہ
فوارہ نکلا ہے

گریکھم رت برنن دوہا

دھوپ چٹک کر چیٹک آر پہانسی یون چلائے
مارت دوپہر بیچ تیہ یہہ گریکھم ٹھگ آئے

دھوپ چٹک دھوپ تیز کرکے چیٹک شعبدہ پہانسی کمند
یون ہوا چلاوی چلاتی ہے تیہ عورت یہہ گریکھم یہہ گرما ٹھگ
غارتگر حاصل دوہا دھوپ تیز کا شعبدہ کرکے اور ہوائے گرم کی
پہانسی چلاکر یہہ عورت گرما کہ جو غارتگر ہے عین وقت دوپہر مین مارتی ہے؛

پہنہ لیعنی ایضاً

چھٹت نہ لی نل نیر جل دل سج چھت تی آئے
نرکھہ نداگھہ انیت کون چلیو بہان ہین داہے

چھٹت نہ چھوٹتا نہین ہے لی لیکر نل نیر فوارہ جل آب دل سج
فوج آراستہ کرکے چھت تی اسی زمین سے نکلکر نرکھہ دیکھہ نداگھہ جیٹھہ گرما

انیت ظلم وتعدی یہان آفتاب حاصل دوہا فوارہ سے پانی نہین نکلتا ہے بلکہ بمعائنہ ظلم وتعدی موسم گرما ماہ جیٹھہ لشکر آب زمین سے براہ فوارہ عبور کرکے آفتاب پر یورش کرتا ہے کہ ظلم وتعدی گرما کو دور کرے *

جل کیل دوہا

ہر جیشٹ یون تین کر لہہ جل کیل انند

منون کمل جھون اور تین مکتن جھورت چند

ہر کنہیا جی تین عورات جل کیل آب بازی آنند خوش جھورت ڈالتا ہے حاصل دوہا کنہیا اسطرح سے عورات کو دریا مین ہنگام آب بازی چھینٹے دیتے ہین کہ گویا کملون پر ہر چہار طرف سے ماہتاب بارش مروارید کرتا ہو گلہاے کنول مراد از چہرہ عورات و ماہتاب مراد از چہرہ کنہیا و مروارید مراد از قطرات آب *

پاوس رت برنن دوہا

پاوس مین سرلوک تین جگت ادہک سکھہ جان

انند وبد ہو جاین سدا چھت بہرت ہین آن

پاوس موسم برسات سرلوک عالم بالا جگت دنیا ادہک زیادہ سکھہ جان آسایش سمجھہ انند بدہ ہو عروسک سدا ہمیشہ چھت زمین بہرت خرامان حاصل دوہا قول شاعر کہ اس موسم برسات مین عالم بالا سے زیادہ عیش وآرام اس دنیا مین ہے تصدیق اوسکی یہہ ہے کہ ہمیشہ اس موسم مین عروسک عالم بالا سے دنیا مین آکر عیش وآرام کرتی ہین قاعدہ

عروسک موسم برشکال مین ہمراہ آب آسمان سے برستے ہین ٭

ٹیپ یعنی ایضاً

جھول جھول تیہ سکہت ہین گنگن چڈہی کی ریت

آج کالہہ مین آئی ہین سرنارن کو جیت

تیہ عورت سکہت خوش گنگن آسمان ریت طریق سرنارن عورات عالم بالا جیت شرمندہ کرکے حاصل دوہا موسم برسات مین عورات نہایت ذوق وخوشی خاطر سے ہنڈولا جہولتی ہین اور خوشی خاطر کیون نہ حاصل ہو کہ مرتبہ بلند ہونیکا طریق ہی یہہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عورات اپنے حسن وخوبی سے عورات عالم بالا کو آجکل خجل کرکے خوش وخورم زمین پر آئی ہین ٭

سرورت برنن دوہا

چند بدن چمکائے کے کھنجن درگ بہڑکائے

سکل دہرا کو چہلت ہے سروا یسرا آئے

چند بدن ماہ چہرہ کھنجن درگ صعوہ چشم سکل سب دہرا زمین چہلت فریفتہ کرتی سرو فصل کا نام یعنی آغاز موسم سرما ایسرا بری حاصل دوہا یہہ سرد بری کہ آغاز موسم سرما سے مراد ہے ماہ چہرہ کو روشن کرکے اور صعوہ چشم کو بہڑکا کر تمام مخلوق کو خود رفتہ و فریفتہ خود کرتی ہے اس موسم مین ماہ نہایت صاف وروشن ہوتا ہے اور صعوہ بہی اسی موسم مین بعد بارش اپنے آشیانہ سے نکل کر آبادی مین آتا ہے ٭

ہیمنت رت برنن

ہِیم سِیتَ کِی ڈَرنَ تین سَکَتِ نَہ اُوپر جَائے

رَہیو اگِن کُو پائے کِی دَہوم بہُوم مین چہائے

ہیم برف سیت سرما دہوم دخان بہوم زمین حاصل دوہا
کثرت برف باری اور سرما سے دخان آسمان کو نہین جاسکتا آگ کو پاکر
زمین پر چہایا رہتا ہے ٭

سسرت برنن دوہا

پَرگَٹ کہیتَ یَا سِسِر مین رُوکہہ رُوکہہ کِی پَاتَ

بِچہرَنَ کو جِیتَ ہُون دَہرین سُوکہہ جَاتَ ہَی گَاتَ

پرگت ظاہر سسر نام فصل روکہہ روکہہ ہر درخت پات برگ
بچہرن مہاجرت گات جسم حاصل دوہا اس موسم مین درختون
کا ہر برگ علانیہ یہہ کہتا ہے کہ جوقت ہمکو جدا ہونے کا درخت سے خیال
گذرتا ہے تمام جسم خشک ہوجاتا ہے ٭

لیلاہاو دوہا

سَیام بِیکہہ بِچ کِی گَئی رَادہِی دَرپن دہَام

ہُو لو بیکہہ چکِتَ بہی جِت دیکہی تِت سَیام

سیام نام کنہیا رادہی نام معشوقہ کنہیا درپن دہام آئینہ خانہ
بیکہہ صورت چکت متعجب حاصل دوہا رادہے کنہیا کی صورت

بناکر آئینہ خانہ مین گئین وہان اپنی شکل بدلنا بھول گئین جسطرف نظر کی اوسی طرف کنھیا نظر آے سخت متعجب ہوئین ؛

بلاس ہاؤ دوہا

درگن جور اٹھلاے اُرُ بھوہین کر بلسائے

کامن پیّہ ہیّہ کو دیت مود بہت سی جائے

درگن جور آنکھہ ملاکر اٹھلای ناز و کرشمہ سے بلسائے جنبش سے کامن عورت مود خوشی حاصل دوہا. آنکھہ ملاکر ناز و کرشمہ سے بجنبش ابرو و دست نایکا نایک کی آغوش دلکو انبار خوشی سے پر کر رہی ہے ؛

للت ہاو دوہا

سکل بہوکھن کون جدپ توجہب رہی سنگار

پی کہہ یدوا انہہ بہار ری پیّہ پین جبہی نار

سکل سب بہوکھن زیور بہار بار حاصل دوہا تیرے خوبی حسن اگرچہ تمام زیور کو رونق دے رہی ہے یعنی تیرا تمام جسم زیور سے آراستہ ہے مگر اسقدر بار اوٹھاکر مطلوب کے پاس جانے کی تو متحمل کب ہوسکتی ہے ؛

بچھیت ہاو دوہا

سیام لال ان تلک تو یہ رنگ کنھون مال

شوتن کو رنگ سیام دی رنگیو سیام کو لال

سیام سیاہ لال سرخ تلک قشقہ بہہ رنگ یہہ طور بال عورت سوتن زنان انبالغ سیام نام طالب حاصل دوہا قول سکہی کا نایکا سے کہ تونے جو بحالت بیخودی قشقہ سرخ وسیاہ پیشانی پر لگائے ہین اونہون نے یہہ خوبی پیدا کی کہ زنان انبالغ کو بمقابلہ خوبی خود سیاہ فام اور طالب کو سرخ کردیا یقولیکہ دہ ہے بگڑی ادا لاکہہ بناوٹ کے برابر

بیوگ ہا و دوہا

بات ہوئی سو دور تین دیجی موہنہ سنائے

کاری ہاتن چن گہو لال چونری آئے

نایکا بحالت ملال کمال اپنے طالب سے کہ جو سیاہ فام ہے کہتی ہے کہ جو بات تمکو کہنا ہو دور سے کہدو اپنے دست سیاہ میری چونری سرخ مین مت لگاؤ

کلکنچت ہا و

شو سیر کی سس مین سوا تک تنج جہا نہہ بہر آئے

ڈری جہکی روئی بہر موہسی آپ کو پائے

سو مہادیو سس ماہتاب سوا پاربتی تک تنج جہا نہہ دیکہہ اپنا سایہ بہراسے متحیر ہوئین ڈری ڈرگئی جہکی غصہ کیا روی گریہ کیا بہر پہر حاصل دوہا پیشانی مہادیو پر جو ہلال ہے اوسین پاربتی اونکی زوجہ نے اپنے عکس کو دیکہکر شک کیا کہ کوئی دوسری عورت ہے لہذا ڈرین اور غصہ ناک ہوئین اور روئین اور پہر سمجہین کہ کوئی عورت

غیر نہین ہے میرا سایہ ہے اسواسطے ہنستی ہون ❖

بہسّرم ہا و دو ہا

بیندی اَرُن کپُول دیَ لَال دہٹھونان بہال

ایہہ بدہ کنہہ مَن ہرن یہہ چلی نویلی بال

بیندی ارن ٹیکی سرخ کپول رخسار دہٹھونان نشان سیاہ کاجل کاجو واسطے دفع نظر بد پیشانی پر بناتی ہین بہال پیشانی نویلی نوعمر بال عورت حاصل دوہا بیندی سرخ بعوض پیشانی رخسار پر لگائے اور دہٹھونان سیاہ کے عوض مین سرخ بنائے ہوئے اسطرح سے یہہ نایکا نوعمر بحالت غودرفتگی کسکے فریفتہ کرنے کو جاتی ہے ❖

بودہک ہا و دوہا

مانگ بیچ دہر آنگرہی ڈہانپ نیل پٹ بہال

اروہ نساسس چہپت یہہ سین بتای بال

نیل پٹ پارچہ لاجوردی بہال پیشانی اروہ نسا نصف شب سس ماہتاب سین اشارہ بال عورت حاصل دوہا اس نایکانے طالب کیطرف دیکھ درمیان مانگ کے انگلی رکھی اور دوپٹہ لاجوردی سے اپنی پیشانی کو چہپایا یعنی باشارہ وعدہ مواصلت نصف شب وقت غروب ماہ کا کیا مانگ پر انگلی رکھنا مراد نصف شب سے ہے اور پیشانی چہپانے سے مراد غروب ماہتاب سے ❖

مدہ ہا و دوہا

رُوپ گرب جوبن گرب مدن گرب کی جور
بال درگن مین مدبھرین آوت چلین ہلور

روپ گرب غرور حسن جوبن گرب غرور جوانی مد گرب غرور شہوت جور طاقت بال عورت درگن آنکھو نین مدبھرین نشہ وغرور بھری ہوئی ہلور موج حاصل دوہا غرور حسن وغرور جوانی و قوت شہوانی کے زور سے اس نایکا کی آنکھو نین نشہ کی ہلور چلی آتی ہے ٭

سنوبھاودا ہرن

ایک سکھین کر لی چھرین ہنت چکورن دہائے
ایک بھنور کی بھیر کون مارت چھنورڈو لائے

اس نایکا ماہ چہرہ کنول چشم کے گرد ہجوم چکور وز نبور سیاہ کا دیکھکر ایک مصاحبہ چھڑی سے چکورون کو اور دوسری چنور سے بھنورونکو مار مار کر بھگاتی ہے مراد زیادہ خوبصورتی نایکا سے ہے کہ جسکے چہرہ کو چکورون نے ماہ کامل اور جسکی آنکھہ و بوئے خوش کو بھنورون نے کنول بہ یقین سمجھا ٭

کانت اوداہرن

مکر بلتا لہہ کھئی کنول مردلتا باس
تو نوآنن کی ملن کی سبرن رکھئی آس

مکر آئینہ بملتا صفائی مردلتا نزاکت باس خوشبو سبرن طلا آنن چہرہ حاصل دوہا اے نایکا تیری چہرہ مخزن خوبی سے آئینہ نے

صفائی پانی اور رنگ کنول نزاکت و خوشبو کے بیان مین رطب اللسان ہے اور رطلا کو آرزوے ملازمت ہے ❊

دیپت اوداہرن

چند چہان بدہ کا مکھ رچی تن چپلا سو ٹہان ❊

تا پہ اوپ دہری کہری تو تو پوجے آن

چند چہان خلاصہ نور ماہ بدہ خالق تن جسم چپلا برق اوپ آب و تاب

حاصل دوہا اے نازنین خالق نے خلاصۂ نور ماہ لیکر تیرا چہرہ اور خلاصہ برق لیکر تیرا تمام جسم بنایا اور آب و تاب مزیدے بران بخشی اسطرح سے تو آراستہ ہوکر خلق ہوئی ہے ❊

دہیرت اوداہرن دوہا

دیپ تمہاری نیہ کو برت رہت ہیئہ ماہنہ

بات چہون دس کی سہی جہت کیسہون ناہنہ

دیپ چراغ نیہ محبت ہیہ دل بات ہوا چہون دس چارسو

حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ چراغ تمہاری محبت کا ہردم میرے خانۂ دل مین روشن رہتا ہے اور ہر چار سو کی ہوا اگرچہ اوسکو پہونچتا ہے مگر وہ کسی طرح سے خاموش نہین ہوتا ہے ❊

اتہہ ساتوک بہاؤ

رپیہ تمک تہک ادہ برن کہہ پلک سو یدتین جہائے

ہوئے بیسرن کنپت گرہی تیہ آنسوا دہرائے ❊

پہیہ تک شوہر کو دیکھکر تہک بحالت سکتہ ادہ بہرن سخن ناتمام پلک فرط خوشی سو ید غرق بیرن رنگ فق کنپت گری لرزان گری تیہ عورت انسوا دہہرای اشک روان ہوے حاصل دوہا نایکا بعد مدت شوہر کو دیکھکر فرط خوشی سے بحالت سکتہ ہوی سخن ناتمام رہا جسم عرق مین غرق ہوا رنگ فق لرزان زمین پر گری اور سیل اشک آنکھون سے روان ہوا ؛

سنگار رس اوداہرن

موہن مورت لال کی کامن دیکھ سوبہائے

ریجھ رچکی موہی جکی تھکی رہی تک لائے

موہن فریبندہ مورت صورت لال شوہر کامن نازنین ریجھہ عاشق ہوی رچکی آسودہ ہوی موہی فریفتہ ہوی جکی متحیر تھکی درماندہ ہوی رہی تک لای محو تماشا رہی حاصل دوہا فریبندہ صورت شوہر کی نایکا نظر محبت سے دیکھہ کر عاشق ہوئی آسودہ ہوئی فریفتہ ہوئی بحالت سکتہ درماندہ ہوکر محو تماشا رہی ؛

سنجوگ سگار اوداہرن

کی رت سکھہ بپریت جیوں رچی پریا اوریت

راو نوپرن بین بہی ایک رسنان کی جیت

لی نیکر رت سکھہ بپریت مباشرت برعکس رچی خوش ہوئی پریا مطلوبہ میت طالب راو آواز نوپرن زنگولہ بین بہی خوش آواز

رسنان زبان حاصل دوہا طالب ومطلوبہ دونو جیسی مباشرت برعکس سے باہم خوش ہوے اوسیطرح زنگولہ بلازبان ایسے خوش آواز ہوے کہ خوبی زبان کو جیت لیا یعنی زبان نے خاموشی اختیار کی ؛

اتھہ یوگ تدہ ستر تانراگ

جَاہِ بات سُن کی ہہَی تَن مَن کِی گَت آنِ

تَا کَہ دِکھَائین کَامِنی کیُون رہ ہین جِوَپرَانِ

تن جسم من دل گت حالت کامنی زن جین پران جان

حاصل دوہا قول نایک کا سکھی سے کہ جس محبین کا ذکر سنکر میرے جسم ودل کی حالت غیر ہوگئی اوسکی مواصلت مین کیونکر میری جان جسم مین رہے گی ؛

پوربانراگ مین درشٹانراگ

ہین مَثکِیَا مَانہِ مَتہِہ ڈِیٹھہ رَہِی کوُن ڈَارِ

مُو مَن مَاکھَن لِی گَئی دِیہہ دَہی گوُن ڈَارِ

ہین سینہ مثکیا مٹکی مانھہ مین متھہ متہ کر ڈیٹھہ نظر ری نام آلہ چوبی ماکھن مکھن حاصل دوہا قول نایک کا نایکا کی سکھی سے کہ یہہ نایکا نظر کی آری میرے سینہ کی مٹکی مین ڈالکر مکھن دلکو نکال لیگئی اور مہی جسم کو چھوڑ گئی ؛

کرمان اودا پہر

رپیہ درگ ارن چینی بہی بہہ تیہ نکہہ گت آے
کمل ارنیا لکہہ منون سسِ دت گہٹی بنائے

درگ آنکہہ ارن سرخ ارنتا سرخی سسی ماہتاب دت چمک

حاصل دوہا طالب کی آنکہہ سرخ دیکھکر مطلوبہ کے چہرہ کی حالت متغیر ہوگئی گویا سرخی گل نیلوفر سرخ کو دیکھکر ضیاء ماہ گہٹ گئی گل نیلوفر سرخ مراد از چشم طالب و ماہتاب مراد از چہرہ مطلوبہ ظاہر ہے کہ گل نیلوفر سرخ وقت طلوع آفتاب شگفتہ ہوتا ہے اور بحالت شگفتگی سرخی گل مذکور نمود ہوتی ہے اور طلوع آفتاب مین روشنی ماہ زایل ہوجاتی ہے ؀

دان اپاے دوہا

بیٹھی ہین سنج گون کنہہ لال مالتی پہول
رہہ لہہ تو ہیتہ کمل تین کڈہی مان ال ٹول

سنج خود گون مکلاوہ مالتی پہول گل چنبیلی ہیہ دل مان ملال وغرور ال اے سکہی تول ہینہہ **حاصل دوہا** قول سکہی کا نایکا سے کہ تیرے شوہر نے جو بتقریب مکلاوہ گلہاے چنبیلی بہیجے اوسکو ہین کر تیرے دل کنول مین جو ہینہہ ملال تہی وہ نکل گئی گل کنول کے اندر خاک مثل ہینہہ منجمد ہوتی ہے

بہیدا پاے دوہا

روس اگن کی اپنج سون تون جن جاری نانہہ
تنہہ ترورر دبیت تہن رہیت جا کی چہانہہ

روس غصہ اگن آتش ناہنہ شوہر ترو ر درخت دہیت جلاتی حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا سے کہ تو آتش غصہ سے اپنے شوہر کو مت جلا کیونکہ جس درخت کے سایہ مین رہتے ہین اوسکو جلاتی نہین ؛

پرسنگ ہنس ایاے دوہا

کہتِ پُران جُو رَین کُون تیوت ہین کرمان

تِی سَب چکئی ہو ہنہ گی اگلے جنم ندان ؛

پران کتب تاریخ رین رات تیوت ہین جلاتی ہین کرمان کرکے رنج وغرور چکی سرخاب اگلی جنم ولادت آیندہ ندان ضرور حاصل دوہا قول نایک کا سکھی نایکا سے کہ کتب پارینہ مین لکھا ہے کہ جو عورات بوقت شب اپنے طالب کو باظہار ملال وغرور آتش فراق وحسرت مین جلاتی ہین وہ سب باعتبار تناسخ ولادت آیندہ مین سرخاب ہونگے کہ تمام شب سرخاب آتش فراق مین جلتی رہتی ہے ؛

پریاس بیوگ

سو اسنا دن کو گئی برہن پہپ منگاے ؛

پرست پہپ بہسم بہی تب شیو دی چڑہاے

سوا پاربتی مناون پرستش برہن مہجورہ پہپ گل پرست چہونے سے بہسم خاکستر شیو مہادیو حاصل دوہا یہہ نایکا مہجور نزدیک پاربتی کے مراد مانگنے اور پہول چڑہانے کو گئی چنانچہ جسوقت اوس نے پہول چہوے تو بوجہ سوزش فراق گرمی ہاتھہ سے وہ پہول

خاکستر ہو گئے لہذا وہ خاکستر مہادیو کو چڑہائی کہ مہا دیو جسم میں خاک ملتے ہیں

کرنا یوگ دوہا

سُکھہ لی سنگ جنھہ تج گئی پیہ مم رہیا کاج
سُو پران دُکھہ پائے کی چلیو چہت ہی آج

سکھہ آسایش تج گئی چھوڑ گئی رہیا حفاظت پران جان حاصل دوہا
قول نایکا کا سکھی سے کہ جملہ اثاث آسایش شوہر میرا سفر میں اپنے ہمراہ لے گیا
فقط جان کو برائے حفاظت قالب میرے پاس چھوڑ گیا تھا اب آج وہ بہی بقصد
فراق سے رخصت ہونا چاہتی ہے

سندیس دوہا

پکڑ باہنہ جن کر دیئے برہ سترو کے ساتہہ
کہیو ری وا نٹہر سون ایسی گہنیت ہاتہہ

برہ ہجر سترو دشمن نٹہر بے رحم حاصل دوہا قول نایکا مہجور کا
سکھی سے کہ شوہر بے رحم سے یہہ کہدینا تو نے میرا بازو پکڑ کر حوالہ ہجر دشمن
کے کیا ایسا بہی کوئی دستگیری کرتا ہے جیسی تو نے میری کی

پاتی دوہا

بتہا کتہا لکھہ انت کی آپنین اپنین بیتہہ
پاتی دے ہین آور سب ہون دیہون پیتہہ

بتہا کتہا حکایت رنج وغم انت انجام پاتی خط جیہ جان حاصل دوہا

...مد سے کہ ہر ایک تجھکو حکایت رنج و غم فراق کا خط ... ن خود دیگی اور مین بعوض خط اپنی جان دونگی ‬

دیگر نایکا برنن بزبان ریختہ

در وزن رباعی بستہ کہ

این دو رباعی از انست

سکیا

ازبسکہ حیا دوست ہی وہ مایۂ ناز — اسطرح سے ہی اوسکے سخن کا انداز
خامی کی زبان سون جیون نکلے ہی حرف — پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

بشر بدہ بنودہا

آئے ہین اگرچہ خوب ایام شباب — پر کچھ اسکا چھٹا ہے اب خوف و حجاب
تدبیر کہی رہی ہے یون نایک یار — جیون آگ مین زور سے دو لگے سیماب

نعت

نور اللہ تین اول نور محمد کو پرگٹو شبہہ آئے
یا چھین بہی تہون لوک جہان لگ اوسب شرشٹ جو درگ دکہائے
آدلیل شوانت کی کی رسلین جو بات یہی من پائے
تب لگ نہ پاوے الا کون کیسہون جو لون محمد مین نہ سمائے
نور الٰہی سے اول نور محمد ظاہر ہوا من بعد ہر سہ عالم و تمامی محسوسات

پیدا ہوے پس جو دلیل ابتدا ہے وہی انتہا مین یقین ہوتی ہے رسلین کہتے ہین کہ تا وقتیکہ عشق محمد دلین نہوگا کوئی شخص اللہ کو پا نہین سکتا ہے

کبت در منقبت

پہ پہچو کون نہ جینھوان من میری ایک چھن بید اور پران کو کیون نہ چت چاو ہے

تج دو آر ایس کو نوا یو سیس مانس کو پیٹہی کی کاج سلاج کہوے باوری

ایسو ہی ندان جاہ آج لو نہ آیو گیان کیہون نہ تجی اجان انیوں سہاوری

بہر یو اپرادہ بتو ڈرت نہ تل آدہ شاہ مردان جو بہروسی ایک اوری

پر بہو قادر نہ جینھو نہ پہچانا ان من میری اس میرے دل نے ایک چھن ایک ساعت بید کتب سماوی پران کتب تاریخ کیون نہ کیا نہین چت چاو دل سے آرزو تج چھوڑکر دوآر دوآر ایس خدا نوا یو سیس سجدہ کیا مانس کو انسان کا باوری دیوانہ ندان نادان بہر یو اپرادہ بہ از گناہ تل اوہ بمقدار نیم کنجد حاصل کبت اے دل تونے اللہ کو نہ پہچانا اور کتب سماوی و مذہبی کیطرف میلان نہ کیا بلکہ دروازہ خدا کو چھوڑکر دروازہ انسان پر سر جہکایا اور بند شکم مین گرفتار ہوکر بے حیا و بے غیرت ہو گیا با این ہمہ حال تا حال اپنی عادت کو اے نادان نہین چھوڑتا اور باوجود سرزد ہوتے بڑے بڑے گناہون کے بمقدار نیم کنجد بھی نہین ڈرتا اور ہوش مین نہین آتا بہر حال یا شاہ مردان ایک آپکا بہروسا ہے

بشر بدہ بنود ہا کبت

اوچک ہین آیی بال نینن نہار لال بیٹھہ گیی تنہہ کال آپ کو چہپاے کے
چنچل جتون چت چبین ہر رسلین کون گرگری کیل بہون مرجہای کے
تاہی سے پیّہ پاس آڈ آڈ سکھین کی آون تیہ کی رہی ہے چہب جہای کے
بادہک جیون جوٹ کی درت پہر اوٹ اوٹ مرگ لوٹ پوٹ ہین کہوج جای کے

اوچک ناگاہ بال عورت نہار دیکہہ لال شوہر گرگری سخت کیل
میخ آہنی بہون ابرو سے مرجہای کے پژمردہ کرکے بادہک مرد شکاری
درت پوشیدہ اوٹ اوٹ پس پردہ لوٹ پوٹ مضطر و تپان کہوج
سراغ حاصل کبت اس نایکا نے ناگاہ آکر اپنے تیر نگاہ سے طالب کو
مجروح کیا اور فرط حیا سے بزمرۂ عورات آپکو چہپا کر پوشیدہ بیٹھہ گیی اے رسلین
اول تو تیر نگاہ ہی جگر دوز لگا دوم سختی خار ہاے ابرو نے حالت بیخودی طالب پر
طاری کی مثال اسکی اسطرح پر خوشنما ہے کہ جیسے شکاری شکار پر حربہ کاری کرکے
اول پوشیدہ ہوجاتا ہے اور پہر پوشیدہ پوشیدہ جہان وہ شکار بسمل ہوتا ہے
سراغ رسان پہونچتا ہے ایسے ہی یہہ مطلوبہ حسب خواہ شکار مار کر پس پردہ
دیگر عورات پوشیدہ ہوگیی ہے ؎

ترنای اگم ریت برنیو کبت

آوت بسنت ترنای ترترلی کی بات گات ارو نای دوت بنیت ہی
بکست سمن سن سہل ار وج ہوت بہنوت بہنور چت راکہہ رس پریت ہی

گهور رو گنتهہ بھاس باس انگ کی سباس پرم پرکاش کر لیت پران چیت ہی
رت بیس گی تین نہ بھاوین رسلین دوا جوبن کی یت سوی جوبن کی رت
بسنت نام فصل بہار ترنای جوانی تر درخت ترنی نوجوان عورت پات برگ
گات جسم ارنای سرخی دورت دوان پینیت پاک بکست
شگفتہ سمن گل من دل سیہل پڑ یار اروج پستان
بھنوت بلا گردان بھنور زنبور سیاہ چت دل رس عصارہ
پریت محبت گهورو دیکهو گنتهہ گرہ بھاش ظہور باس
خوشبو انگ جسم سباس خوشبو پرم پرکاش زیادہ روشن
لیت لیتی پران چیت جان و ہوش رت فصل بیس عمر بن
جنگل جوبن نوجوانی ریت طریق حاصل کبت رسلین کہتے ہین کہ
آمد فصل بہار صحرا اور عنفوان شباب محبوبہ دلربا مقابل ہے یعنی زمانہ بہار
مین اشجار پہ برگ و بار اور عورت کی جوانی مین ملاحت حسن و خوبی پستان
نمودار وہان صحرا مین شگفتگی غنچہ گل یہان عورت کی شگفتگی شگوفہ دل وہان
زنبور سیاہ سرگردان یہان دلہاے مردم قربان وہان جوش مستی یہان
محبت کی چیرہ دستی وہان عقود شاخہاے اشجار مین خوشبو یہان جوش جوانی
سے جسم محبوبہ مشکبو وہان بہار آرایندہ گلہا یہان خوبی جوانی فریبندہ دلہا
لیکن وہان خزان آنی اور یہان جوانی جانی پر دونون خوشنما ہین ٭

مدہیا دہیرا ادہیرا کبت

رات گوبتی جیون پرآت آی سلین تہہ کال توبلی مال سکچات لکہیہ پیاری کون

نین سنمکہہ دیو سہو تو دیکیجے شکہہ کوک سم ٹار رین برہ ہماری کون

تب اون کنہین گہات نین میری ہین پرات کیسی کر ہیرون تو مکہہ اجیاری کون

بام کہیو جانی ہم اندرانی ہتین سو اب چند رہان بہی ہون درگ کنول تہاری کون

پرات صبح کال وقت نین سنمکہہ چارچشم کوک سرخاب کہ تمام شب نر و مادہ مین ہمیشہ جدائی رہتی ہے اور تمام روز وصال رین رات برہ ہجر اندرانی نام زوجہ راجہ اندر حاصل کبت اس نائکا کا طالب شب بنجانہ زن انباغ[1] بسر کرکے علے الصباح اسکے پاس آیا یہہ اوسکو شرمگین اور آنکہہ نیچے کئے ہوئے دیکہکر کہتی ہے کہ اگرچہ رات مجھکو مثل سرخاب بحالت فراق گذری مگر اب دہین تو لطف چارچشمی کا حاصل ہوا افسوس کہ رات کو زنان انباغ نے میرے ساتھہ گہات کی اور اب صبح کو آپکی آنکہین زیادہ آمادہ گہات ہین کہ سامنے نہین ہوتین کسطرح سے آپکے چہرہ کو دیکہون پس معلوم ہوا کہ تاحال چہرہ میرا مثل اندرانی کے تہا کہ تمہاری آنکہین مثل اندر کے ہروقت اوسکو بہ تمنا دیکہا کرتی تہین اور اب شاید مثل ماہ ہوگیا کہ آپ کی چشم کنول جسکے مقابلہ مین مثل غنچہ سربستہ کے ہوئی جاتی ہین *

رت دوتی سنایومانی کوتا کوکبت

بدن ہی چند تہان راہ بار دیکہت نین مرگ بلوادہر تہان آہی

ناساکیر ڈہگ سلین دانت دارمی ہین موکر تیور وم راجی بنگی سراہی

[1] یعنی دو زن کہ در نکاح یکمرد باشند ہر یکے مر دیگرے را انباغ باشد بہندی سوت گویند ۱۲ کشف اللغات

کٹِ سنگھ گج گت ہین تین پنکھی باتین یہہ بات آن ہین اوگاہی
اِیتی سب سترتوتن آی متر بہی توکَون بنج متر سنگ سترنانہ چاہی

بدن چہرہ چندماہتاب راہ راس بار موئے مرگ آہو پلو برگ
ادہر لب ناسا بینی کیر طوطا دہگ نزدیک داڑمی انار گریو
گردن روم راجی سیلے موی نرم شکم پنگی مادہ مار کٹ کمر سنگھہ
شیر ویوز گج فیل گت چال ستر دشمن متر دوست حاصل کپت

اس نایکا ملول کو مصاحبہ دلالہ سمجہاتی ہے کہ تیرے چہرۂ ماہ کے نزدیک
موے سر مثل ستارۂ راس کے کہ جو دشمن ماہ ہے موجود ہین اور چشم آہو
کے نزدیک برگ لب کہ جو خورش آہو ہے موجود ہین اور بینی طوطی صفت
کے مقابلہ مین دندان جو مثل انار و خورش طوطے ہین موجود ہین اور موے نرم نرم
شکم کہ جو مثل مار ہین اوسکے مقابلہ مین گلو طاوس صفت کہ جو دشمن مار ہے
موجود ہے اور روش مستانہ مثل فیل کے قریب کمر یوز کہ جو دشمن فیل ہے
موجود ہے پس جس حالت مین کہ یہہ تمام دشمن یکدگر تیرے جسم مین فراہم ہوکر
باہم دوست ہوگئے تجھکو تیری دوست سے دشمنی کرنا نامناسب ہے یہہ
خشک مزاجی اپنے دیگر زنان انباغ[1] کے دلمین ڈالدے ۔

[1] بمعنی سوت

سانت رس کبت

تیری منور تھہ کو ہوت ہی سین لوک تو نہین ہوی اکاش گرت نہت دوت ہے
تو نہین چاہ رو تو تسیل ترپس ہنچہی ہوت تو نہین ہی سکہہ یوجی کوت اوراوت ہے

تو نہین بن ناری بہرتا کی رن سلین ہوت تو نہین سوی کی ستر لیت آین تین لوت ہے
جاگ پرین جہو ٹہو جیون سپین لوک ہوت ہے تو نہین آتما بچاری لوک جات کو ہوت ہے
منور تہہ مطلب و ارادہ سین اشارہ لوک دنیا اکاش آسمان نکہت
ستارہ اودت روشنی چار و تتو اربعہ عناصر سیل کوہ تر
درخت پس چرند پنچہی پرند میگہہ ابر سیاہ پوجی دیتا ہے کوت
بعد حساب اکوت بے حساب بن ناری عورت ہوکر بہرتا شوہر سلین
محو ستر دشمن آتما جیوہ حق لوک دنیا حاصل کبت اس کبت مین
رسلین توحید بیان کرتے ہین کہ تیرے ارادہ کے اشارہ سے دنیا ہوتی ہے
اور تو ہی آسمان ہوکر ستارگان کو روشن کرتا ہے اور تو ہی اربعہ عناصر
وکوہ و درخت وچرند و پرند ہوتا ہے اور تو ہی ابر سیاہ ہوکر باران بحد
حساب و بے حساب دیتا ہے اور تو ہی بپیرایہ عورت مین مرد کا راحت رسان
ہے اور تو ہی انجام مین بقالب فنا دشمن جان پس حالت بیداری مین جیسی
حالت خواب نزدیک عوام نامعتبر ہے ویسے ہی اوسکی شان جاننے والون
کے نزدیک یہہ دنیا خواب وخیال ہے ٭

نرت برنن کبت

بسن بنای لٹ آنن پی لٹکای کاجر لگای چکہہ پان سکہہ کہای کی ٭
تال جہنکای بین مردنگ ملای نتکار گون بلای سب سنگت آجای کی ٭
ہاتہن اوٹہای کٹ گرہ لچکای دو او ہو نہین نچای ابہین مٹکای کی ٭
نیور بجای جب بہای سون دہرت پای لاگت ہی گت آی تیری بک دہای کی ٭

بسن بارچہ آنن چہرہ چکہہ آنکہہ بین و مردنگ نام ساز تتکار سازندہ اچاپی آراستہ گٹ کمر گرلو گردن لچکاوی خم کرکے نیین آنکہہ نیور زنگولہ پگ قدم حاصل کبت اس کبت مین رسلین رقص کا بیان کرتے ہین کہ وہ نازنین جب بارچہ رقص زیب بدن کرکے اور لٹ بالون کو چہرہ پر لٹکا کر کاجل لگا کر پان کہا کر تال جہنکا کر بین مردنگ ملا کر سازندگان کو بلا کر رقص کرتی ہے اور ہاتہون کو اوٹہا کر کمر اور گردن کو لچکا کر عشوہ و غمزہ سے زنگولہ بجا کر قدم کو باندازِ زمین پر رکہتی ہے اوسوقت گت خود دوڑ کر اوسکے قدمون پر آکر گرتی ہے ؞

سید برکت اللہ قدس سرہ وے از کملائے فقہا ہست گاہے میل بہ شعر ہندی می نمود و معنیِ عرفان را بزبان ہند ادا می فرمود پیم پرکاس نام رسالہ دارد مشتمل بر دوہا و کبت و بشنپد و ڈہرپد وغیرہ کہ در مردم دایرست پیمی تخلص می کرد قدرے از اشعارش ثبت می شود ؞

دوہا

چکہہ جوگی کنٹہا گرین اُرن سیام اور سیت

آنسو بوند سمرن لیین درسن بہچہا بیت

چکہہ جوگی چشم جوگی کنٹہا گرین کنٹہہ در گلو ارن سُرخ سیام سیاہ سیت سفید آنسو بوند قطرات اشک سمرن حصہ چہارم تسبیح درسن بہچہا خیرات دیدار بیت واسطے حاصل دوہا چشم مرتاض کنٹہہ دانہ ہائے سُرخ و سیاہ و سفید کا گلے مین پہنے ہوئے اور قطرات اشک کی تسبیح لیے ہوئے خیرات دیدار کے خواستگار ہین ؞

دوہا

پیمی ہندو ترک مین ہر رنگ رہو سمائے

دیول اور مسیت مون دیپ ایک ہین بہائی

پیمی نام شاعر ہندو ہنود ترک اہل اسلام ہر رنگ جلوۂ حق دیول بتخانہ مسیت مسجد حاصل دوہا اے پیمی ہندو مسلمان دونون مین جلوۂ حق موجود ہے جیسا کہ چراغ ہاے بت خانہ و مسجد دونون جگہہ مین ایک ہی جلوہ ہے

دوہا

انٹیا تن کی اینٹھی من پٹوا بہیو مور ٭

سو رجہاوی گر گیان سون نبہی پیم کی ڈور

انٹیا کلاوہ تن جسم اینٹھی اولجھا ہوا پٹوا پٹوہ گیان معرفت پیم محبت حاصل دوہا کلاوہ اس جسم ابتر و اولجھے ہوئے کے سلجھانے کو دل میرا پٹوہ ہوا ہے پس سلجھاتا ہے دست معرفت سے اور بناتا ہے ڈور محبت کو ٭

دوہا

من پنچھی تن پنجرا آپانپ بہرو آمول

پیارہ و پور و کر دیو تو ہین تو بین لول

من دل پنچھی پرند تن جسم پنجرا قفس پانپ بہرو پر از خوبی

اصول بلاقیمت حاصل دوہا اے پرندِ دل اس قفس جسم بیش قیمت پر از خوبی مین تیرے پیارے یعنی مالک نے جملہ سامان آسایش مہیا کر دیا ہے پس تو بہی بہ صنعت دل ہر وقت ہمہ اوست ہمہ اوست کی آواز کر ۞

دوہا

ہَم دِیپَک تُم ہُو پَتنگ اَجگت کہی سُنائے

بِن دیکہے نہین رَہ سکھون دیکہین ہَو جَل جائے

دیپک چراغ پتنگ پروانہ اجگت مثال ناموزون حاصل دوہا تم چراغ ہوا اور مین پروانہ اگرچہ یہہ مثال ناموزون ہے مگر حاصل مدعا میرا یہہ ہے کہ مین مثل پروانہ بلا دیدار ضبط نہین کر سکتا اور بروقت دیدار جدا نہین رہ سکتا ۞

دوہا

ہُون چکئی وا سِندہ کی جہان نہ سُورج چند

رات دِیوس نہین ہوت ہی نا دُکہنا نہ انند

چکی مادہ سرخاب سندہ دریاے شور سورج چند آفتاب ماہتاب رات دیوس شب و روز دکہہ رنج انند خوشی حاصل دوہا سرخاب دریا کے کنارہ پر رہتا ہے اور شب کو درمیان نر و مادہ رنج جدائی ہوتا ہے اور دن کو خوشی وصال سید برکت اللہ فرماتے ہین کہ ہم چکی یعنی سرخاب اوس دریا سے قدم کے ہین کہ جہان چاند سورج رات دن رنج و خوشی کچہ نہین ہے ۞

دوہا

مَن پَارَا تَن کِی گھڑی گیَان دِیہان رَس ہُوئے

برہمہ اگن سُون پھونک دِی نِرمل کُندن ہُوئے

من دل پارا سیماب تن جسم گھڑی گھڑا گیان معرفت دیہان مراقبہ رس شیرہ ہوی ملاکر برہمہ اگن حق بینی نرمل خالص حاصل دوہا کیمیاگر نقرہ وطلا بناتے ہین اور نسخہ کو نہایت پوشیدہ رکھکر جان سے زیادہ عزیز جانتے ہین سید برکت اللہ نسخہ طیاری کندن کو کہ جو طلا سے بیش قیمت ہے علانیہ بنظر فیض عام بیان کرتے ہین کہ دل سیماب کو بوتہ جسم مین بہ عصارہ معرفت و مراقبہ ترکرکے آتش ہمہ اوست سے آنچ دو خالص کندن ہنجائیگا

جہاں پریت تہاں برہ ہی جہاں سُکھہ دُکھہ کر دیکھہ

جہاں پھول تہاں کانٹ ہی جہاں درب تہاں سیکھہ

پریت محبت برہ مفارقت درب دولت سیکھہ مار سیاہ حاصل دوہا جہاں محبت ہے وہان مفارقت ہے اور جہان خوشی ہے وہان رنج ہے جہان گل ہے وہان خار ہے جہان دولت ہے وہان مار ہے ؛

دوہا

جَم جَن پُورَا ہُوئی تُون دُورَت گھیرت آن ؛

ہَم تُو تَب ہین دی جھکی پَرآن نَا تِہہ کُو پَرآن ؛

جم ملک الموت جن مت پورا دیوانہ پران نا تہمہ جان آفرین

حاصل دوہا اے ملک الموت تو دیوانہ مت ہو کہ دوڑ دوڑ کر مجھکو آکر گھیرتا ہے
ہم تو اول ہی جان آفرین کو جان دے چکے ہین ٭

دوہا

ہم کِسان ہت کھیت کی بووین دہیان کی دہان
لونین گیان کی ہاتہ سون ہوی درس کھلہان

کسان کاشتکار ہت کھیت کشت محبت دہیان مراقبہ لونین
درو کرین گیان معرفت درس دیدار کھلہان خرمن حاصل دوہا
ہم کشت محبت کے کاشتکار ہین اور شالی مراقبہ کی تخم ریزی کرتے ہین اور
دست معرفت سے درو کشت کرتے ہین اور خرمن دیدار فراہم کرتے ہین ٭

دوہا

نئی ریت یا پیت کی پہلین سب سکہہ دیہہ
پاچہین دکہہ کی جیل مین ڈارکری تن کیہہ

نئی ریت نیا طور پیت محبت سکہہ خوشی دکہہ رنج جیل قید
تن جسم کیہہ خاکستر حاصل دوہا اس محبت کا طریق نیا ہے کہ اول
سب طرح کی خوشی دیتی ہے اور پھر قیدخانہ رنج مین ڈالکر جسم کو خاکستر کردیتی ہے

دوہا

من بیند ہو اکیس سون ڈہونڈ ہو کیو بار
بولو کاری رین کو تا کو کہا بچار

من دل بیدر ہوا ہبھاکیس موے سرکاری رین شب تاریک حاصل دوہا دل اوسکے بالون مین اولجھ کر غایب ہوگیا ہرچند کہ چند مرتبہ ڈہونڈہا مگر نہ ملا پس جو شب تاریک مین بہولا ہوا وسکا کیا ٹھکانا ہے ؏

دوہا

ہت کینھون سکھ جان کی پڑی دکھن کی بھیر
کیا کیجی من ہوی گی کدہ وا کدہ متین پھیر

دوہا

یومنون بالغیب کون آنکھ مود من پیل
سیکھو گرسون یہہ جگت آنکھ مچوا کھیل

یومنو بالغیب یقین لاتے ہین ساتھ غیب کے گر پیر مرشد حاصل دوہا یقین لاتے ہین ساتھ غیب کے اور آنکھ کو بند کرکے دل اوسمین لگاتے ہین مرشد سے اسطرح کا کھیل آنکھ مچیا سیکھو ؏

دوہا

سیما ہم ہو سانچ سو سر نہر آوسی کوی
پرم جوت وا بدن پر جلگ جلمگ ہوی

پرم جوت نور آلہی بدن چھرہ جلمگ متجلی حاصل دوہا جو صدق دل سے سر پیشانی کو اوسکی جناب مین جھکاتے ہین نور آلہی اوسکے

چہرہ پر چمکتا ہے ؛

دوہا

تُو نہیں تو نہیں جو چھوٹے ہو نہیں ہو نہیں ہوئے

جہاز بچھاوی کامری رہی اکیلا سوئے

تو نہیں تو نہیں انت الحق ہو نہیں ہو نہیں انا الحق کامری کمل حاصل دوہا جسوقت مرتبہ انت الحق سے گذرکر مرتبہ انا الحق حاصل ہوا وسوقت کمل جھٹک کر بچھاوے اور تنہا سورہے یعنی فنا فی اللہ ہو جاوے ؛

دوہا

رکت پان پکوآن تن ہیو رسوین سار

بیٹھی برہ ہار اوری سدا کرت جیو نار

رکت خون پان آب پکوان اقسام طعام تن جسم ہیو دل رسوین سار مطبخ برہ ہا ہجر راوری راجہ سدا ہمیشہ جیو نار تناول حاصل دوہا مہاراجہ ہجر مطبخ دل میں بیٹھ کر ہمیشہ بعوض پانی کے خون اور بعوض اقسام طعام کے جسم کو تناول فرماتے ہیں ؛

دوہا

میا موہ من میں بھری ہیم پنتھ کو جائے

چلی بلائے جج کون توسی جو ہی کھائے

میا موہ مای دہنی وطمع دنیا پیم نیتھ راہ محبت حاصل دوہا

محبت دنیا و دولت کی دلمین بہری ہوئی ہے اور راہ خدا پر چلنا چاہتا ہی گویا ایسا ہے کہ بلّی نو سئے چوہے کہا کر حج کو جاتی ہے ✤

دوہا

اَوَدَھ گَئی آئی نہ ہَرِ کَرِیُو نَہ ہَرِ چِت چاوُ ✤

بِرِہا تُوہ آنَنْدِ ہی مُوسَل ڈھول بَجاوُ ✤

اَوَدَھ وعدہ وصل و ہم تعداد عمر ہر مطلوب و نام خدا کریو نہ کیا نہین ہر چت چاؤ برائے خواہش دل برہا فراق انند خوشی حاصل دوہا عمر گذر گئی اور مطلوب نہ ملا کہ اوسکے ساتہہ عیش و آرام کرتے اے ہجر تجھکو مژدہ ہے کہ بخوشی موسل یعنی چوب کلان و دبیز سے خوب ڈہول کو اب بجاو ✤ میر عبد الواحد ذوقی بلگرامی صاحب شکرستان خیال در وصف انواع شیرین درین سالہ طوطی ناطقہ اش شکر ریزی کردہ و اشعار ہندی را بزبان شیرین ادا نمودہ از انجاست ✤

دوہا

بَرنُوں واحِد کوُن بِدھ گُنْ کِی دُت جُوت

رَین اَماوَس جاہ لَکھہ پُورَن ماشِی ہُوت

برنون بیان کرون واحد نام شاعر یعنی ای واحد کون بدہ کسطرح گتن عورات دت چمک جوت روشنی رین اماوس شب تاریک جاہ لکھہ جسکو دیکھہ کر پورن ماشی شب ماہتاب ہوت ہوتی ہے حاصل دوہا واحد شاعر بیان کرتا ہے کہ مین عورات کی چمک اور روشنی

کا کیا بیان کروں کہ جسکو دیکھکر شب تاریک شب روشن ہوجاتی ہے ؛

دوہا

کئی بار پھر پھر کی رسنا ان پھر پھر کہات

پھر پھر نیکی لگت ہی پھر پھرنے کی بات

کئی بار چند مرتبہ پھر پھر کہی بار بار کہا رسنان زبان پھر پھر کہات پھر پھر اوسی کو کہتی ہے پھر پھر نیکی لگت ہی بار بار اچھی معلوم ہوتی ہے پھر پھرنے کے بات سفر سے واپس آنیکی بات حاصل دوہا مژدہ مراجعت طالب کو چند مرتبہ بار بار بیان کیا مگر زبان پھر پھر اوسی کو کہے جاتی ہے سچ ہے کہ مواصلت طالب کا سخن بار بار اچھا معلوم ہوتا ہے ؛

کبت

میٹھی ہی نیت ہی سہای بہای نین کی جاکی رس چاکہی کو سبی للچات ہین

پھینکی اور چھی سب کہا ہی کی کہا کہون ہیرا کی سی جوت دیکھی ہوونہ سماتے ہین

کہانڈ کی کسلی مدہ ات ہین ہیوت ہنس رسان کی پیاری ہی اوٹہن بلات ہین

ایسی سکمار ہین ہی اولی بار رون کا لپی کی دیٹہہ کی لکھین دیکھو تو تلی نہو جات ہین

محمد عارف بلگرامی جوان قابل صاحب فضایل بود شعر ہندی خوب

می گوید و مضامین دلنشین می آرد بر خی از ان درین جریده ثبت میشود ؛
ار نکهہ سکھہ دوہا منگلا چرن

بال بال کی بال کو بہوری بہید نپائے

سکھہ نکھہ تین بالن ہین کنگھی آون نہ سمائے

بال عورت و موے سر بیوری جدا کرے بہید راز سکھہ نکھہ سراپا کنگھی شانہ حاصل دوہا اے سکھی اس نازنین کے موے سر کو جو تو جدا کرتی ہے واقف راز نہین ہو سکتی جب تک کہ مثل شانہ کے سینہ ہر موین نہ در آوے گی حاصل مدعا یہہ کہ جب تک شاعر محبت عورات مین دل باختہ نہو جاوے بیان سراپا ناممکن ہے

بینی برنن دوہا

سمدر ہیو متہہ مین من لی جگ کرت انیت

بینی تیری سیس مدہ کرت کو بینی ریت

سمدر دریا ہیو دل متہہ بلو کر مین من ماہی دل جگ دنیا انیت ظلم بینی چوٹی سیس سر مدہ درمیان کو بینی خلاف ریت طریق حاصل دوہا دریاے سینہ سے ماہی دل کو پکڑ کر دنیا مین ظلم کرتی ہے یہہ چوٹی تیری سر نے کیا نیا طریق اختیار کیا ہے ؛

مانگ برنن

بچھو ہیو کی نان بچھو اندہ ابدہ بیچہہ سوئے

مانگ بہیکہہ جہلکت سو ہیہ ساکھی کلا جو گوئے

لال بینڈلی جت الک لکھہ آوت ایمان ؛

پھن ست انک منیک کی من ڈہوکین لپٹان

لال سرخ بینڈلی قشقہ مدور الک زلف جت کے ساتھہ لکھہ دیکھہ ایمان شال نہین پھن کفچہ مار ست انک صد منیک مار سیاہ من مہرہ مار ڈہوکین شک لپٹان لیتے ہین حاصل دوہا پیشانی پر قشقہ مدور سرخ لگا ہوا اور گرد چہرہ زلف آویزان کی مثال بجز اسکے دوسری خیال مین نہین گذرتی کہ صد کفچہ ہاے مار سیاہ بہ شک وطمع مہرہ مار ہرجانب سے لپٹے ہوے ہین ؛

نتر برنن دوہا

لکھہ چکھہ بین بہروبہا وام ماؤن لہلک ہین

چکھہ پد دیرکھہ کرت ست لک دینہی ہی آین

ایضاً

کھنج تھکی لکھہ چپلتا کو رنگ چکی لکھہ رنگ

مین جکی درگ بین لکھہ چھب لکھہ چکی ترنگ

کھنج صوہ چپلتا شوخی کو رنگ آہو مین ماہی درگ آنکھہ بین دراز ترنگ اسپ حاصل دوہا صوہ شوخی چشم اور آہو رنگ چشم اور ماہی درازی چشم اور اسپ خوبی چشم کو دیکھکر حیران وخجل دشتشدر ہین ؛

ایضاً

بِس پھیلت انکی لکھت من پاوت نہین چین
کن پر کاش نج گن کرین برچھک راس تو نین

لبس زہر پھیلت پھیلتا ہے کن کیون نہ پرکاش ظاہر نج گن کرین صفت خود کرین برچھک راس برج عقرب تو نین تیری چشم حاصل دوہا انکی یعنی تیری چشم کے دیکھنے سے زہر سرایت کرتا ہے اور دل کا چین جاتا ہے تیری چشم کا طالع برج عقرب ہے پھر کیون نہ اپنا ہنر ظاہر کرین ؛

کرن برنن

گنیا کیون کہہ سکت تیہہ سمتا سیت پرکاش
جاکا نن بت کی کرت مکت ناک بین باس

گنیا اہل ہنر سمتا مثال سیت سفید پرکاش روشنی کانن جنگل وگوش مکت مروارید وم آزاد ناک عالم بالا وبینی باس جائے سکونت ماحصل دوہا اہل ہنر تیرے گوش کی آب وتاب اور مثال کو بیان نہین کرسکتے کہ جن کانون مین بیٹھکر ریاضت کرتے ہین مروارید بہ تمنائے قیام بینی دوسرے یہہ کہ جس جنگل مین مرد آزاد عاقبت بخیر ہونیکے واسطے ریاضت کرتے ہین ؛

ناسا برنن دوہا

آ بسجت ہی ایکی کمل ایک نال مین آئے
او بہت ناسا نال جت جکہہ ب کمل لکہائے

ناسا بینی چکھہ آنکھہ سب دونون حاصل دوہا قاعدہ ہے کہ ایک نال مین ایک ہی کنول پیدا ہوتا ہے یہہ عجیب تیری نال بینی ہے کہ جسمین دو کنول یعنی دو آنکھہ ہین ؂

نتھہ برنن دوہا

رتیہ نتھہ کی جھولن نرکھہ لینہی من یون پائے
مکتن ڈار یو ناک مین سنگت ہنڈورا آئے

مکتن مروارید و مرتاض ناک عالم بالا و بینی حاصل دوہا عورت کے حلقہ بینی کے جھولن دیکھکر دلکو یون مثال ہاتھہ آئی کہ گویا مروارید خواہ مردان مرتاض نے بینی خواہ عالم بالا مین جھولا ڈالا ہے آکر ؂

کرن مکت برنن دوہا

مکت بہی جدپ تو و ناک باس تو آس ؂
کانن کانن مین اجون تب بہت کرت نواس

مکت مروارید و مرتاض جدپ ہرچند کہ ناک عالم بالا و بینی باس جای سکونت تو آس بہ آرزوے تو کانن جنگل کانن گوش تب بہت تیرے واسطے نواس مسکن حاصل دوہا ہرچند کہ مروارید یا مرتاض ہوے الا تیری بینی اور عالم بالا کی تمنا رکھتے ہین اور صحرا و گوش مین تیرے حاصل کرنے کو قیام پذیر ہین یعنی مروارید بہ تمناے قیام بینی گوش مین اور مرتاض بہ تمناے عالم بالا صحرا مین جاگزین ہین ؂

لالری برنن دوہا

نتھہ موتن بیچ لالری راجت ہی اپنھہ مود

مکت رمت متون ناک پرا ندبدھو گھہ گود

راجت ہی خوشنما ہے مود خوشی مکت مروارید و مرتاض ناک عالم بالا یعنی اندبدھو عروسک حاصل دوہا حلقہ بینی کے موتیون کے درمیان مین یاقوت سرخ نہایت خوشنما ہے گویا مروارید عروسک کو گود مین لئے ہوئے ہین دوسرے یہہ کہ گویا مردمرتاض حورون عالم بالا کے ساتھہ سیر کرتے ہین ❊

ادہر برنن دوہا

ادہرامی دہر بیت کنھہ بال سدھا دہر ہال

سیچو اوٹھن ناس مگ ادہر گاڈ مرنال

مرنال نال کنول ادہر لب ہاے سدھا دہر ماہتاب بال عورت ❊ حاصل دوہا اے نازنین تیرے لبون مین آب حیات ہونے کی یہہ وجہہ معلوم ہوتی ہے کہ تیرا پیشانی ماہ لبون کو براہ نال بینی آبحیات پہونچاتا ہے -

مسا برنن دوہا

لسا مسا ات رس مسا بسا کپول سوبھہ

رہت الی ال کمل مین ہنسا سوبھہ کی لوبھہ

بسا زیبا مسا ٹول ات رس مسا باآب بسا شکن ہے کپول رخسارہ سوبھہ خوشنا رہت الی رہتا ہی سکھی ال بھونرا سور بھہ خوشبو لوبھہ طمع حاصل دوہا تولول یعنی مسہ زیبا پر آب و تاب رخسار نازنیکا

خوشنما ہے اے سکھی زنبور سیاہ بطمع خوشبو گل کنول مین اکثر پہنسکر رہجاتا ہے ؞

دسن برنن دوہا

لکھیت کچھہ اتپات سو الی دسن مین نا ہنہ ؞

بھان اودی ہون دیکھی نکھت بال بدہ ما ہنہ

اتپات فتنہ بھان اودی طلوع آفتاب نکھت ستارہ بال بدہ ہلال حاصل دوہا اے سکھی نایکا کے سلک دندان تہین مین کچھہ آثار فتنہ ہین کہ بروز روشن ستارہ ہلال مین نظر آتے ہین ؞ دہین ستارگان کا متصل چاند نظر آنا آثار بد ہین روز روشن مراد از چہرہ ستارہ مراد از دندان ہلال مراد از ہر دو لب ؞

دس برنن دوہا

دسن مکت کی جوت ہی ہنس جہان درسائے

بیج کہری دب جات ہی پہول جہری بجھہ جائے

دسن دندان مکت مروارید بیج برق کہری زیادہ پہول جہری پہلجہڑی نام آتشبازی حاصل دوہا جسوقت وہ خندہ کرتی ہے چمک مروارید دندان سے برق شرمندہ ہوتی ہے اور پہلجہڑی بجھہ جاتی ہے ؞

مکھہ جوت برنن دوہا

انک نہ انگ مینگ کی اور مرگ انکھہ تاہنہ

تو مکھہ دت لکھہ رس جر دیو داگ ہیئا ما ہنہ

انک نشان انگ جسم مینک ماہتاب مرگ انگ نشان آہو حاصل
دوہا قرص ماہ مین نہ نشان سیاہ ہے اور نہ نشان آہو تیرے چہرہ کی چمک
دیکھکر ماہ سوختہ ہوکر اوس نے غصہ سے خود اپنے سینہ مین داغ سیاہ دیا ہے ❊

مکھہ جوت برنن دوہا

مُکھہ دِیپت وا بدن کِی اُپمان ہین سب ہین
جا مُکھہ جُوتِن ہُوتِ ہی رجنی پت دُت چھِین

دیپت روشنی بدن چہرہ رجنی پت ماہتاب دت چھین ناقص النور
حاصل دوہا روشنی چہرہ اوس ماہ پیکر کی بے مثال ہے کہ جسکے دیکھنے
سے ماہتاب ناقص النور ہوتا ہے ❊

مکھہ باس برنن دوہا

ڈگر ڈگر تو بگر کِی گنجت مدہکر پنج ❊
کینھو تو مکھہ باس نی بھون کُنج بن کُنج

ڈگر ڈگر راہ راہ بگر خانہ گنجت خوش آواز مدہکر زنبور سیاہ پنج جوق جوق
بھون کنج خانہ باغ بن کنج چمنستان حاصل دوہا تیرے گھر کی
راہون پر جوق جوق زنبور سیاہ گنجان یعنی آواز خوش کر رہے ہین اے گلشن
خوبی تیری خوشبو دہان نے تیرے گھر کو باغ و چمنستان بنا دیا ہے ❊

تھوڈہی برنن دوہا

تو ٹھوڈہی سو بہا جتی کیون نہ لال للچا نہہ
جہہ لکھہ ٹھوڈہی ہاتھہ دئی کھری بال پچھتا نہہ

تھوڑہی زنخدان سو بہا خوبی چیتی دیکھکر بال عورات حاصل دوہا
تیری زنخدان کی خوبی کو دیکھکر کیون نہ طالب تیرا تیری تمنا و آرزو کرے کہ
جسکو دیکھکر عورات حسرت سے شرمندہ ہوتی ہین ۞

کنٹھہ برنن دوہا

ہارے لو کوٹ کپوت کو دیکہہ کنٹھہ ابھرام
گنہین لون ان بج گرین ڈارے لو پٹکا سیام

کوٹ کرور کپوت کبوتر کنٹھہ گردن ابھرام خوبصورت گنہین گنہگار
پٹکا سیام کمربند سیاہ حاصل دوہا گردن خوبصورت کو دیکھکر کرورون
کبوتر شرمندہ ہوے بلکہ کثرت انفعال سے مثل گنہگارون کے طوق سیاہ
اپنے گلوہین ڈالے ہوتے ہین کبوتر کی گردن طناز و ملیح ہوتی ہے شاعران
ہندی نے تشبیہہ اوسکی گردن محبوبہ سے کی ہے ۞

پیکھہ ریکھہ تو کنٹھہ کی جیہ کپوت دہر تیکھہ
پہانسی پہانسی بج گرین بیت داگہ بیکھہ

پیکھہ دیکھہ ریکھہ خط تو تیری کنٹھہ گردن جیہ دل کپوت کبوتر
دہر رکھہ کر تیکھہ غرور پہانسی کمند پہانسی ڈالی بج گرین
اپنی گردن مین حاصل دوہا دیکھکر خط تیری گردن کے کبوتر
اپنے دلمین بس خجل ہوا اور کثرت خجالت سے کمند کو اپنے گلے مین پہانسی
کہ داغہاے گلو کبوتر سے ثابت ہے

کنٹھہ سر برنن دوہا

سُنی جھنک سُرلیت ہین سم سوکنٹھ کی کوک
چاتک ہیہ دو ٹوک ہوئی جر کھوک ہی موک

سنی جھنک سنکر آواز سر لیت ہین سر لیتے ہین سوکنٹھہ خوش گلو کی کی کوک آواز چاتک پپیہا ہیہ جگر دو ٹوک دو ٹکڑے کھوک کویل موک خاموش حاصل دوہا آواز خوش گلوے نایکا کی سنکر پپیہا کا جگر دو ٹکرے ہوا اور کویل کثرت خجالت سے خاموش ہوگئی ؛

نار برنن دوہا

نارِ نار لکھہ کی رہین نارین ناز نوائے
نارین سارین ہہر کی نارین ہاری کہائے

نار عورت نار گردن نارین عورات ناز نواے سر فرو ہہر کی پشمان ہوکر حاصل دوہا گردن نایکا کی خوبصورتی دیکھکر جملہ عورات سر فرو ہوئین اور ہار گئین تمام پشیمان ہوکر اور ہارین ہار کر ؛

بانہہ برنن دوہا

پاس تلت توبانہہ کی بیت اجگت ہیت
جیو لیت بدہ کر پرین یہہ پیتم جیہ دیت

پاس پہانسی پرین عزیز زن حاصل دوہا اے محبوبہ پہانسی کے مانند تیرے حلقہ بر دو دست کا بیان کرنا سخن ناموزون ہے کیونکہ وہ پہانسی جان لیتی ہے اور یہہ پہانسی حلقہ آغوش کے طالب کو جان دیتی ہے ؛

کامکھہ برنن دوہا

کنکھیان لکھہ ان باہہ تر سکھیان ہین اچیت

سدا سندہ سب لہرتین پری سندہ کنہہ ہیت

کنکھیان ہردو بغل لکھہ دیکھکر اچیت غافل سدا سندہ دریا آبحیات سب دو لہر موج بہری پڑی سندہ خلا کہہ ہیت کیون حاصل دوہا تیرے دونون باہون کے نیچے دو نو بغلون کی خوبصورتی کو دیکھکر سکھیان خود فراموش ہوئین کہ دونون دریاے آبحیات مین کہ مراد ہر دو بازو سے ہے انکی موج مین فصل و خلا کسواسطے ہے ؀

پہنچا برنن دوہا

کوٹ او پاین سون الی بلی کرین بدہ ساتھہ

پی پہنچن واکی نہین پہنچت اپمان ہاتھہ

کوٹ کرور او پاس تدبیرون سے الی اے سکھی ملی باہہ اپمان شال حاصل دوہا کرور ہا تدبیرون سے اوسکی خوبی ہاتھون کی بیان ہوئی مگر اوسکے ساعد یعنی پہنچا تک ساعد شال پہونچ نہین سکتا کہ اوسکی خوبصورتی کا بیان کرسکتے ؀

پورین برنن دوہا

بہاوت چت آوت ہین لکھہ انگرین چھب این

پورن پورن رس کیو منہون گانٹھہ دی ہین

بهاوت چت خوش آتا ہے دلکو اوت ہین آتا ہے دلمین لکهه انگرین
دیکهکر انگشت چهب این مخزن خوبی پورن پورن جوڑ جوڑ
رس کیو شیرہ خوبی بهرا ہے گانٹهه دئی گرہ دیگر مین حسن مجسم نے
حاصل دوہا اوسکے جوڑ ہاے انگشت مخزن خوبی دلکو خوش آیندہ مین
اور مثال اوسکی دل مین یون معلوم ہوتی ہے کہ گویا حسن مجسم نے جوڑ جوڑ مین
عصارۂ خوبی بهرکر گرہ لگائی ہے ٭

روماول برنن دوہا

مانگ انک جو سیامتا مٹی الی تون دیکهه
اودر آن سو پر گهٹی روماول کی بهیکهه

مانگ انک مانگ مین جو نشان سفید خط جو سیامتا اوسکی سیاہی اودر
شکم پر گهٹی ظاہر ہوے روماول موے نرم نرم شکم بهیکهه صورت
حاصل دوہا موے سیاہ کے درمیان مین جو نشان مانگ سفید کا اے
سکهی تجهکو نظر آتا ہے اوسکی سیاہی معدوم ہونیکی یہہ صورت ہے کہ وہی سیاہی
بہ شکل موے نرم نرم کی بنکر اس نایکا کے شکم پر ظاہر ہوئی ہے تو دیکهہ لی
مراد یہہ کہ نایکا کے شکم صاف پر سیلے بسیار باریک و راست موے نرم نرم
کی بمقدار سفیدی مانگ بس خوشنما ہے ٭

ایضاً دوہا

روماول نہہ جان تون لکهه یہہ سکهی رنگ
کچ سوتج منو تنک چلیو ناہی بہر ہونگ

روماول موے نرنرم نشکم بلبیسر رنگ حلقہ بینی ازدار طاؤس کچ شو پستان
تج چھوڑکر نابھی کبر سوراخ ناف بھونگ مار حاصل دوہا
یعہ خط موے نرم نرم کا شکم نایکا پر نہین ہے گویا بخوف طاؤس حلقہ بینی ار سیاہ
پستان یعنی مقام جائے مسکن اپنے کو چھوڑکر رجوع بطرف سوراخ ناف ہے۔

کچ اگر سیامتا برنن

لَسَت بَام کُچ سَنبُھہ پَر نَہین سیامتا رنگ

رہیؤ منؤ بھو کون دہی سرچڑہ رہیؤ کلنک

لست زیبا ہے بام عورت کچ سنبھہ پستان سیامتا سیاہی
منو بھو شہوت کلنک عذاب حاصل دوہا اے سکھی سر پستان
نایکا پر کہ جو مدور بہ شکل مہادیو ہین سیاہی نہین ہے مہادیو نے جو شہوت
کو جلایا ہے وہی عذاب بصورت سیاہی تکمہ پستان پر نمودار ہے۔

ارج سندہ برنن دوہا

آلی بَلی بدہ جان تون ارجن سندہ اَنُوپ

اَدہر اَمی کی چرن ہت راہ نابھہ کی کُوپ

ارجن سندہ فصل درمیان ہردو پستان انوپ عدیم النظیر ادہر لب
امی آبحیات چرن ہت جہت خورش نابہہ ناف کوپ چاہ
حاصل دوہا اے سکھی تو یہ یقین تصور کر کہ درمیان ہردو پستان
کے جو راہ ہے وہ عدیم النظیر ہے لیکن واسطے خورش آبحیات لب ہائے
محبوبہ کی راہ راست چاہ ناف کی تصور کر

نابهہ برنن دوہا

نابہہ بہنو لون دیکہی روپ سندہ توگات

سکہان کبہی کون بدہ اوپان بوڈی جات

نابہہ ناف بہنور گرداب لون طرح روپ سندہ دریاحسن توگات تیراجسم سکہان تعریف اوپان شاں بوڈی جات غرق ہوئی جاتی ہے حاصل دوہا اے نازنین تیرے جسم کے دریاے حسن مین ناف گرداب ہے تعریف اوسکی کیونکر بیان کرون جو شاں لاتاہون غرق ہوئی جاتی ہے

کٹ برنن دوہا

اِی رِی تیری لنک تین الکہہ روپ سرسات

جاتین سب پرکاش ہی وہی نہین درسات

لنک کمر الکہہ روپ جونظر نہ آوی سرسات زیادہ ہوتاہے درسات دیکہتاہے پرکاش ظہور حاصل دوہا اے نازنین تیری کمر سے اللہ کی صفت نہایت ظاہر ہوتی ہے یعنی یہہ کہ جس ذات سے تمام مخلوق کاظہور ہوا ہے وہ نظر نہین آتا ہے

ایضاً

کٹ ادیٹہہ کون ایٹہہ لون ہیونٹہہ بدہ سنگ

پرگٹ بہیو ہی بہیکہہ دہر جگ امنک کو انگ

کٹ کمر اڈیٹھ غایب اینٹھہ بل نینہہ مشکل سے بدہ سنگہ اتفاق بیرکٹ ظاہر ہوا ہے بھیکہ دہہ صورت پذیر ہوکر جگ دنیا امنگ جوش نشاط انگ وجود حاصل دوہا کمر ناپیدا کا بیچ وتاب سے بمشکل تمام اتصال ہوکر ظاہر ہوا ہے بہ تغیر صورت دنیا مین جوش نشاط کا وجود

کام بھون برنن دوہا

تیری نابھہ ترکو آلی برنن کرت سکات
بُدہ بچ ہیئہ سکچت جہان اوپمان جات لجات

نابھہ ترہ زیرناف برنن کرت بیان کرتی سکات ڈرتا ہے بدہ عقل بچ ہیہ اپنے دلمین سکچت پس وپیش کرتی ہے اوپمان مثال لجات شرمندہ حاصل دوہا اے نازنین تیرے زیرناف یعنی اندام نہانی کی تعریف کرنے مین شاعر ڈرتا ہے کیونکہ عقل کو جس جگہہ کی رسائی مین پس وپیش ہے اور مثال خود شرمندہ ہوتی ہے اوسکو شاعر کیونکر بیان کرسکتا ہے

چرن برنن دوہا

اَمل کمل وا چرن کی لہی نہ سمتا این
جا پر بھنور رن سون سدا بہرت ہین جگ نین

اصل صاف سمتا این خانۂ شال بہرت بلاگردان جگ نین
چشم خلق حاصل دوہا اے نازنین تیرے پاے صاف گل نیلوفر
سرخ کی شال خانۂ شال ہین نہین ہے کہ جن پہ دل مخلوق مثل زنبور سیاہ
کے بلاگردان ہوتے ہین

ایڑی برنن دوہا

تَو ایڑن سُکھمان کی ہین اَپمان سب ہین
مُوڑہ بُوڑہ جَا برن لہہ اِندَ بَدَ ہُو بَدلین

ایڑن پاشنا سکھمان تعریف اپمان شال موڑہ بے عقل
بوڑہ عروسک جابرن لہہ جسکے ہمرنگ ہوکر اند بد ہو
عروسک و منکوحہ راجہ اندر پدہ مرتبہ حاصل دوہا اے نازنین
تیری پاشنا پای کی اگر تعریف کرون تو مثال اوسکی ناپیدا ہے بے عقل بوڑہ
یعنی عروسک کا نام جس پاشنا کی ہمرنگی اختیار کرنے سے اندبد ہو کہ
نام منکوحہ راجہ اندر کا یہی ہے مشہور عوام ہوا یعنی بجاے نام بوڑہ خطاب
اندبدہو کا پایا اور بوڑہ و اندبدہو یہہ دونون نام عروسک کی زبان
ہندی ہین۔

گات برنن دوہا

اُپمان کو اُو لاگت نہین وا تن اَوپ اَنُوپ
جَات رُوپ سی گَات لکھہ جَات رُوپ گو رُوپ

ایمان مثال اوپ روشنی جات روپ طلا حاصل دوہا
اوس ماہ پیکر کی خوبی و روشنی جسم کی کوئی مثال خیال مین نہین آتی اوسکا
جسم طلائی دیکھکر حسن کا بھی حسن شرمندہ ہوتا ہے۔

چھب برنن دوہا

چَھب جھلکتِ مُنھ جھلکَ تین مِن لاگتِ اُپمانَ
ہوتِ اُودی سسِ کی مُنون سمدسلل اُولتھانَ

چھب خوبی اودے طلوع سس ماہتاب سمد دریاے شور سلل آب اولتھان برسر طغیانی حاصل دوہا روشنی چہرہ اوس ماہ طلعت سے تمام جسم اوسکے مین اس قسم کی خوبی و روشنی عیان ہے کہ مثال اوسکی نا پیدا ہے گویا ماہ کامل کو دیکھکر آب دریاے شور برسر طغیانی ہے قاعدہ ہے کہ ہمیشہ ماہ کامل کو دیکھکر آب دریاے شور برسر طغیانی ہوتا ہے یہان ماہ کامل مراد چہرہ نایکا سے اور طغیانی آب دریا مراد ازدیاد خوبی جسم نایکا سے

سکمارتا برنن دوہا

کیوُن وہ بھوکھن کنک کی سجی انگ سکمار
نیٹھہ نیٹھہ مگ ڈگ دہرتِ نارِ مہاور بہار

بھوکھن زیور کنک طلا انگ جسم سکمار نازک نیٹھہ نیٹھہ مشکل مشکل مگ راہ ڈگ دہرت قدم رکہتی ہے نار عورت مہاور رنگ عنابی بہار بار حاصل دوہا زیور طلائی وہ نازنین کیونکر زیب بدن کرے

کہ رنگ مہاور کا جو اوسکے پیرون پر لگا ہے اوسکے ہی بار کو بار گران سمجھکر بمشکل تمام قدم راہ پر رکھتی ہے۔

سو بھا برنن دوہا

تیہ جیہر جیہ پر ہری تا تین بدھ بچار

متواری ہتیار لون راکھی بھو کہن ٹار

تیہ عورت جیہر نام زیور جیسے پر ہری دلونکو مایل کیا تا تین اسواسطے بدھ بچار از راہ فہم رسا متواری شراب خوار مخمور ہتھیار اسلحہ لون طرح راکھی رکھی بھوکہن ٹار زیور اوتار کر حاصل دوہا اس نایکا کے زیور بارے نے دلون کو بزور مطیع خود کیا لہذا بخیال اسکے کہ مخمور کے پاس اسلحہ کا رہنا خالی از مفسدہ و نقصان جان نہین تمام زیور اوتار رکھا گیا۔

نکہہ سکھہ پور تیا دوہا

پر تہم رچیو سکہہ نکہہ برن عارف نپٹ اجان

بدھ جن جان صد تار یو چھمیو بدھ ندہان

پرتہم اول ہی تیہ رچیو تصنیف کیا سکہہ نکہہ سراپا برن بیان نپٹ اجان سراپای علم بدھ جن کملا و فضلا چھمیو معاف کرین صد بدھ ندہان مخزن علوم و عقل حاصل دوہا عارف سراپا بے ہنر نے اول ہی مرتبہ یہہ سراپا تصنیف کرکے بیان کیا ہے لہذا کاملان فن مخزن فراست سے آرزو ہے کہ میری

دیدہ باشی شنیدم کہ نشانمند اوج برآمد و پائین پرستی ہیچند بر آستانش شنیدہ باشی دیدم کہ بلندی نام دارد ؎

نور الحسن کلیم بنوشت
خوش تذکرہ کہ جان نوشتم

لعلی ست ز معدن معانی
در صدف بیان نوشتم

اوصاف معانی بلندش
بر صفحۂ آسمان نوشتم

آواز درای نالۂ دل
بانگ جرس فغان نوشتم

در عہد رئیسہ کہ آن را
شاہ فلک آستان نوشتم

آن شاہ جہان کہ در سخایش
بر ہمزن بحر و کان نوشتم

تاریخ گر از شہیر خواہی
نیرنگ سخنوران نوشتم

۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ چکیدۂ خامہ بلاغت جامہ نواب مرزا داغ دہلوی سلمہ اللہ

سیدی نور حسن خان بہادر ذیجاہ
آنکہ با نطق کلیم ست و بطبع است سلیم

منتخب کرد چو اشعار بگفتم تاریخ
نور الہام جدید و ید بیضاے کلیم

۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از سید جمیل احمد سہسوانی

جمیل این تذکرۂ آن رونق رنگ سخن دارد
کہ مقبول دل و مطبوع ہر طبع سلیم آمد

ز دل بر لب بی تاریخ این گلدستۂ رنگین
تماشا گاہ معنی جلوۂ طور کلیم آمد

۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از معدن شیوا بیانی سید قدرت علی شمیم سہسوانی

چیدہ مضمون و منتخب اشعار
داخل تذکرہ چو شد فی الحال

سال تاریخ او شمیم نوشت
انتخاب پسند اہل کمال

۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از منشی سید احفاد علی سہسوانی

چون کلیم این کلام اہل کمال | مجتمع ساختہ بفکر رفیع
گفت احفاد سال تاریخش | چیدہ و منتخب کلام بدیع ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از منشی محمد شاکر حسین شاکر ابن منشی صابر حسین صبا

کلیم سحر بیان طرفہ تذکرہ بنوشت | کہ دل فریفتہ او شد است وجان ہا کل
نوشت مصرعہ تاریخ خوش دا شاکر | بہار طور کلیم است نور دیدہ دل ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از سخنور بے ہمتا رشک صائب و کلیم

ابو النصر سید علی حسن خان صاحب بہادر سلیم

بو العجب تذکرہ مرتب شد | رونق جلوہ بہار چمن
جلوہ فکرت کلیم نمود | شمع بزم سخنوران روشن
از سر انبساط گفت سلیم | گلشن دلپسند اہل سخن ۱۲۹۷ھ

منہ سلمہ ربہ

ہے یہ بیمثل تذکرہ ایسا | جسکا ثانی نہین ہر ب مجیب
فیض ہے حضرت کلیم کا یہ | اسکا طالب ہی دور ہو کہ قریب
کون ہے جسکو یہ پسند نہین | دیکھو کیا کیا لکھے ہین شعر عجیب
جلد لہد و سلیم فکر سے کیون | اسکی تاریخ ہے عجیب غریب ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از سخنور لاثانی موجد الفاظ و معانی منشی محمد صابر حسین سہسوانی

عجب دلاویز تذکرہ ہے کہ دل لبھاتا ہے اک جہان کا
بتاؤ حب کا عمل ہے اسمین کہ نقش تسخیر اسکو سمجھون

بلا ہے انداز دلبری مین یہ حسن و جلوہ کہان پری مین
زمانہ اسکی ادا پہ شیدا جہان شوخی پر اسکی مفتون

کہین ہے یہ دلخراب عاشق کہین یہ معشوق دلربا ہے
کہین ہے لیلی کا اسمین جلوہ کہین دکھاتا ہی رنگ مجنون

لکھے وہ چن چن کے شعر اسمین کہ انتخاب انکی جان ٹھیرا
نہ دیکھی آنکھون نے ایسی بندش سنا نہ کانون نے ایسا مضمون

ہر ایک صفحہ ہی صحن گلشن کھلے ہین کیا کیا گل مضامین
جو لفظ رنگین ہوئے گل تر تو ہین معانی بہار گلگون

بیان وصل و فراق سے یہ کہین ہی تریاق سم کہین پر
کسیکے دلمین ہے اس سے شادی کیا ہی اسنے کسیکا دل خون

نہ کیون ہو یہ نور کا کرشمہ کلیم کی فکر کا ہے جلوہ
جو نام طور کلیم پایا یہ کچھ اسی کے لئے تھا موزون

سن مسیحی و سال ہجری صبا جو پوچھے کوئی تو کہدے
قیامت آشوب نظم ہے یہ ۱۸ھ ۹۷ — یہ نثر ہی اک حصار افسون ۱۲ھ

قطعہ تاریخ طبع از معدن نکتہ دانی سید جلیل احمد سہسوانی

جلوہ ہے شعر شعر مین مضمون ہین نو بنو
ہے تذکرہ کہ مظہر نور کریم ہے

تاریخ بہی چمکتی ہوئی کہدو اے جلیل
روشن عجیب نور سے طور کلیم ہے ۹۷ ۱۲ھ

قطعهٔ تاریخ طبع از مولوی عبید الباقی سہوانی

سیدی نور الحسن خان تذکرہ نادر نوشت ... جلوۂ اشعار شد روشنگر نور کلیم
مصرعۂ تاریخ از باقی چنان شد دلفروز ... ہست زیباے تجلی جلوۂ طور کلیم ۱۲۹۷ھ

تاریخ تالیف تذکرۂ طور کلیم نتیجہ خامہ منشی فدا علی صاحب متخلص بہ فارغ

عنوانہای تاریخی

ہے طور کلیم کوہ مضمون ۱۲۹۷ھ ... چمکایا نور شعر کا طور کلیم نے ۱۲۹۷ھ

قطعہ

جلوہ گری معانی کی لفظوں میں کیا کہوں ... فانوس میں ہے شمع کہ بادل میں مہر ہے
سمجھ جاے کیوں نہ آتش جادو سامری ... طور کلیم نور تجلی سحر ہے ۱۲۹۷ھ

ایضاً تاریخ طبع

عنوانہای تاریخی

طور کلیم گشت محلی بلبس طبع ۱۲۹۸ھ ... آیت طبع یافت طور کلیم ۱۲۹۸ھ

قطعہ

میر نور الحسن حلیم وسلیم ... بر سر طور نثر و نظم کلیم
جوہر فرد معدن التقوی ... درّ یم عز و جاه دُرّ یتیم
شاعران زبان اردو را ... کرد منت پذیر لطف عمیم

بیعنے از بہر یادگاری شان — کرد نایاب تذکرہ ترقیم
جملہ اشعار انتخاب زدہ — دلکشا مثل بوستان نعیم
نثر صاف و روان او آمد — غیرت آب گوہر و تسنیم
کلک فارغ نوشت مصرع طبع — جلوہ پیرا از گشتہ طور کلیم ۱۲۹۸ھ

قطعہ تاریخ

تالیف طور کلیم از نتیجۂ طبع سلیم محمد ابراہیم المتخلص بہ خلیل زلہ ربائے فارغ

گشت مفتوح ازین تذکرہ باب معنی — نور خورشید و قمر یافتہ تاب معنی
ساغر چشم برین گرپی سیر اندازی — مست طافح شوی از کیف شراب معنی
روشن از شمع قلم کن سنہ تالیف خلیل — جلوہ طور کلیم ست شہاب معنی ۱۲۹۸ھ
یعنی ستارۂ روشن

ایضاً تاریخ طبع

بیشک کلیم تذکرہ طرفہ نگاشتہ — بیوجہ نیست بر لب بینندہ واہ واہ
می تابد از حروف معانی فروغ نور — چنان در سواد چشم بتان مردم سیاہ
تاریخ طبع تافت بچرخ دل کلیم — طور کلیم کردہ تجلی چو نور ماہ ۱۲۹۸ھ

نثر خاتمہ بطرز تقریظ از احمد خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

کلامیکہ طور زبان را انور و موسی صفتان را سرور بخشد حمد روشنگر آئینہ دل است کہ کوہ طور را باتش عشقش خاکستر - و آن خاکستر سرمۂ دیدۂ اہل نظر گردیدہ دیدہ ورانی کہ بنورش راہ بردہ اند قدم براہش سپردہ چراغ ہستی برافروختند و نقد حیات ابدی اندوختند ہمانیکہ اللہ نور السموات

خود میفرماید ما کورچشمان را نظر خدا بین باید تا بهر سو نظارهٔ تجلیات او کنند و اینما کنتم فثم وجه الله را تعویذ بازو **مثنوی منه**

ذاتش بصفات هست پیدا — چون نور که شد ز مه هویدا
اصل همه نور نور ذات است — چشم تو منور از صفات است
در ذات مپیچ و سر لاهوت — بکشا نظری بنور ناسوت

و سخنے کہ از طور دلم بکرسی ظهور نشیند نعت حضرت خواجه کائنات علیه الصلوات والتحیات ست که موسی عمران مرو صحبان اوست و عیسی مریم یکے از دربان او کلیم طور نشین را سوال رب ارنی بر زبان بود و بجوابش لن ترانی می شنود و آن محمود رب بود و بر عرش برین ... ما زاغ البصر و ما طغی سرمه در چشم خورشید تربست و بلند مراتب و دیده بکشا که طور کلیم کجا و عرش عظیم کجا ؎ به بین تفاوت ره از کجاست تا بکجا **منه**

موسی بطور رفت و همین است اوج او — بر لامکان و عرش معلی ست جای تو

اما بعد از طور مدعاے خویش جدا **صوفی** بے ریا چون طنبور خالی پر صدا است که عشاق را نغمهٔ داودی ساز گار ست و من بینوا را فکر اشعار سزاوار بقول حافظ شیراز ؎

درین زمانه رفیقی که خالی از خلل ست — صراحی می ناب و سفینهٔ غزل است

در بزم سخن سنجان برنگ قافیه تنگ می نشینم و دلم می کشاید و براه پخته کلامی خود را همردیف اشخاص نشیم (؟) و ابلی برهمکی کار می آید کیسهٔ خالی من از گوهر سخن پر است و معانی آبدار بهر من لعل و دُر تذکرهٔ طور کلیم که با شعار گونا گون برنگ گلهای بو قلمون هست و بسوانح بالواد المقدس طوی رهنمون پیرایهٔ اختتام در بر کشید و از سنگ طبع چشمهٔ آب بقا روان گردید تشنگان را نوید تازه و تخم پروران راستر بجا نداز ارزانی باجگر این کتابی است مایهٔ سرور و شادمانی و سرچشمهٔ آب زندگانی گلدستهٔ دست رنگین خیالان و دستنبوی آشفته حالان هیکل گردن فرهاد ختان روزگار و تعویذ بازوی شعراء شیرین گفتار هر ورقش عینک دیدهٔ فراق دیده و هر نقطه اش سویداے دل غم کشیده **نظم منه**

نگویم که طور کلیم است این | مداوای جان سقیم است این | ورقها چو اوراق گل در شمار

دل بلبل از دیدنش بیقرار | بهر صفحه خورشید در اضطراب | بهر سطر نظاره در پیچ و تاب

ز بین السطورش عیان کهکشان | منور از و دیدهٔ مهوشان | سپید است کاغذ چو نور سحر

کشیده است مسطر ز تار نظر | مضامین رنگین اگر بنگری | دو صد باغ زیر نظر بنگری

نازم بر فکر کلیم جادو بیان که از دست و زبان ید بیضا بنما و دیده بزم سخن وران منور ساخت و سحر سامری را در پس پشت خود انداخت نگاه بیدارم بمعاینهٔ این طور کلیم عصای موسوی در دست و دل هشیارم بصهبای مضامین دل نشین سرمست چراغ دیده بانوار طور کلیم بروشن و صدف نظاره را در مقصود جیب و دامن اگر معانی بلند میجوئی بطور است و اگر کلام دلپسند میخواهی بر زبان کلیم قلمش فواره ایست بیاد جوش معانی و دوات آتش آب حیاتی است بهر زندگانی کتاب طور کلیم که بتجلی مضامین عالی نوربخش قلب سلیم است و چاره گر جان سقیم اگر از اول تا آخر بینی دامن دامن گل مراد بچینی هر ورقش گلزاری است همیشه بهار و هر صفحه اش نوبهاری است بهر چمن انتظار نظاره ها بدیدنش سیراب و دلها بمعاینه اش سیماب جائیکه کلام آتش آتش زن خرمن صبر و شکیب است خدا انجا سخن ناسنج هم گنجینه بخش دامن و جیب گاهی مردگانرا از کلام میر زنده میسازد و گاهی آشفته سران را از سخن سودا بسودای انداز سخنورانی که درین تذکره دوش بدوش اند بهم گویا و هم خاموش اند درین زمانه بازار سخن گرم است و بر لب سخن سنجان آه سرد وقت است که اگر گوهر سخن را کمتر از سنگ ریزه شمارند بجاست و سخن سنجان روشن گهر را سنگ ترازو پندارند روا نظم

مرا آلی نظم است و شاه را گوهر | ولی ز گوهر من فرق هست تا گوهر | چه گوهر است قناعت مرا بقطرهٔ آب

بجوش خلق چنانم که در بها گوهر | نگشت گوهر یک دانه بهر پاس من | بر نخیت از صدف دیده یار ها گوهر

گهر فروشم و کس مشتری نمی بینم | که گیر باز من لخت بی بها گوهر | درین زمانه بپای که گوهر افشانم

که کس نماند که ریزد بفرق ها گوهر | همان به است که اندرج نطق در عالم | بپای آل نبی ریزم از ثنا گوهر

محمد عربی کز لب همایونش | بجیب خلق فرو ریخت بی بها گوهر | الحمد لله علی احسانه که اکنون از

شهر بهوپال صیت جوهر شناسی بلند است و قافیه سنجان اُردو و فارسی را طالع ارجمند که در طبع
کلام شان از خطیر صرف کرده مشهور میکنند و تذکرهای فارسی و اُردو را نزدیک و دور رسیانند
اگر راست پرسی بهر مردگان درود دی و بهر زندگان سرود دی هست نسیم جان بخش از طرف بهوپال
می آید و غنچه مراد سخن سنجان میکشاید علم و فضل دران خطهٔ پاک چون نافه در ختن و لعل در یمن
است و درین هم سخن نیست که درانجا قدردانی سخن است رئیسه نامدار یگانه روزگار نواب
شاهجهان بیگم صاحبه والا دُر اعظم طبقهٔ اعلای ستارهٔ هند دام اقبالها و ملکها به تسخیر دلها مائل
و از خاکبوسی آستانش مدعا دل حاصل اهل جوهر را چون شمشیر دست میدارد و اهل علم را چون
حرف دلنشین عزیز سخن از بارگاهش پیرایهٔ قبول در بر و لفظ و معنی از دست و قلمش تجلی آگین
بشیرینی گفتارش شیرین خوانی بجاست و اگر شیرین را نمک چش خوان جود ش دانی سزا است عدلش
باز و گنجشک را یک آشیانه داده و نصفتش خار و گل را یکجا نهاده ریاست به سیاستش چون گل
به بهاران و چمن بوقت باران است این همه تازگی که در چمن بهوپال می بینم آبیاری رئیسه عالیجاه
است و از خیرسگالی نواب نامدار والاجاه امیرالملک نواب سید محمد صدیق حسن خانصاحب بهادر
دام اقباله که زبان و قلمش تفسیر اوامر و نواهی است و پناه ملک و دولت بدین پناهی دلش ترقی
ملک و دولت اگر چه خود از جاه و ثروت دنیا بهره داشته دل بلباس خسروی چون ابراهیم ادهم
درویش پاک طینت و بر سجادهٔ تقوی عبادت بسته گره کشای امور امینت سینه اش علوم حق پرستی چون
جوهر آئینه آشکار و بنا صیه اش آثار بزرگی صورت چین نمودار تعداد تالیفش از نجوم چرخ افزون و
همه تصانیفش بحق رهنمون ستایش او بکلک و زبان نمودن آفتاب را بگز پیمودن است ناچار
لب بدعا میکشائیم و برین یک دو بیت ختم سخن می نمائیم

قطعه

منعقد آن بکه بهر آن صبح و ...	کو بر دگوی دولت از نعیم	بکشائی لب دعا اکنون	که دعا در دست شام و سحر
تا اگر یعلن هلال خورشید	تا کشد کهکشان به مه خنجر	تا بود بوی گل بدوش صبا	تا ز سبزه فرو چکد گوهر
تا گل و غنچه را بقای هست	تا بفریاد بلبل است اثر	ربع مسکون بزیر حکم تو باد	تا بود زیب سکه و ...